جو ایماندار مسلمان انکو اپنا شعار و دثار کریگا وہ انشاء اللہ تعالےٰ لئے عارج مقامات
وصول و عرفان اور فائز درجات قرب و احسان ہوگا اور جو شخص اتصاف سے
ساتھ ان اوصاف سے کے حرمان نصیب ہوگا وہ مدارج احسان اور منازل عالیات
جنان سے ایک مرحلۂ بعید پر رہیگا اور قرب بارگاہ رحمٰن رحیم سے دور جا پڑیگا
اور عقبۂ کنود دنیا سے کبھی رہائی نہ پائیگا ہر مقالہ اس کتاب سعادت نصاب
برکت انتساب کا ایک سلالہ ہے نفس قدس کا اور ہر کلمہ ان مقالات کا ایک
غلالہ ہے فوائد قریب دانس و ہدی کا اس زمان آخر مین کہ ہمدوش ساعت
کبریٰ اور ہم آغوش قیامت عظمیٰ ہے علم اس فن مبارک کا دل سے اکثر اہل عالم
کے مرفوع ہو گیا ہے ہر چند یہ بات ظاہر ہے کہ بوجہ کثرت جہل و جاہلیت
اور قلت علم و قابلیت کے ایسے وقت مین اس علم مین کچھ تالیف کرنا خواہ لغت
عرب عربا مین ہو یا زبان عجم مین بے سود ہے کہ مسلمانی در کتاب و مسلمانان
درگور لکن بعض دو امر کے خیال سے ایک یہ کہ جو وقت اس کام مین بسر ہوگا
وہ انشاء اللہ تعالےٰ داخل عبادت ہوگا دوسرے یہ کہ شاید بطور خرق عادت
کے اللہ تعالےٰ کسی بندہ کو توفیق سلوک کی اس سبیل احسان پر بخشے یہ رسالہ
اردو لکھا گیا علماء آخرت و عرفاء عقبیٰ نے ارشاد صراط مستقیم و ارادت
طریق قویم اور تبلیغ حق و صدق و تعریف ولایت و معرفت رب مطلق مین تحریراً
و تقریراً کسی وقت اور کسی مکان مین کوتاہی نہین کی اور بیان مین مقاصد صوری

وسنوہی کتاب وسنت کے کسیطرح کی تقصیر روا نہین رکھی اور اللہ تعالےٰ نے سنہ
زمانہ گذشتہ مین اونکی تالیفات سے نفع عظیم ہی بخشا لکن اس زمان ساعت نشان
مین سارے انوار ولایت کے بہ سبب کثرت ظلمت ضلالت کے مضمحل ہوگئے
ہین بلکہ ایک عمر دراز سے اسلام وایمان کا فقط نام رہگیا ہے اور احسان توخود
عنقا وکیمیا ہوگیا ہے اِلّا ماشاء اللہ تعالےٰ نے سعد لک مجھے لکھنے مین اس رسالہ
کے اولاً و بالذات اپنا نفع مقصود ہے اور ثانیاً و بالتبع فائدہ ابناء اسلام کا اللہ
تعالےٰ سے امید ہے کہ سبکو مجھے توفیق عمل کی رفیق کرے اور برکات سے اس
کلام سعادت آغاز برکت انجام کے محروم نرکھے اس ترجمہ مین التزام اخذ جملہ
الفاظ مقالات فتوح الغیب کا کیا گیا ہے اور مطالب عام فہم خاص
پسند کو بھی شرح فارسی شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ سے منتخب لیا ہے اور
دونون کو بغرض تسہیل فہم ناظر وسامع ممزوج کردیا ہے اگر کوئی شخص اپنی
جان کا ناصح ودوستدار وبہی خواہ ہوکر اس کتاب پر عامل وسالک ہوگا تو یہ عمل
وسلوک واسطے اوسکے ایک سعادت عظمیٰ ونعمت کبریٰ وعاقبت حسنیٰ ہے اور
ایسے لوگ جو نرے طالب آخرت یا قرب حضرت حق ہون اور دنیا اونکو اپنے
پہندے مین پہانس نہ سکے اور ابلیس اونکے دلون پر چیرہ دست نہو مدت
ہوئی کہ زیر زمین جاسوئے آپ تو جو کوئی مدعی علم یا عمل یا کمال ہے وہ غالباً
اس پردہ مین طالب حکومت وجاہ ومال ہے پس بس چندین شکل از برائے اکل

ع اینهمہ از پی آن ست کہ زر میخواہد ٭ اسلام ایک حکایت حال ماضی ہوگیا ہی
اور ایمان کتم عدم مین جا چہپا ہے پہر احسان جو ہر زمان مین کمیاب و عزیز الوجود
تہا اوسکا نشان ملنا معلوم وکان امر اللہ قدرا مقدورا بالجملہ یہ سب اشراط
ساعت دلیل قرب قیام قیامت ہین اس روزگار پر آزار مین اگر کوئی اپنا ایمان دست
برد رہزنان دنیا سے بچالے اور کلمہ طیبہ توحید اخلاص کے اعتقاد پر سفر آخرت کرجاے
تو سمجہو کہ فرد زمانہ اور نوع بشر مین یکتا و یگانہ ہے رب انت ولیی فی الدنیا والاخرۃ
توفنی مسلما والحقنی بالصالحین آولہ کتاب و سنت سے قلت اہل جنت کی اور کثرت
اہل نار کی ثابت ہے اور یہ قلت و کثرت واسطے عقلمند کے ایک تازیانہ عبرت ہے
لیکن کون اسپر کان رکہتا ہے اور کسکو غرض ہے کہ عاقبت بخیر ہو آج تو سارا دار
مدار حصول سیم و زر و انکا سعادت پر آٹہیرا ہے دین و ایمان رہے یا جاے جسطرح سے بنے
دنیا ہاتہ آئے آدم ابو البشر علیہ السلام کی عہد سعادت مہد سے اس زمانہ تک
جو زمانہ گذرا غالبا وہ زمانہ جاہلیت کا تہا پہر جس زمانہ مین کوئی رسول آیا تو اسکی
قوم ایمان نہ لائی و اگر لائی تو بمقدار عدد انامل یا حرکات عوامل و لہذا اکثر امم
معذب ہوکر ہلاک ہوگئے رہی یہ امت اسلام سو اسمین بہی بہتر فرقے بنگئے
اور سب ناری ٹہیرے مگر ایک فرقہ اہل سنت و جماعت آب انکی آپسمین بہی
پہوٹ ہے اور بجز متبعین سنت کے کوئی فرقہ طریقہ انصاف پر سالک معلوم
نہین ہوتا پس یہ سب دلائل ہین قلت اہل نجات و اصحاب جنت اور کثرت

اہل نار و اصحاب جہنم پر و لہذا شیخ اجل ابن عربی صاحب فتوحات مکیہ نے
تعداد اہل جنت کی ضبط کی ہے کہ سب اصحاب بہشت اتنے ہونگے اور گنتی
اہل نار کی نہین بتائی بلکہ اونکو بیحساب و بیشمار ٹھیر اکر تعداد انکی علم الٰہی پر چھوڑ دی
ہے اب بعد اس معرفت احوال عقبیٰ کے بہی اگر بندہ اپنے رب سے
خائف اور اپنے حال و مال پر مہربان نہو اور عمر عزیز کو تحصیل شقاوت ہی مین صرف
کر دے تو یہ محض بدبختی اور تقدیر الٰہی ہے اور اگر جہد کرے کہ زمرۂ سعدا مین
داخل ہو تو امید ہے کہ رحمت عائمۂ الٰہی سے ناامید نرہے والذین جاھدوا
فینا لنھدینھم سبلنا اب مجھے اللہ پاک سے یہ امید ہے کہ وہ اس ترجمہ
کو خالص اپنی ذات کریم کے لئے قبول فرمائے اور مجھکو دنیا و آخرت مین عافیت
دے اور اہوال برزخ و حشر و نشر و عذاب نار سے محفوظ رکھے اللھم آمین

قول اوّل ہر ایماندار کو ہر حال مین تین امر ضرور ہوتے ہین کہ اونکے بغیر
کام نہین چلسکتا ایک اللہ تعالےٰ کا حکم جسکو وہ بجالائے دوم اللہ تعالےٰ
کی نہی جس سے وہ پرہیز کرے تیسرے اللہ تعالیٰ کے قضا و قدر جسکے ساتھ
وہ راضی ہو سو اقل حالت مومن یہ ہے کہ وہ کسی حالت مین بہی ایک امر سے
منجملہ ان امور کے خالی نہین ہوتا ہے اب اوسکو یہ چاہیئے کہ یہ تینون کام
اپنے دل کو لازم کرے اور ہمیشہ اپنے جی کو حکایت ان ہر سہ امر کی کرتا رہے
اور سائر احوال مین جوارح کو ان امور مین مستعمل رکھے اللہ تعالیٰ کا امر دو

طرح پر ہوتا ہے ایک تشریعی اس جگہہ وظیفہ عبودیت کا یہ ہے کہ اوس امر کو
بجالائے دوم ارادی اس جگہہ وظیفہ یہ ہے کہ اوسکو تسلیم کرے امتثال امر و
اجتناب نہی کا اشارہ اسیطرف ہے اور رضا بالقضا اشارہ ہے طرف امر ثانی
کے اور یہی تمام مذاہب اسلام وطرق سلوک کا حاصل ہے عبارت حضرت
شیخ رح کی اسجگہہ یہ ہے لابد لکل مومن فی سائر احوالہ من ثلثۃ اشیاء امر
یمتثلہ ونھی یجتنبہ وقدر یرضی بہ یعنی امتثال مامور کا و اجتناب محظور سے
و رضا بمقدور اصل اصول ہے جملہ ظاہر و باطن کا اور کوئی شخص اس سے
فارغ نہین ہوسکتا ہے **قول دوم** بندہ کو چاہیئے کہ اتباع سنت کرے اور
دین مین جو بات پہلے سے نہین ہے وہ نہ نکالے اسکو بدعت کہتے ہین اللہ تعالے
کی توحید کرے شرک سے بچے شیخ عبدالحق نے مفتاح الفتوح شرح فتوح الغیب
مین کہا ہے بدانکہ ہر چہ در عالم واقع شود ہمہ بقدرت وارادت اوست و نیست
قادر و متصرف در حقیقت مگر او تعالی انتہی یہی اعتقاد ہے تمام اہلسنت کا توحید
ربوبیت کے سارے مشرک عرب غیرہ بہی قائل تھے مگر توحید الوہیت مین شرک
کرتے تھے اور غیر اللہ کو متصرف جانتے اللہ نے قرآن پاک مین توحید کی دو نوں
انواع کو خوب سا ثابت کیا ہے اور شرک کو باقسامہا رد فرمایا اور کہا یفعل اللہ
مایشاء ویحکم ما یرید غرضکہ بندہ کو لازم ہے کہ حق کی تنزیہ کرے ہر منقصت
سے اور حق پر تہمت ترک کرے اور دین اسلام پر یقین لائے اوسمین شک نکرے

اور اللہ کی بلا پر صبر کرے نا شکیبائی نکرے اور ثابت قدم رہے گریز نکرے

اور اللہ سے مانگے جاے تھک کر بیٹھہ نرہے ف قوم کا اختلاف ہے اسمین

کہ سوال طلب ارجح ہے یا سکوت و ادب مفتاح مین کہا ہے مختار آنست کہ

هیچکدام کلیہ نیست تا وقت چہ اقتضا کند وگفتہ اند کہ علم وقت هم در وقت حاصل

گردد انتہی اور جب اللہ سے مانگے تو اثر اجابت کا منتظر رہے اور جلدی نکرے

اور نا امید بہی نہو کہ وعدہ اجابت کا سچا ہے یا نگران ہو کہ امیدم مدعا

حاصل ہوگا انشاء اللہ تعالے ۵

مدام یاد تو در جان آگہ ست مرا	همیشہ دیدۂ امید در رہ ستمر

اور برادر مسلمان کا بہائی اور دوست ہو دشمن نہ بنے اور طاعت حق پر مجتمع ہو جدا

نہو اور آپسمین محبت رکہے نہ عداوت نہ بغض اور گناہون سے پاک رہے

آلودۂ معاصی نہو اور اللہ کی طاعت سے آراستہ بنے اور دروازۂ حق سے

نہ ہلے یعنی صاحب دوام حضور و التجا ہو اور اگر کوئی اثر قبول طاعت کا پیدا نہو

تو ملول نہو اور اقبال علی اللہ سے پشت نہ پہیرے اگرچہ طرف سے اللہ تعالے

کے کوئی محنت و بلا کیون نہ آئے ۵

بہر جورے کہ آن مہ میکند از جام حق	کہ دلدار مرا شاید کہ مقصود امتحان باشد

اور توبہ مین دیر نکرے اور ساعات روز و شب مین عذر کرنے سے طرف خالق

کے ملول نہ ہو شاید اللہ کی اوسپر مہربانی ہو اور یہ نیکبخت ہو جاے اور آتش

دوزخ سے دور جا پڑے اور باغ بہشت مین نعمت پائے کما قال تعالے
فهم فی روضة یحبرون مفتاح مین کہا ہے سرجملہ نعمتہا و بزرگیہا و شادیہا در
بہشت و مقصود حقیقی در آمدن آن دیدار مولی ست تعالی و تقدس ؎

رفت بر بوے سر زلف تو حقی بچمن	ورنہ کے بوئی نسیم سحری بود غرض
؎ امید بوئے تو از تو بہار بود مرا	وگرنہ باگل و گلشن چہ کار بود مرا

مین کہتا ہون دیدار مولی اوسیکو میسر ہوگا جو دنیا سے ہمراہ اسلام درست ایمان
صحیح و احسان کامل کے سفر کرکے داخل بہشت ہوگا فمن زحزح عن النار
وادخل الجنة فقد فاز وما الحیاة الدنیا الامتاع الغرور اور جو کوئی بہشت
مین نگیا اوسکے لئے دیدار کا ہونا معلوم کلا انهم عن ربهم یومئذ لمحجوبون
مومن کو لازم ہے کہ اللہ کی طرف توسل کرے اور نعیم عقبی و ازالۂ انکار کے
ساتھہ دار السلام مین مشغول ہو یہ شغل عظائم نعیم جنت سے ہے جسطرح کہ دنیا مین
بہی غرائب لذات سے ہے عقل کوتہ اندیشونکی حقیقت کمالیت سے اس
شغل کے محجوب ہے یہ لوگ مباشرت و جماع کو نقصان تصور کرتے ہین اور
لہو و لعب جانتے ہین سو یہ نقصان انکی فہم کا اور عوجاج انکی طبیعت رہبانیت
کا ہے ورنہ ساری افراد بشر کو اس قوت پر مباہات و مفاخرت ہے اور انبیاء
ورسل اس کام مین ستھے خصوصاً فعل سید انبیاء ایک سند روشن و حجت
حسن ہے اور نظر بحقیقت جامعیت فعل و انفعال و تاثر و تاثیر کہ علت غائیہ

ظہور عالم سے ہے جتنی کہ اس کام مین سے ہے اور کسی کام مین نہین ہے اور خود نعمت لذات جسمیہ
جنت کے بھی مجالی و مظاہر صفات و کمالات معنویہ و عقلیہ مین تیا ہین اس نعمت کا لذات دنیا پر نہین ہو سکتا
ہے مگر حق مین عرفا کے اہل ذوق و وجدان کی بہر حال یہ چاہیئے کہ مومن اس حال پر
ابداً مخلد رہے اور عمدہ گھوڑون پر سوار ہو اور حور عین و انواع طیب و آب و اتر کنیز کان
سرود گو سے خوشحال ہو مفتاح مین ترجمہ حور عین کا ان الفاظ سے کیا ہے زنان
سخت سفید سیاہ چشم گرد حدقہ دراز مژگان سفید روے سیمین بدن کشادہ چشم انتہی
اور ہمراہ انبیاء و صدیقین و شہدا و صالحین کی علیین مین عالی درجہ رفیع المنزلہ ہو ف
یہ کلام حضرت شیخ رح کا اس مقام مین ایک پرتو ہے نورانیت مرتبۂ اوتیت جوامع
الکلم کا کہ خاصہ کلام حضرت ختمی پناہ ہے صلعم ہر کلمہ ان کلمات مین سے ایک قاعدہ
کلیہ و دستور العمل ہے واسطے سالکان راہ قرب و وصول کے اور حقیقت مین جیسے ولایت
ظل نبوت ہے تو جو کچھ یہ شخص مین پیدا ہے وہ سایہ مین بھی ہویدا ہو گا ٥

اے لفظ خوش تو موج دریای کمال — عالم ز جواہر سخنت مالامال
یک لفظ تو با ہزار معنے در بر — اوتیت جوامع الکلم است مثال

قول سوم بندہ جب کسی بلا مین مبتلا ہوتا ہے تو پہلے اپنی نفس مین اپنے نفس کی رہائی کیلئے
حرکت کرتا ہے اگر رہائی نہین ہوتی ہے تو غیر سے مدد چاہتا ہی یعنی سلاطین و ارباب مناصب
و ابناء دنیا و اصحاب احوال و اطبا سے دفع امراض و اوجاع مین اگر اس سے بھی خلاصی حاصل
نہین ہوتی ہے تو طرف اپنے رب عز و جل کے رجوع لاتا ہے اور دعا و تضرع و ثنا کرتا ہے پس
جب تک وہ اپنے نفس مین نصرت پاتا ہے تب تک طرف خلق کے راجع نہین ہوتا اور

جب تک پاس خلق کے نصرت یاب ہوتا ہے تو طرف خالق کے رجوع نہین کرتا
پھر جب پاس خالق کے چارہ کار نہین پاتا یعنی اللہ تعالے اوسکی مدد نہین کرتا ہے
سبب تاخیر رجوع کے طرف خالق کے اور یہ سزا ہے اوسکی تاخیر کی یا کسی اور مصلحت
تاکہ وہ اسباب و علایق دنیا سے منقطع ہوجائے تو پھر وہ بندہ سامنے اپنے رب کے
گر پڑتا ہے اور ہمیشہ سوال و دعا و تضرع و ثنا و افتقار مین ہمراہ خوف و رجا کے رہتا ہے
یعنی اوسکے قہر سے ڈرتا ہے اور اوسکے لطف کا امیدوار ہوتا ہے پھر خالق اوسکو دعا سے عاجز
کرتا یا عاجز پاتا ہے اور اوسکی دعا قبول نہین فرماتا یہانتک کہ سب اسباب سے منقطع ہوجائے تب اوسمین
قضا و قدر خالق کی نافذ ہوتی ہے اور اللہ تعالے اپنا فعل کرتا ہے اوسدم بندہ اپنے
سارے اسباب و حرکات سے فانی ہوکر فقط روح رہجاتا ہے اور اوصاف بشریت کے جاتے رہتے
ہین اور ہوا و ہوس آرزو و خواہش دور ہوجاتی ہے اور صفات روحانیت و ملکیت کی
پیدا ہوجاتی ہین اور ارواح و ملائکہ سے ملاقات و اتصال حاصل ہوتا ہے پھر وہ سوا فعل
حق عز و جل کے کچھہ نہین دیکھتا اور بالضرورۃ موقن و موحد ہوجاتا ہے یعنی اس امر کو بطریق ہدایت
و وجدان کے بے اختیار فکر و نظر کے پاتا ہے اور یقین کرلیتا ہے کہ کوئی فاعل حقیقت مین نہین ہے مگر اللہ
عز و جل اور نہ کوئی حرکت سکتی ہے مگر اللہ اور نہ کوئی خیر و شر و ضر و نفع و عطا و منع و فتح و غلق و
موت و حیات و عز و ذل و غنا و فقر ہے مگر اللہ کے ہاتھ مین ہے پس اسدم وہ بندہ مقام قدر و قضا
مین مثل طفل شیرخوار کے ہاتھ مین دایہ کے اور مثل مردہ کے ہاتھ مین غسال ہندہ کے اور مثل کرہ کے چوگان
سوار مین ہوجاتا ہے اوسکی تقلیب و تغییر و تبدیل و تکوین ہوتی ہے اور اوسکو حرکت نہین ہوتی

نہ اپنے حق مین اور نہ غیر کے حق مین بلکہ وہ فعل مولی مین آپ نفس سے غائب ہو جاتا ہے تیحجز اپنے مولی اور فعل مولی کے غیر کو نہین دیکھتا ف یہ توحید افعالی ہے کلام مین اکثر سلف و مشایخ اہل تمکین کی بجز اس توحید کے اور طرف اشارہ نہین ہے اور جب یہ حالت غالب آجاتی ہے تو نظر شہود مین سوا حق کے کوئی موجود نہین رہتا

کہ بچشمان دل مبین جز دوست		ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست

انتہی اور غیر حق سے نہ سنتا ہے نہ سمجھتا ہے اگر کسی چیز کو دیکھتا ہے تو اس جہت سے کہ کار خدا و تدسے ہے اور اگر کچھ سنتا اور جانتا ہے تو کلام حق کو سنتا اور اوسکے علوم کو جانتا ہے اور اوسکی نعمت سے متنعم اور اوسکے قرب سے سعادتمند اور اوسکی تقریب سے متزین و متشرف اور اوسکے وعدہ پر طیب و ساکن اور اوسکے ساتھ مطمئن اور اوسکی حدیث سے آنس گیر ہوتا ہے اور غیر حق سے وحشت و نفرت کرتا ہے اور ذکر حق کی طرف ملتجی و ساکن ہوجاتا ہے اور اللہ عزوجل پر معتمد و واثق اور اوسپر متوکل رہتا ہے اور اوسکی نور معرفت سے ہدایت پاتا ہے اور پیراہن وازار پہنتا ہے یعنی جب نور معرفت کا چمکا تو اب ساری عادات و عبادات اوسکی امر و اذن حق سے ہوتی ہین اور وہ اسرار قدرت حق پر مطلع ہوجاتا ہے اور اللہ عزوجل سے سنتا اور یاد رکھتا ہے اور اس حالت پر اللہ کا حامد و ثنا گو ہوتا ہے اور شکر و دعا کرتا ہے یعنی آخر کا منتہی طرف بندگی کے

ہوجاتا ہے اور یہ دعا وشکر سبب مزید نعمت و دوام عافیت وحسن عاقبت کا ہوتا ہے

قول چہارم بندہ جب خلق سے مرجاتا ہے یعنی منع وعطا وذم ومدح ونیک وبد وسائر احوال مخلوق سے فارغ ہوجاتا ہے تو اوس سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ اللہ تعالے تجھکو رحمت کرے اور تیری خواہش نفس کو مارے پھر جب وہ خواہش نفس سے مرجاتا ہے تب کہتے ہین کہ اللہ تجھکو رحمت کرے اور خواہش وآرزو سے تجھکو مارے پھر جب وہ ارادہ وآرزو سے مرجاتا ہے تو اوس سے کہتے ہین اللہ تجھکو رحمت کرے اور زندہ رکھے ؎

ہم تجھسے کس ہوس کی فلک جستجو کرین	دل ہی نہین رہا ہے کہ کچھ آرزو کرین

پھر جب وہ ارادہ وآرزو سے بھی مرجاتا ہے تو ایسی حیات پاتا ہے جسکے بعد موت نہین ہے اور ایسی غنا پاتا ہے جسکے بعد فقر نہین ہے اور ایسی عطا پاتا ہے جسکے بعد منع نہین ہے اور ایسی راحت پاتا ہے جسکے بعد شقاء نہین ہے اور ایسی نعمت پاتا ہے جسکے بعد محنت نہین ہو اور ایسا علم پاتا ہے جسکے بعد جہل نہین ہے اور ایسا امن پاتا ہے جسکے بعد خوف نہین ہے اور ایسی سعادت پاتا ہے جسکے بعد بدبختی نہین ہے اور ایسی عزت پاتا ہے جسکے بعد ذلت نہین ہے اور ایسا قرب پاتا ہے جسکے بعد دوری نہین ہے اور ایسی عظمت پاتا ہے جسکے بعد حقارت نہین ہے اور ایسی طہارت پاتا ہے جسکے بعد آلودگی چرک کی نہین ہے تب اوس بندہ مین امانی اور اقوال صادقہ محقق ہوجاتے

ہین اور وہ بندہ کبریتِ احمر ہنجاتا ہے نہین لگتا کہ وہ دیکھا جائے اور اوسکے جوڑ کا کوئی عزیز نہین ہوتا ہے اور نہ اوسکی یگانگی مین کوئی شریک ہو سکتا ہی بلکہ یکتا بے تجنیس ہوجاتا ہے وہ فرد الفرد اور وتر الوتر اور غیب الغیب سر السر ہے اسدم وہ ہر رسول و نبی و صدیق کا وارث ہوجاتا ہے اور ولایت کا خاتم ہنجاتا ہے اُسکے پاس بدال آتے ہین اور اوسکے سبب سے اندوہ دور ہوتے ہین اور پانی برستا ہے اور کھیتی اوگتی ہی اور خاص و عام و اہل سرحدات اسلام و راعی و رعایا اور ائمہ و امت اور سائر برایا سے آفات و بلایا دور ہوتی ہین وہ بلاد و عباد کا شحنہ ہوجاتا ہے اوسکے پاس پانؤن دوڑ کر آتے ہین اور ہاتھہ بذل و عطا و خدمت کرتے ہین یعنی اذن خالق اشیاء سے سارے احوال ہین اور زبانین ساتھہ اوسکی ذکر طیب و حمد و ثنا کی سب محال مین گویا ہوجاتی ہین ایسا شخص بہترین ساکنان صحرا و آبادی ہوتا ہی ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ف مفتاح مین کہا ہی کہ بحقیقت وی رضی اللہ عنہ این ہمہ احوال و مقامات بدایات و نہایات خود فرمودہ است و اولیاء امت را در ہر وقت و زمان نیز مے باشد انتہی ۵

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران	گفتہ آید در حدیث دیگران

قول پنجم بندہ جب دنیا کو مع آرایش و اباطیل و مکر و فریب ایام و صید موم قاتلہ دنیا باوجود نرمی مس ظاہر و سختی و درشتی باطن و سرعت اہلاک و قتل شیفتگان و آشفتگان دنیا کی جو آفتہا سے دنیا اور تغیر و حوادث و نقض عہد دنیا سے غافل ہین ہاتھہ مین اہل دنیا کے دیکھے تو اوس شخص کیطرح ہوجاتا ہے جیسے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ پلیدی

پر ٹھیا ہوا پاخانہ بہرتا ہے اور اوسکا اندام نہانی کہلا ہوا ہے اور سکی بدبو پہیل رہی ہے پس
ایسے حال مین شخص ضرور اپنی آنکھ اوسکی شرمگاہ سے بند کرلیگا اور اوسکی بدبو سے ناک پر ہاتھ
رکہیگا اسیطرح جب دنیا اور متاع دنیا کو دیکھے تو آرایش دنیا سے آنکھ بند کرلی اور ہاتھ ناک پر رکھے تاکہ
اوسکی شہوات و لذات کی بدبو نہ سونگھے اور اوسکی آفات سے نجات پاے حالانکہ اسکا نصیب دنیا سے
جو مقدر ہے وہ ضرور اسکو پہنچ جائیگا اور وہ اسکو گوارا ہوگا اللہ تعالے نے اپنے نبی مصطفے
صلعم سے فرمایا ہے ولاتمدن عینیک الی ما متعنا به ازواجا منهم زهرة الحياة الدنيا لنفتنهم
فیه ورزق ربك خير وابقى ۵

اے آنکہ ہوای خوش مذاقی داری	از عشق بتان دل فراقی داری
رو دیدۂ دل ز حسن فانی بربند	گر میل شہود وجہ باقی داری

قول ششم مومن کو چاہیے کہ خلق سے بحکم خدا فانی ہو اور ہوائے نفس سے بامر خدا کہ
وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مومنین اور ارادہ سے بفعل خدا آسودہ وہ اس لایق ہوگا کہ ظرف علم
خدا ہنی یعنی اوسکو علم لدنی حاصل ہو علامت فنا کی خلق اللہ سے یہ ہے کہ خلق سی منقطع
ہو جائے اور پاس خلق کے آمد و شد نکرے اور جو چیز لوگون کے ہاتھ مین ہے اوس سے
نا امید ہوجاے یعنی اگر وہ شے اسکے مقدر مین ہے تو خواہی نخواہی اسکو ملیگی ۵

آنچہ نصیب است بہم میرسد	گر نستانی بستم میرسد

اور اگر مقدر مین نہین ہے تو پہر اس امیدواری سے کچھہ فایدہ نہین اور علامت
فنا کی ہوائے نفس سے ترک مکتسب ہے کہ طلب کسب مین مبالغہ و تکلف نکرے
اور ترک تعلق تسبب ہے جلب نفع و دفع ضرر مین تو آپ یہ چاہیے کہ اپنی سود و

زیان کے لیے اپنے نفس کی تدبیر سے جنبش و فکر نکرے اور نہ اپنی دانش و تدبیر پر واسطے کاروبار نفس اپنے کے معتمد ہوا ور نہ کسی امر مخالف طبع و نفس کو اپنی جان سے دور کرے اور نہ اپنی جان کی نصرت کرے یعنی اپنی تدبیر و اختیار دخول و قوت سے بلکہ ان سب کو اللہ تعالے کے سپرد کرے کہ وہ دارین مین اسکے سب امور کا مدبر ہے ٥

کار خود را بخدا باز گزار	کت نمی بینم ازین بہتر کار

کیونکہ جسطرح اللہ تعالے نے اولاً سارے کام اسکے اپنے ذمہ لئے ہین اسیطرح آخر بھی وہ اسکا متولی ہوگا جب یہ اندر رحم کے غائب تھا طرف اللہ ہی کے سپرد تھا اسیطرح جب مہد بین شیر خوار تھا کہ نہ عقل تھی اور نہ فکر و تدبیر اور نہ اختیار و قوت و قدرت یہ ورش کی تب بھی اوسنے اسباب آلات تن و جان کے مہیا فرمائے تھے اب کیا وہ اسکا بندوبست نہ رکھے گا حاشا و کلا ٥

فراموشت نکرد ایزد دران حال	کہ بودے نطفۂ مدفون و مدہوش
روانت داد و عقل و طبع و ادراک	جمال و حسن و راے و فکرت و ہوش
دہ انگشتت مرتب کرد بر کف	دو بازو و یت مرتب ساخت بر دوش
کنون پنداری اے ناچیز ہمت	کہ خواہد کردنت روزے فراموش

اور علامت فنا کی ارادہ سے بفضل خدا یہ ہے کہ یہ کبھی کوئی ارادہ ہی نکرے اور نہ اسکو کوئی غرض ہوا ور نہ اسکے لئے کوئی حاجت و مطلب باقی رہے

کیونکہ اللہ کے ارادہ کے ہوتے ہوئے پہر کوئی ارادہ نہین ہوتا ہے بلکہ
اللہ کا فعل اسکے حق مین بے اسکی طلب کے جاری ہوتا ہے اور یہ خود اللہ ہی کا
ارادہ و فعل ہو جاتا ہے جوارح ساکن اور دل مطمئن اور سینہ کشادہ اور چہرہ روشن
اور باطن آباد ہوتا ہے اور اشیاء سے بوجہ خالق اشیا و بے نیاز رہتا ہے قدرت
کا ہاتھہ اسکو لوٹتا پہیرتا ہے اور زبان ازل اسکو پکارتی ہے اور مالک الملک اور
رب ملل اسکو تعلیم کرتا ہے اور جامۂ انوار پہناتا ہے اور علماے سلف کے
منازل مین اوتارتا ہے پس یہ شخص ہمیشہ منکسر رہتا ہے کوئی شہوت و ارادت اندر
او سکے نہین ہوتی جیسے برتن رخنہ دار مین کوئی پتلی چیز تہم نہین سکتی اور نہ کوئی
کدورت و تیرگی جو اُس آب روان مین تہی باقی رہتی ہے غرضکہ اخلاق بشریت
سے دور ہو جاتا ہے پہر باطن اسکا سواے ارادہ الٰہی کے کسی شئے کو قبول
نہین کرتا اسدم طرف اسکے اضافت تکوین و خرق عادت کے ہوتی ہے اور یہ حال
ظاہر عقل و حکم مین اوس شخص سے دیکھا جاتا ہے اور نفس الامر مین وہ اللہ کا
فعل و ارادہ سچ بچ نظر علم و یقین باطن مین ہوتا ہے اوسوقت یہ شخص زمرہ مین
شکستہ دلون کے داخل ہوتا ہے یعنی اون لوگون کی گروہ مین جنکا ارادہ بشریہ
ٹوٹ گیا ہے اور شہوات طبعیہ اونکے دور ہو گئے ہین اور نئے سر سے اونکو
ارادہ ربانیہ و خواہشہاے روزمرہ ملے ہین کل یوم هو فی شان حدیث
شریف مین آیا ہے حبب الی من دنیاکم ثلث الطیب النساء وجعلت قرة عینی فی الصلوة

اسکی اضافت طرف آنحضرت کے ہوئی بعد اسکے کہ حضرت اس محبت سے بالکل خارج اور دور ہو گئے تہی یہ تحقیق ہے کلام متقدم مشارٌ الیہ کی اس حدیث کے لئے حیثیت علم و روایت الفاظ سے ایک تحقیق ہے جو اہل حدیث سے کی ہے اور شیخ شارح نے شرح صراط المستقیم مین لکھی ہے قال اللہ تعالی انا عند المنکسرۃ قلوبہم من اجلی سو اللہ پاس بندہ کے جبہی ہوتا ہے کہ جب بندہ کی ہوائے نفس و ارادت شکستہ ہو جاتی ہے اور جب شکستہ ہو گئی تو اب کوئی چیز اوسمین ثابت نہین رہتی اور وہ سوا اللہ کے کسی شے کے لایق نہین رہتا تب اللہ اوسکو نئے سر سے پیدا کرتا ہے جسطرح موسی علیہ السلام سے کہا تہا واصطفیتک لنفسی ہ

دلبران آئینہ سازند از برائے خویش خاص		تا تماشائے جمال خود در آنجا میکنند

پہر اللہ اوسمین اپنا ارادہ رکہدیتا ہے تب اوسکا بہی وہی ارادہ ہو جاتا ہے سو جب یہ ارادہ اوس مین پایا جاتا ہے جو اللہ نے اوسکے اندر پیدا کر دیا ہے تو اللہ اوس ارادہ کو توڑ ڈالتا ہے بسبب اسکے وجود کے فی الجملہ تب یہ ہمیشہ شکستہ دل رہتا ہے اور اللہ ہمیشہ اوسمین تجدید ارادہ کی فرما کر اوس ارادہ کو بسبب اسکے وجود کے اوسمین زائل کرتا رہتا ہے یہانتک کہ کتاب اپنی مدت کو پہنچ جائے اور لقاء ہاتہ آئے ف مفتاح مین کہا ہے قال اللہ تعالی فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا ؁

عمل صالح اشارت ست باین چنین فنا که شائبہ از وجود و مرجع از بود و نابود نماند
و ہیچ احدے و ہیچ چیزے در وجود حق و شہود وے شریک نباشد اصلاح کارخانہ وجود
سالک درینجاست و بحصول آن ہمہ فسادست انتہی یہی معنی ہین اس قول کے
انا عند المنکسرۃ قلوبہم من اجلی واللہ اعلم

تا در تو ز پندار تو ہستی باقی ست	میدان بیقین کہ بت پرستی باقی ست
گفتی بت پندار شکستم رستم	این بت کہ تو پندار شکستی باقی ست

حدیث قدسی مین رفعاً آیا ہے لایزال عبدی المومن یتقرب الی بالنوافل
حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ
ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ الذی یمشی بہا دوسر الفظ یون ہے
فبی یسمع وبی یبصر وبی یبطش وبی یعقل سو یہ حال نہین ہوتا ہے مگر حالت فنا مین
نہ غیر فنا مین ف مفتاح مین کہا ہے کہ یہ اشارت ہے شیخ رضی اللہ عنہ کی طرف مقام
فنا ے مطلق کے کہ جامع مراتب فنا ہے اور نام اس مقام کا قرب نوافل ہے
اور تخصیص اسکے ساتھ فنا ے صفات کی سے رہا ثابت کرنا مقام دیگر کا فوق اسکے
جسکو قرب فرائض کہتے ہین اور ایک دوسرے مقام جامع ہر دو مرتبہ کا سو اصطلاح
جدید ہے طرف سے بعض صوفیہ کے پس یہ توہم کرنا نہ چاہیئے کہ جو کچھ اسجگہہ کہا ہے
یہی مرتبہ نہایت کمال کا ہے انتہی بالجملہ جب بندہ خلق سے فانی ہوجاتا ہے اور
خلق خیر و شر ہے اور اسیطرح یہ بندہ بھی خیر و شر ہے توجب ایسا ہوگا کہ خیر خلق

کی امید نرکھیگا اور نہ اونکے شر سے ڈریگا تو نظر شہود مین نرا اللہ ہی رہ جایگا جس طرح کہ وجود خلق سے پہلے تھا اللہ کی قدر مین خیر و شر دونون ہین اب وہ اس بندہ کو شر قدر سے امن دیگا اور بجز خیر و قدر مین غرقاب کردیگا پھر بجز خیر کے اور کچھہ نظر مین نہ آیگا کیونکہ بسبب حق و خالق کے کہ ایک ذرہ بے حکمت کے نہین ہے سب حسن و خیر ہی ہے الخیر کلہ بیدیک والشر لیس الیک اور اضافت قبح و شر کیطرف بندہ کے سے ہے کہ فعل بندہ کا متعلق نہی ہوا ہے اور حقیقت شر کی کرنا شر کا ہے نہ پیدا کرنا شر کا ۵

کفر ہم نسبت بخالق حکمت ست		چون بما نسبت کنی کفر آفت ست

آیت بندہ ہر خیر کا ظرف و محل اور رہی نعمت و سرور و حبور و نور و ضیاء و امن و سکون کا چشمہ ہوجائیگا پس یہی فنا تمام آرزوے طالبان و سالکان و مطلوب و منتہاے عارفان محبوب ہے اور ایک حد و باز گشت ہے جسکی طرف سیر اولیا کی منتہی ہوتی ہے ف تمام سلوک کہ عبارت سیر الی اللہ سی سے ہے یہی فنا ہے اور دروازہ ولایت کا جسکے اندر آکر شہر ولایت مین پہنچنے مین یہی فنا ہے یہ معنی ہین انتہا کے اور منتہی وہ ہے جو اوس مقام تک پہنچ گیا ہے سو نوبت اسجگہہ تک پہنچ کر آراستہ بزیور کمال ہوجاتا ہے اسکے بعد مقام بقا و سیر فی اللہ کا ہے اسجگہہ تجلیات صفات حق سے تربیت پاکر مرتبہ تکمیل کو پہنچ جاتا ہے اسکے بعد سیر من اللہ ہے کہ واسطے تکمیل ناقصین کے اوس مقام سے نیچے اوترتا ہے بعد اسکے پھر ایک دوسری

سیر الی اللہ ہے اور انقطاع مطلق تمام خلق سے باختیار رفیق اعلی اسکے
بعد سلسلۂ ارشاد وتکمیل کی سیر منقطع ہوجاتی ہے انتہی الغرض فنا وہ استقامت
ہے جسکو اگلے اولیاء وابدال نے مانگا تھا اهدنا الصراط المستقیم
صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین وہ طلب تھی کہ اپنے
ارادہ سے فانی ہوکر مبدل بارادۂ حق عزوجل ہوجاوین اور مرتے دم تک
وہی چاہین جو اللہ چاہتا ہے لہذا انکا نام ابدال ٹھیرا پس ان سادات کی ذنوب
یہی ہین کہ یہ اپنے اراؤکو ارادۂ حق کے ساتھہ شریک کرین یعنی بروجہ سہو ونسیان
وغلبہ حال و دہشت اللہ تعالے اپنی رحمت سے تدارک انکا ساتھہ یاددہی وحسن بیداری
کی کرتا ہے کما قال تعالی ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان
تذکروا فاذا ھم مبصرون تب یہ اوس غفلت وفراموشی سے پھر کر اپنے رب سے طلب
امرزش کرتے ہین یعنی اشراک سے ارادۂ حق مین اگرچہ یہ شرک اون سے
براہ فراموشی وغلبہ حال کے ہوجاتا ہے کیونکہ ارادہ سے کوئی معصوم نہین
ہے مگر ملائکہ کہ وہ ارادہ سے اور انبیاء ہواے نفس سے معصوم ہوتے ہین
باقی خلق جن وانس جو کہ مکلف ہین وہ اس ہوی وارادہ سے معصوم نہین
ہین ہان اتنی بات ہے کہ اولیاء ہوی سے اور ابدال ارادہ سے محفوظ ہوتی ہین
نہ معصوم یعنی اونکے حق مین یہ بات جائز ہے کہ وہ بعض احیان مین طرف ہوی کے
وارادہ کے مائل ہون پھر اللہ اپنی رحمت سے اونکو پالے اور ہوشیار وبیدار کردے

اور وہ اُسپر مصر نہون ف فرق درمیان عصمت و حفظ کے یہ ہے کہ عصمت مین
مطلقاً خطا و معصیت کو راہ نہین ملتی ہے اور حفظ یہ ہے کہ اگر راہ ملتی ہے تو
وہ معصیت ٹہیرتی نہین جلد دور ہوجاتی ہے اور توبہ و استغفار سے اللہ تعالی
براہ رحمت اوس معصیت کو محو کر دیتا ہے یہی معنی ہین اس قول کے جو بعض اکابر نے
کہا ہے کہ عصمت معصیت سے پہلے ہے اور حفظ اوس سے پیچھے ہے اور انبیاؑ
معصوم ہین اور اولیا محفوظ واللہ اعلم **قول ہفتم** بندۂ ایماندار کو چاہیئے کہ اپنے ہوائے
نفس سے خارج و یکسو ہو اور اپنے ملک و ملک سے بیگانہ و کنارہ گیر ہوجاے
اور اُنکو اللہ کے حوالہ کر دے اور در دل پر دربان ہوجائے اور پاسبان وقت کا ہو

فتحیابی نشد از گردش آرا مارا		بعد ازین گوش بر آواز در دل باشم	

اور اللہ کا حکم داخل کرنے مین اوس شخص کے جسکے ادخال کا وہ حکم دے بجا لائے
اور اللہ کی نہی سے باز رکھنے مین اوس شخص کی جسکے باز رکھنے کا وہ حکم دے
باز رہے جسطرح بادشاہ کوئی دربان مقرر کرتا ہے کہ جسکو حکم دیتا ہے کہ وہ اندر
آئے اوسکو دربان آنے دیتا ہے اور جسکو فرماتا ہے کہ نہ آئے اوسکو وہ اندر
آنے نہین دیتا پس جب ہوی دل سے باہر نکل گئی یعنی با یمان و توبہ و انابت
تو اب پھر اوسکو دل مین داخل نکرے مفتاح مین کہا ہے چہ آمدن در معصیت
بعد از توبہ سخت تر زیان کنندہ ترست چنانکہ گفتہ اند النکستہ اشد من المرض
انتہی سو نکالنا ہوی کا دل سے اسطرح ہوتا ہے کہ ولکی مخالفت کرے اور اوکی

پیروی کرنا سب احوال مین چھوڑ دے اور داخل کرنا ہوی کا دل مین یون ہوتا ہے
کہ اوسکا متابع و موافق بنے پس اب سوا ارادۂ حق کے خود کوئی ارادہ نکرے
ایسکے سوا جو کچھہ ہوگا وہ آرزو و ہوائے نفس اور یہ وادئ حمقا ہے اسی مین
اوسکی موت و ہلاکت ہے ظاہر و باطن مین اور وہ نظر رحمت و چشم عنایت حق سے
گر جاتا ہے اور شہود و معرفت حق سے محجوب رہتا ہے لہذا لازم ہے کہ ہمیشہ
اللہ کے امر و نہی کا حفظ رکہے اور مدام اوسکے مقدور کو تسلیم کرے یعنی حاصل
مسلمانی کا یہی تین چیزین ہین حفظ امر و انتہاء بہ نہی و تسلیم قدر و قضا اور کسی شے
کو خلق خدا مین سے خدا کا شریک نکرے کیونکہ اسکے سارے ارادے و ہوائے
نفس و شہوات مخلوق خدا ہین تو اب یہ نکوئی ارادہ کرے اور نہ ہوائے نفس
اور نہ خواہش تاکہ کہین مشرک نہو جائے **ف** دعا و سوال کرنا حضرت ربوبیت سے
داخل ارادت و شہوت نہین ہے بلکہ عبودیت سے ہے کہ بقصد بجا آوری حکم خدا
کے بجا لاتا ہے جیسے نماز پڑھنا وقت مقرر پر یا دعا مانگنا وقت نزول بلا و خوف
کے لکن نماز فرض ہے اور دعا سنت ہے ٥

بلکہ بہر آنکہ دلبر دوست میدارد مرا		دوست دارم خویشتن را نے برای خویشتن

قال تعالی فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا
یعنی جسکو امید ہو اپنے رب سے ملنے کی وہ اچھا کام کرے رب کی عبادت و طاعت
مین کسیکو شریک نکرے حضرت شیخ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین لیس الشرک عبادۃ

عبادة الاصنام فحسب بل ھو متابعتك لھواك وان تختار مع ربك عز و جل شیئاً سواہ من الدنیا و ما فیھا والاٰخرۃ و ما فیھا فما سواہ عز وجل غیرہ فاذا رکنت الی غیرہ فقد اشرکت بہٖ عز وجل غیرہ یعنی شرک کچھ یہی فقط بت پرستی نہین ہے بلکہ خواہش نفس کا پیرو ہونا اور اللہ عز وجل کے ہوتے ہوئے کسی شئے کو سوا اوسکے دنیا و عقبیٰ و ما فیہما سے اختیار کرنا یہ سب شرک ہے کیونکہ جو کچھ سوا اللہ کے ہے وہ غیر اللہ ہے سو جب غیر کی طرف میل ہوا تو گویا اوس غیر کو اللہ کا شریک ٹھیرایا

غیر حق ہر چہ دولت را ربود	۵	سد راہ تو ہمان خواہد بود
غیر حق یک ذرہ کان مقصود تست		تیغ لا بر کش کہ آن معبود تست

مین کہتا ہون اصل کفر اختیار کرنا شرک کا ہی خواہ جلی ہو یا خفی شرک جلی کو تو عام و خاص جان ہی لیتے ہین لکن شرک خفی سے بچنا بہت مشکل ہے اور یہ ایک نوع جامع شرک خفی کی ہے جو کہ اس عبارت مین فرمائی ہے ورنہ حدیث مین آیا ہے کہ شرک کے ستر در ہین اور اصل ایمان کی توحید الوہیت و ربوبیت ہے بہ وہی توحید خلیل جلیل علیہ السلام کی ہے کہ جب آگ مین ڈالے گئے اور جبرئیل علیہ السلام نے کہا کچھ مدد درکار ہے فرمایا اما الیک فلا و اما الی اللہ فعلمہ بحالی یکفی عن سوالی امت اسلام مین دو ہی گروہ عارف توحید و شرک ہین پس بس ایک اہل حدیث دوم آئمہ صوفیہ باقی لوگ خواہ عالم کہلائین یا فقیہ یا اور کچھ غالباً گرفتار دام شرک و اضلال توحید ہین صدہا امور شرک خفی کو یہ لوگ

عین اسلام سمجھے ہین بوجہ فقد علم و قلت بصیرت کے انکو کچھہ امتیاز درمیان حق و باطل کے بسبب اتحاد صورت حاصل نہواہ

حسن سبزی بخط سبز مرا کرد اسیر	دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدم

بالجملہ بندہ کو چاہیئے کہ شرک سے پرہیز کرے اور ساکن بغیر حق نہو اور خائف و ترسان رہے اور ایمن نہو اور اپنے حال کی کاوش کرتا رہے بیخبر و غافل نہ بیٹھے کہ کہین غیر حق کے ساتھہ مطمئن نہو بیٹھے اور اپنے نفس کی طرف کسی حال و مقام کی نسبت نکرے اور نہ مدعی ان امور کا ہو بلکہ اگر اوسکو کوئی حال عطا ہو اور وہ کسی مقام مین قایم کیا جاوے تو کسی شخص کو اس حال کی خبر نکرے کیونکہ اللہ تعالے ہر دن ایک شان مین ہے تغیر و تبدیل سے اور درمیان آدمی اور اوسکے دل کے حائل ہوتا ہے جب یہ اس حال کی خبر کردے گا تو کیا دور ہے کہ وہ اس حال کو زائل و متغیر کردے جسکی نسبت اسکو ثبات و بقا کا خیال ہے پہر سامنے اوس شخص کے جسکو خبر دی ہے پشیمان ہو بلکہ اوسکو اپنے ہی اندر رکھے غیر تک جانے ندے پہر اگر ثبات و بقا کو جان لے کہ یہ اللہ کی بخشش و موہبت ہے تو اللہ سے سوال توفیق شکر و زیارت کا کرے اور اگر اور طرح ہو یعنی وہ حال و مقام زائل و فانی ہوجاوے تو اسمین زیادت علم و معرفت و نور تقیظ و تادیب ہے قال تعالی ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا الم تعلم ان اللہ علی کل شئ قدیر ہ

نا امیدی برا رباب طریقت کفرست	گروہے بستہ شدا یدل وگرے بکشایند

اللہ تعالی اپنی قدرت مین عاجز نہین ہے اور نہ اپنی تقدیر و تدبیر مین متہم ہے
اور نہ اوسکے وعدے مین کچہہ شک ہے اسجگہہ بندہ مقتدی رسولخدا صلعم ہوجاے
کہ آپ پر آیات وسُور اوترے اور اوسپر عمل کیا گیا اور وہ محاریب مین پڑہے
گئے اور مصاحف مین لکھے گئے پہر مرفوع و مبدل ہو گئے اور بجاے اونکے
دوسری وحی آئی اور آیات وسور دیگر نازل ہوے یہ تو ظاہر شرع مین ہوا رہی
تغییر و تبدیل باطن مین اور اوس علم مین جو متعلق بباطن ہے اور اوس حال مین
جو درمیان آنحضرت اور اللہ عزّ وجل کی ہے سو حضرت نے فرمایا ہے انہ لیغان
علی قلبی فاستغفر اللہ فی کل یوم سبعین مرۃ یعنی میرے دل پر ایک پردہ سا
پڑجاتا ہے پہر مین ہر دن سُتر بار استغفار کرتا ہون دوسری روایت مین سو بار
استغفار کرنا آیا ہے حضرت ایک حالت سے طرف دوسری حالت کی نقل کیے جاتے تھے
اور وہ حالت مبدل ہوجاتی تھی اور منازل قرب و میادین غیب مین آپکو
لیجاتے تھے اور خلعتہاے انوار بدل دیے جاتے تھے یعنی تجلیات و مکاشفات
قلب شریف کو چہپا لیتی تھی جسطرح لباس بدن کو چہپا لیتا ہے ولہذا بعض صوفیہ
نے کہا ہے ھذا غین الانوار لا غین الاغیار اور حقیقت مین انوار صفات
کہ پردۂ ذات ہین آپکے دلپر مکشوف ہوتے تھے پس پہلی حالت وقت ظہور حالت
دیگر کے بمنزلہ تاریکی و نقصان کے نمایان ہوتی تھی اور وہ حالت اولی بنسبتہ تقصیر

وسستی کی نگاہداشت حدود مین ہوتی تہی حاصل یہ ہے کہ حضرت دائماترقی مین تہے اور تجلیات انوار متوالی آپ پر گذرتی تہی بعض بالائے بعض ہر تجلی فوق پر موقوف سے زیر تجلی تحت کے استغفار کرتے تہے ؎

مرا کمال محبت ترا کمال جمال	دمی مباد کہ نقصان پذیر و این دو کمال

اسی جگہہ سے کہا ہے کہ حسنات الابرار سیئات المقربین رسالہ مجمع البحرین مین اس مقام پر کلام کیا ہے اوسکو دیکہنا چاہیئے بالجملہ حضرت کو استغفار تلقین کیجاتی تہی کیونکہ یہ استغفار احسن احوال عبد ہے اسیطرح اظہار توبہ کا اگرچہ ظاہر مین کوئی گناہ نہو بندہ کے لئے ہر حال مین بہتر ہے کیونکہ توبہ مین اقرار اپنے گناہ و تقصیر کا ہوتا ہے اور یہ توبہ و استغفار دو صفت ہین بندہ کے سائر احوال مین اور لایق حال عبودیت کے ہین خواہ گناہ ہو یا نہو کیونکہ بندہ مقابلہ مین کمال عزت الوہیت و عظمت ربوبیت حق کے بے شائبہ تقصیر کے نہین ہوتا ہے ما عبدناك حق عبادتك اسکی دلیل ہے ؎

دیدم کہ خاطرش ز من آزار میکشد	کردم از و قبول گناہ نبودہ را

جسطرح کہ مغفرت ذنوب لائق مرتبۂ ربوبیت و عنایت ہے تشریفاً اگرچہ کوئی گناہ درمیان مین نہو لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك و ما تاخر اسی باب سے ہے پس یہ توبہ و استغفار وراثت ابو البشر آدم صفی اللہ ہین جبکہ اونکی صفاء حال کو ظلمت نسیان عہد و میثاق و ارادہ خلود دار السلام و مجاورت جبیب رحمن منان و دخول

ملائکہ کرام تحیت وسلام عارض ہوئی تو اس جگہہ ہوائی نفس مشارک ارادہ آدم
ساتھہ ارادۂ حق کے پائی گئی یعنی اللہ کا یہ ارادہ تہا کہ آدم بہشت مین نرہین زمین مین
جا گرین تاکہ توالد و تناسل ہوا سکے سوا اور بہت مصالح بیشمار تہے تب نفس آدم
شکستہ ہوا اور وہ حالت جاتی رہی جو کہ تیرگی سی استحالت کی تہی آور وہ ولایت
اونکی دور ہوگئی اور وہ منزلت جو اونکو بارگاہ عالیجاہ رب العزت مین تہی منہبط
ہوگئی اور وہ انوار جو اونکو حاصل تھے تاریک ہوگئے اور وہ صفائی وقت جو میسر
تہا مکدر ہوگیا یہ سب آفت بسبب اس ارادۂ آدم کی تہی جو اونکے نفس سے منبعث
ہوا تہا نہ مجرد ظہور خطا و معصیت سے ہرچند یہ ارادہ جنت و مجاورت رب العزت کا اپنی
حد ذات مین محمود تہا لکن جب اکل شجرہ سے منع فرما دیا تہا اور یہ ارادہ خلو جنت کا
اوسی پر مرتب تہا تو مذموم و قبیح ٹہیرا مگر بعد اسکے تقادیر آلہی ونکے اصطفا پر جاری ہوچکی
تہی اونکو توفیق توبہ و استغفار کی اس خطا سے بخشی اور دوبارہ تاج کرامت توبہ
و اجتبا و استغفار کا اونکے سر پر رکھکر راہ صواب کی ہدایت کی تاکہ وہ یہ بات جان لین
کہ ہلاک آدمی کا معصیت مین نہین ہے بلکہ ترک توبہ مین ہے چنانچہ صاحب
فتوح فرماتے ہین کہ پہر آدم کو تنبیہ و تذکیر ہوئی اور اونکو ساتھہ اعتراف ذنب
و نسیان کے شناسا کیا گیا او قصور و نقصان کی تلقین کی گئی تب آدم علیہ السلام
نے کہا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین اور اونکو
انوار ہدایت و علوم و معارف توبہ اور وہ مصالح جو توبہ مین مدفون تہے اور پہلے سے

غائب تھے حاصل ہوئے اور ظہور ان علوم و معارف کا نہوا مگر بہ سبب اسی توبہ و استغفار کے بیان سے معلوم ہوا کہ توبہ کرنا بندہ کا بے توفیق خداوند کے نہین ہوتا ہے کما قال تعالےٰ ثم تاب اللہ علیہم لیتوبوا بالجملہ جب آدم نے توبہ کی تب وہ ارادہ اونکا یعنی خلود جنت کا بوسوسہ شیطان مبدل بہ ارادۂ حق ہو گیا اور پہلی حالت ظلمت و کدورت کی دوسری حالت صفا و نورانیت سے بدل گئی اور آدم کو ولایت کبریٰ اور سکون دنیا مین پھر عقبیٰ مین ملا دینا واسطے آدم و ذریت آدم کی منزل ٹھیری یعنی ایک مدت معین تک اور عقبیٰ جائے پناہ و بازگشت و خلد ہوا یعنی بجہت ترک ارادۂ خود و عدم مشارکت بارادۂ حق سعادت دارین ہاتھہ آئی ؎

بلندی کسے یافت کو پست شد	در نیستی کوفت تا ہست شد

اب بندۂ مومن کو محمد مصطفےٰ عنصر احباب و اخلاء کی اقتدا کرنا چاہیئے بابت اعتراف قصور و استغفار کے سارے احوال مین اور اپنی ذلت و خواری و محتاجی و نیازمندی کا معترف ہو ؎

بندگی بنود بجز افگندگی	راست نیاید خواجگی با بندگی

قول ہشتم بندۂ مومن جب ایک حالت پر ہو تو بجز اوس حالت کے اور کوئی حالت اختیار نکرے نہ اعلیٰ نہ ادنیٰ یعنی اگر حالت پست کو اختیار کریگا تو یہ پست ہمتی ہو گی اور اگر حالت بلند کی آرزو کریگا تو یہ شہوت خفی ہے پس جب دربِ محلسرائے بادشاہ کے ہو تو جانا اندر گھر کے اختیار نکرے یہانتک کہ اوسکو جبراً اندر لیجا ئین نہ اختیاراً

مراد جب سے امر سخت سنگ سنگریزہ ہے یعنی جب تک زبردستی و درشتی سے مکرر حکم نکرین جب تک وہ اندر نجائے دوسرے نسخہ مین اسجگہہ بجائے لفظ سنگ کے لفظ ستا کد آیا ہے یہ اظہر واصح وانسب ہے یہ عدم اختیار براہ تواضع وانکسار و تادب و ترک اختیار ہوتا ہے نہ براہ انکار امتثال امر و استکبار اور یہ بات ظاہر ہے اور بیجرد اذن دخول پر قناعت نکرے مثلاً دروازہ کہولدین اور کوئی مانع درمیان مین نہو لکن یہ نہ کہین کہ اندر آ کیونکہ جائز ہے کہ یہ اذن طرف سے بادشاہ کے مکروفریب ہو کہ دیکہین کون خواہش دخول کی شہوت نفس کی راہ سے کرتا ہے اور کون بپاس ادب دخول کو موقوف امر پر رکھتا ہے بلکہ اتنا صبر کرے کہ دخول پر مجبور کیا جائے تب گہر مین زبردستی جائے جبر محض و فعل بادشاہ سے کہ اسدم بادشاہ اوسکو اوسکی اس فعل پر عذاب و عقاب و سرزنش نکریگا عقوبت جب ہے تعرض کرتی ہے کہ شوم تخیر ہوتا ہے اور حرص و قلت صبر و سوء ادب و ترک رضا بحالت موجودہ نے جس جگہہ اوسکو ٹہیرادیا ہے دامنگیر ہوتی ہے پہر جب یہ بات ہاتہہ آئے اور اسطرح پر اندر گہر کے جائے تو سرنگون اور چشم بستہ بادب بمحافظ شغل و خدمت مامور بہا ہو اور طالب ترقی کا طرف ذروۂ علیا ذمرتبۂ بالا کی نہو اللہ تعالے نے اپنے نبی مصطفے صلعم کو فرمایا ہے ولا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازواجا منہم زہرۃ الحیاۃ الدنیا لنفتنہم فیہ ورزق ربک خیر وابقی یہ اللہ نے اپنے پیغمبر کو ادب سکہایا ہے دربارۂ حفظ حال و رضا بالعطا یعنی جو

خیر و نبوت و قناعت و صبر و ولایت دین و عز و اعدا ہمنے تجکو دی ہے وہ اوس چیز سے بہتر جو تیرے غیر کو دی ہے پس ساری خیر اسیمین ہے کہ بندہ حفظ حال کرے اور اوس حال پر راضی رہے اور ماسوا کیطرف ملتفت نہ ہو ع

باش راضی بنعمتی کہ تراست	منگر سوے نعمت دگران
ہم بحالیکہ ہست خوش میباش	ہان مشو جانب دگر نگران
ع جمعی بتماشاے خط و خال خوش اند	جمعی بتمناے زر و مال خوش اند
بیدل ہمہ را بحال بدمی بینم	خوشحال کسانیکہ بہر حال خوش اند

بات یہ ہے کہ وہ حالت دیگر جسکی طرف یہ ملتفت ہوتا ہے تین حال سے خالی نہیں ہے یا اسکا حصہ ہے یا اسکے غیر کا حصہ ہے یا کسی کا حصہ نہیں ہے بلکہ اللہ نے اوسکو واسطے آزمایش کے ایجاد کیا ہے سو اگر اسکا حصہ ہے تو خواہی نخواہی اسکو پہنچیگا پہر ظاہر کرنا سو را وب و حرص طلب کا کب لائق ہے بلکہ یہ بات تعفنیہ عقل و علم مین ناپسند ہے کیونکہ بیفائدہ تحصیل حاصل ہے رہا عمل و شوق ترقی بمقتضاے امر و نہی سو اس باب سے خارج ہے بلکہ بطریق وجوب یا استحباب لازم و مستحسن ہوتا ہے اور اگر غیر کا حصہ ہے تو پہر اوسکے پیچہے محنت و تعب اوٹھانا کیا کہ وہ ہرگز اسکے ہاتھہ نہ آئیگا اور اگر کسی کا حصہ نہین ہے بلکہ فتنہ و آزمایش ہے تو پہر کون عاقل طلب فتنہ کو اپنی جان کے لئے مستحسن و پسند کریگا اور اوسکو اپنے نفس کیطرف کہینچیگا حالانکہ یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ ساری خیر و سلامتی

حفظ حال مین ہے پس جبکہ سراپردہ سے بالاخانہ پر گیا پہر بام خانہ پر تو اب جسطرح ہمنے ذکر کیا ہے حفظ سرنگونی و ادب رکہے بلکہ دوچند اس سے کیونکہ اب وہ بادشاہ سے زیادہ تر قریب اور خطرسے نزدیک تر ہوگیا ہے کہ اگر ذراسی بہی بے ادبی ہوگی تو ہلاک ہوجائیگا یا مراد خطرسے بزرگی و بلندی قدر ہے کہ ایسی حالت مین زیادہ تر ستادب ہونا چاہیئے تاکہ قابل خدمت ونوازش ٹہیرے ؎

حافظا علم و ادب ورز کہ در مجلس شاہ	ہر کرا نیست ادب لایق خدمت نبود

آب یہ چاہیئے کہ بندہ آرزو نقل کی طرف اعلی یا ادنی کی اسحالت راہنہ سے نکرے اور نہ اوسکا ثبات وبقا اور تغیر وصف چاہے حالانکہ اسکو اس حالت موجودہ مین البتہ کچہہ اختیار نہین ہے قطعاً کیونکہ ایسی آرزو نعمت حال کی ناسپاسی ہے اور ناسپاسی اپنے صاحبکو دنیا و آخرت مین خوار کرتی ہے اب اسی ہدایت پر عمل کرے یہانتک کہ ایسی حالت کیطرف ترقی پاوے کہ وہ حالت اسکے لئے ایک مقام ہوجاوے جسمین وہ ٹہیرے اور اوسجگہہ سے دور نہو اور جانلے کہ یہ حالت ایک موہبت ہے طرف سے اللہ عزوجل کے یہ جاننا علامات و آیات سے ظاہر ہوتا ہے اب اس مقام کو پکڑے رہے اور اسجگہہ سے دور نہو پس احوال واسطے اولیا کے ہین اور مقامات واسطے ابدال کے **قول نہم** اولیا و ابدال کو اللہ تعالے کیطرف سے اپنے افعال کا کشف ہوتا ہے جس سے کہ عقلین

مغلوب اور عادات و رسوم خرق ہو جاتے ہین اور یہ افضال دو طرح پر ہین
جلال و جمال یعنی قہر و لطف سو جلال و عظمت مورث خوف متقلق و وجل
مزعج و غلبۂ عظیم کے دلپر ہوتے ہین یعنی ایسا بیم ہوتا ہے جو سلے آرام کر دیتا
ہے اور ایسا ترس ہوتا ہے جو جگر سے اوکھیڑ دیتا ہے اور آثار اس قلق و
خوف کے جوارح و اعضا پر ظاہر ہوتے ہین جسطرح حضرت سے مروی ہے کہ آپ
کے سینۂ مبارک سے نماز مین ایک آواز جوش دیگ کیسی سنی جاتی تھی شدت خوف
سے کیونکہ آپ اللہ تعالےٰ کے جلال کو دیکھتے تھے اور اللہ کی عظمت آپ پر
منکشف ہوتی تھی اسیطرح کا حال ابراہیم خلیل الرحمن و عمر فاروق علیہما السلام سے
بھی منقول ہے رہا مشاہدہ جمال کا سو وہ بسبب تجلی حق کے واسطے دلون کے
ساتھ انوار و سرور و الطاف و کلام لذیذ و حدیث انیس اور بشارت مواہب بزرگ
و منازل بلند و قرب حق کے ہوتا ہے جسکی طرف انجام اسکا ہونیوالا ہے اور قلم ساتھ
اونکی اقسام کے سابق دہور مین خشک ہو چکی ہے یہ اللہ کا فضل و رحمت اثبات
ہے واسطے اُنکے دنیا مین بلوغ اجل تک مراد اجل سے وقت مقدر ہے
کہ اوسوقت کے آنے سے پہلے حصول مطلوب و وصول بمنزل مقصود میسر
نہین ہو سکتا ہے ٥

وسحاب الحب لہا مطر	فاذا جاء الابان تجی
تا در رسد نوبت ہر کار کہ ہست ٥	سودے نکند یاری ہر یار کہ ہست

یہ بات اِسلئے ہے تاکہ انکی محبت شدت شوق قرب حق مین حد سے نہ بڑھ جائے

بلاتے ہین تو مبارک تمھین پیدا توفیق | ۵ | زیادہ حد سے نہ بڑھ جائے حوصلہ دل کا

پھر اِس افراط کیوجہ سے سرائر انکی منقطع ہوجاوین اور یہ مرجائین یا قیام بالعبودیہ سے سست پڑجائین تاآنکہ انکو یقین آئے کہ عبارت ہے موت سے پس حق تعالیٰ تجلی صفات سے اِنکے ساتھ براہ لطف ورحمت بطور مداوات ترتیب قلب مدارات کرتا ہے تاکہ شدت تجلیات قہریہ سے یہ متلاشی ہون اور تجلیات لطیفہ سے خوشحال رہین انہ حکیم علیم لطیف بھم رؤف رحیم ولہذا مروی ہے کہ آنحضرت بلال سے کہتے تھے ارحنا یا بلال یعنی بالاقامۃ تاکہ ہم نماز مین واسطے مشاہدہ جمال کے داخل ہون ولہذا فرمایا ہے وجعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ مراد راحت سے خلاص ہونا ہے قید کثرت سے اور وجود مناجات حق وشہود حضرت معبود کا **قول دہم** دائرہ تعبد و امتثال حکم مین متحقق ومنظور نہین ہے مگر خدا یا نفس بندہ اور بندہ مخاطب ہے اور نفس اوسکا مخالف و دشمن ومغضوب حق ہے اور ساری اشیاء تابع خدا ہین اور نفس بھی حقیقۃً اللہ کا ہے براہ خلق وملک اور یہ نفس ادعاء وتمنی وشہوت ولذت رکھتا ہے بملابست شہوت سو جب بندہ موافق حق کے ہوتا ہے مخالفت وعداوت نفس مین تو اللہ کی طرف سے اپنے نفس کا خصم بنجاتا ہے اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام سے کہا تھا اے داؤد مین تیرا ایک چارہ کار لازم ہون سو تو اپنے چارہ کار کو لازم پکڑ عبودیت یہی ہے کہ تو میرے لئے اپنے نفس کا خصم بنجا کہ اسے دم موالات

تیری واسطے اللہ کی اور عبودیت تیری واسطے حق عزوجل کی ثابت ہوگی پاک و
حلال ہوکر ف رزق تین طرح پر ہے ایک مضمون کہ رحمت عامہ حق اوسکی ضامن ہے
واسطے ہر ذی حیات کے دوم موعود یہ واسطے اہل تقوی کے رکھہ چھوڑا ہے اور وعدہ
کیا ہے کہ بے رنج و بے گمان پہنچیگا سوم مقسوم کہ موعود و مضمون دونون اوسیقدر
پہنچینگے کہ قسمت مین ہین زیادہ اوس سے نہین ملسکتا ٥

چون قسمت تو یکے ست وده می طلبی	آنده بتو کے دہد خود قاضی باش

لکن جب بندہ تقوی اختیار کرتا ہے اور موافق امر الٰہی کے ہوجاتا ہے اور مخالفت
نفس کرتا ہے تو ارزاق مقسومہ کو اراو پاک و حلال ہوکر پہنچتے ہین اور یہ بندہ عزیز
و مکرم ہوجاتا ہے اور ساری اشیاء اوسکی خدمت و تعظیم و تفخیم بجالاتی ہین ٥

چون از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت	چون از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت

یہ اسلئے کہ ساری اشیاء اپنے رب کے تابع اور موافق فعل حق کے ہین کیونکہ حق ان
سب اشیاء کا خالق و منشی ہے اور یہ سب اشیاء مقر عبودیت ہین قال تعالیٰ و
ان من شی الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقہون تسبیحہم یعنی جملہ اشیاء اللہ کی ذاکر و
عابد ہین اور فرمایا ہے فقال لھا وللارض ایتیا طوعا او کرھا قالتا اتینا
طائعین پس جب بندہ موافقت امر حق و مخالفت نفس کی کرتا ہے تو ساری چیزین
اوسکی تعظیم و تکریم و خدمت بجالاتی ہین کیونکہ بندے سب کے سب اوسی جانب ہوتی ہین
جس جانب کہ اونکا مولی و رب ہوتا ہے ٥

گہ گردن نہ پیچ ز حکم تو ہیچ	تو ہم گردن از حکم داور مپیچ

پس ساری عبادت اور پوری بندگی مخالفت مین نفس و ہوا کے ہی قال تعالے
فلا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ اور حدیث قدسی مین آیا ہے اھجر
ھواک فانہ لا منازع ینازعنی فی ملکی غیر الھوی یعنی خواہش نفس سے بڑھکر
کوئی سرکشی کرنیوالا ساتھ خدا کے نہین ہے گویا یعنی متضمن ہے دعوے خدائی کو چنانچہ
بعض حمقا متمردین سے صدور اس دعوی کا صریحاً بھی ہوا تہا فرعون نے کہا تہا انا
ربکم الاعلی و من اللہ غیر **حکایت** مشہور ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ سے یہ ہوتا ہے
کہ جب اونہون نے رب العزت کو خواب مین دیکھا تو کہا اے رب رستہ تیری طرف
کیونکر ہے فرمایا اترک نفسک وتعال یعنی بگزار نفس خود را و بیا ۵

آن یکے بر نفس خود نہ آن دگر در کوی دوست	یعلم اللہ دو قدم راہ ست دیگر راہ نیست

ابویزید کہتے ہین تب مین اپنے نفس سے باہر آیا جسطرح کہ سانپ اپنی کینچلی
باہر آتا ہے پس ساری خیر و خوبی اسمین ہے کہ سب امور مین نفس کا دشمن ہو اور
تمام احوال مین اوسکا عدو بنا رہے اگر حالت تقوی مین ہے تو مخالفت نفس کی
اسطرح پر کرے کہ حرام و شبہہ و منت و اعتماد خلق اور اونکی خوف و رجا و طمع حطام
دینا سے باہر آئے اونکی داد و دہش کی امید نہ رکھے ہدیہ ہو یا زکوۃ یا صدقہ یا کفارہ
یا نذر **فرق** ہدیہ وہ ہے جو تونگر کو دیتے ہین بطور تواضع و اعزاز و اکرام کے
صدقہ وہ ہے جو فقیر کو دیتے ہین بطور ترحم و تلطف کے کفارت وہ ہے جو جزاے

یمین وصوم وغیرہما مین دیتے ہین نذر وہ ہے جسکو اپنی جان پر لازم کرلین جنس
طاعت یا مباح سے انتہی پس اپنے مقصد وتوجہ کو سائر وجوہ واسباب سے قطع کرے
یہانتک کہ اگر کوئی شخص اسکا قریب وخویش صاحب مال ہو تو اوسکا مرنا نچاہے
کہ اوسکے مال کا وارث بنے یعنی اگرچہ ملک بارث بے اختیار حاصل ہوتی ہے
لکن چاہنا اور اوسکی آرزو کرنا اختیار مین ہے پس خلق سے بکوشش تمام با ہر
آئے اور خلق کو مثل ایک دروازہ کے سمجھے جسکو کھولتے بند کرتے ہین یعنی وہ
خود نہ کھلتا ہے اور نہ بند ہوتا ہے بلکہ بست وکشاد اوسکا دوسرے کے ہاتھ مین ہوتا
ہے اور خلق کو ایک درخت کیطرح جانے کہ کبھی اوسمین میوہ ملتا ہے اور کبھی وہ بے
میوہ ہوتا ہے یعنی کاروبار خلق کا ایک نسق اور ایک حال پر نہین ہے اور خود بخود نہین ہے پس خلق
پر اعتماد وثوق کرنا یعنی یہ سارا احوال خلق کا فعل فاعل وتدبیر مدبر سے ہوتا ہے اور
وہ اللہ ہے یدبر الامر من السماء الی الارض تاکہ یہ شخص موحد رب ہو ومعتقد ا
کہ خالق جملہ اشیاء خدا ہے کسب خلق کو فراموش ہی نکرے تاکہ مذہب جبریہ سے رہائی
پائے ف جبریہ کہتے ہین کہ بندہ کو اپنے کام کاج مین کچہ اختیار نہین ہے بلکہ
اوسکی حرکت جماد کیسی حرکت ہے اور یہ کفر محض ہے انتہی اور یہ اعتقاد کرے کہ افعال
تمام اور پیدا نہین ہوتے ہین قدرت عباد سے بے قدرت حق کے یہ اسلئے کہ
کہین عابد خلق ونا سی خدا نہو جائے یعنی اگر بندون کو قادر مطلق ومستقل جاننے گا
تو گویا اونکو معبود اعتقاد کرتا ہے کیونکہ خلق مطلق سوا معبود برحق کے کوئی نہین ہے

اور یہ نہ کہے کہ فعل انکا محض انکی قدرت سے ہی بدون قدرت خدا کے کہ کافر ہو جاوے
اور قدری ٹھیرے ف قدریہ کہتے ہین بندہ اپنے افعال کا خالق ہے جسقدر حرکات
وسکنات اوس سے صادر ہوتی ہین وہ سب اوسکی قدرت سے واقع ہوتے ہین نہ
قدرت حق سے اور اسناد افعال عباد کی طرف حق کی بجہت اقتدار و تسبب کے ہے
سو یہ قول اونکا بدعت اور نہایت شنیع اور اشتراک باللہ ہے خالقیت مین اور
منجر بکفر ہوتا ہے بعض علما نے کہا ہے کہ قدریہ ثنویہ سے بھی بدتر ہین کہ وہ تو
خالق عالم فقط دو بتاتے ہین اور یہ بیشمار شرکا ثابت کرتی ہین ولکن یون کہے
کہ یہ افعال عباد خلق خدا و کسب عبد ہین ف یہ مذہب اہل سنت وجماعت کا
وسط ہے درمیان جبر و قدر کے اسی کی طرف امام ناطق بحق جعفر صادق علیہ السلام
نے اشارہ کیا ہے کہ لاجبر ولا قدر ولکن امر بین امرین تحقیق اس کلام
کی یہ ہے کہ اللہ تعالے کا اشیا کو پیدا کرنا دو طرح پر ہے ایک اسباب سے دوسرے
بے اسباب پہلی طرز کو اسباب عادی کہتے ہین جیسے آگ گرم کرنے کو بنائی ہے
اور کھانا شکم سیری کو اور پانی سیراب کرنے کو اور عادات الٰہی یون جاری ہے
کہ مسببات کو بے اسباب کے پیدا نہین کرتا باوجود اسکے وہ قادر ہے کہ بے
اسکے بھی چاہے تو پیدا کرے اور اگر چاہے تو باوجود اسباب کے بھی پیدا نکرے
اسکو خرق عادت کہتے ہین اسیطرح بندون کے قصد و ارادہ کو سبب پیدا کرنے
حرکات وسکنات کا کیا ہے آیات و احادیث اسی پر دلیل ہین اور قضیہ امر و

نہی کی بنیاد وجہ دیراسی کسب مداخلت عباد کے افعال ہین سے ہے ولہذا آثار واسطے
بیان مواضع جزا ثواب و عقاب کے آئے ہین کریمہ واللہ خلقکم وما تعملون مثبت
ہر دو جانب ہے پس دونون جانب کو نگاہ رکھے اور دونون پر ایمان لائے
محققین نے کہا ہے کہ یہ وہ راز ہے کہ اس خانۂ تکلیف مین کسی پر نمایان نہین
ہوا اسکا انکشاف دار آخرت مین بعد دخول بہشت کے ہوگا ؎

آن مہ چو نقاب از رخ خود بکشاید	وز پردہ ببام خانہ بیرون آید
ہر کہ بتاریکی شب پنہان بود	در پرتو روئے وے عیان بنماید

بندہ کو چاہیئے کہ حق مین بندگی کے اللہ کے امر کو بجا لائے اور اپنے حصہ کو ان
سے بحکم خدا جدا کرے یعنی حق مین اپنے اور خلق کے تابع امر و نہی الٰہی کے رہے
اور اس حد سے تجاوز نکرے کیونکہ اللہ کا حکم قائم ہے تو وہ اسپر اور اور سب پر یہ
حکم تشریعی وارادے جاری کرتا ہے یہ اور وہ سب مقہور و محکوم اوسکے فرمان
کے ہین تو اب اسکو نچاہیئے کہ خود حاکم بنے اسکا ہونا ہمراہ اونکے قدر سے ہے یعنی
اضافت کرنا افعال کا بر وجہ استقلال طرف عباد کی اور دیکھنا نفع و ضرر و خیر و
شر کا طرف سے بندون کے مستلزم اثبات خلق و قدرت ہے واسطے عباد کی اور
قدر ظلمت ہے یعنی شرک ہے اور توحید سے دور جا پڑتا ہے تو اب ظلمت مین چراغ
لیکر جانا چاہیئے اور وہ چراغ حکم کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ہے ان دونو
سے ہرگز خارج ہونا نچاہیئے اگر کوئی خطرہ خطور کرے یا کوئی الہام پایا جاوے تو

اونکو قرآن و حدیث پر عرض کرے ف مفتاح مین اسطرح فرمایا ہے مقابلہ کن بر
کتاب خدا و سنت رسول وے و پیروی کن آنرا کہ موافق کتاب و سنت ست و رد
کن آنرا کہ مخالف آنست اعتبار و اعتماد مکن بران خاطر و الہام اگرچہ از جانب
حق نماید اگر در واقع نیست خود خیر و اگر ہست شاید کہ ابتلا و امتحان باشد
آبو سلیمان دارانی گفت گاہے نکتہ از مواجید این راہ در درون من آید و چسن و
جمالے کہ دارد خود را برمن جلوہ دہد قبول نکنم و بجانب وے ننگرم و گویم تا دو گواہ عدل
بر راستی و درستی تو گواہی نہ دہند قبول نکنم ان دو گواہ کدام است کتاب خدا جل و علی
و سنت رسول وے صللعم انتہی مین کہتا ہون تمام ائمہ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم
کا کابرا عن کابر و خلفا عن سلف سے اتباع کتاب سنت اور رد تقلید مروج پر
اجماع و اتفاق ہے اسیطرح سارے علماء دیندار و مجتہدین ابرار و اہل حدیث
اخیار کا اگر سبکے اقوال نقل کیے جاوین تو بلا مبالغہ ایک دفتر گران وزن ہوجاوے
کتب و رسائل رد تقلید مین غالباً روایات و مقالات انکے مندرج ہین فقط
ضرورت انصاف کی طرف سے علماء دیندار کے باقی ہے اور ہدایت و رشد بلا توفیق
حق کے کسیکو حاصل نہین ہوسکتا ہے انتہی صاحب فتوح فرماتے ہین کہ بعد عرض
کے کتاب و سنت پر اگر اونمین تحریم خطرہ یا الہام کی پاوے مثلاً یہ الہام ہو کہ زنا کرنا
یا سود کھانا چاہیے یا اہل فسق و فجور سے آمیزش کرنا یا سوا اسکے اور گناہ ہونکا الہام
ہو تو ایسے الہام کو اپنے دل سے دور کرے اور چھوڑ دیوے اور قبول نکرے

اور اوسپر عامل نہو اور یقیناً جان لے کہ یہ الہام طرف سے شیطان رجیم کے ہے
اور اگر کتاب و سنت مین اباحت اوس خطرہ و الہام کی پائے جیسے شہوات مباح
مثل اکل و شرب و لبس و نکاح کے تو اسکو بہی چہوڑ دے اور قبول نکرے اور جان
لے کہ یہ الہام طرف سے نفس اور شہوات نفس کے ہے اور اوسکو حکم ہوا ہے
کہ وہ نفس کی مخالفت کرے اور نفس کا دشمن ہو اور اگر کتاب و سنت مین اوسکی
تحریم و اباحت کچھہ نہ پائے بلکہ ایسا امر ہو کہ اوسکا حکم نہین جانتا ہے مثلاً اوس سے
یہ کہا جائے کہ تو فلان فلان جگہہ جا اور فلان مرد صالح سے ملاقات کر اور اسکا کوئی
کام اوس جگہہ مین نہو اور نہ اُس صالح سے اسلئے کہ یہ شخص اوس شخص سے بے نیاز ہے اللہ
نے خود اسکو علم و معرفت دی ہے تو پہر اِس کام مین توقف کرے جلدی نکرے
اور اپنے دل مین کہے کہ آیا یہ الہام طرف سے حق کے ہے کہ مین اسپر عمل
کرون بلکہ انتظار اختیار و فعل حق عزوجل کا کرے اسطرح پر کہ وہ الہام بار بار آئے
اور اوسکو حکم دیا جائے کہ اوسکی طرف شتابی کر یا کوئی ایسی علامت ہو جو اہل علم باللہ
عزوجل کو ظاہر ہوتی ہے اور عقلاء اولیاء اوسکو سمجھتے ہین اور ابدال موئدین اوسکو
پا لیتے ہین اور وجہ شتابی نکرنے کی یہہ ہی کہ اسکو انجام اوس کام کا معلوم نہین ہے
کہ آیا اوسمین حق کی رضا ہے یا سخط ہے اور کیا معلوم کہ اوس کام مین کوئی فتنہ
و ہلاک و امتحان و مکر ہو طرف سے اللہ کے پس صبر کرے یہانتک کہ خود اللہ ہی
فاعل اوس فعل کا اسکے حق مین ہو جائے پہر جب وہ فعل حق اسکے فعل و

اختیار کی آمیزش سے خالی ہو اور یہ اوسطرف جائے اور اوسمین کوئی آزمایش
اسکی ہو تو یہ شخص ملہم اوس فتنہ مین محمول محفوظ رہیگا کیونکہ اللہ اوسکو اپنے فعل پر
عقاب نکریگا اسکی طرف جو عقوبت آتی ہے وہ اسلیئے آتی ہے کہ یہ اوس شے مین
داخل ہوتا ہے ف یہ بیان اجتناب کرنیکا حرام و شبہ و مباح سے حق مین
اوس شخص کے ہے جو مقام تقوی مین ہے اور ظاہر اعمال و احکام و مناجات پر
اقتصار کرتا ہے اگرچہ اوسمین کسیقدر حظوظ نفس بہی ہون باقی رہا حال ارباب ولایت
کا جو حظ نفس سے بچتے ہین اور قدر ضرورت پر اکتفا کرتے ہین سو وہ اسمقام سے
بالاتر ہے چنانچہ فرماتے ہین کہ اگر یہ بندہ حالت حقیقت مین ہو جو کہ حالت ولایت ہے
تو اپنے ہوائے نفس کی مخالفت کرے اور امر ظاہر و باطن کی پوری پیروی بجا
لاوے اور یہ اتباع امر دو طرح پر ہے ایک یہ کہ دنیا سے اوتنا قوت لے جو حق
نفس ہے یعنی قوام بدن کو کفایت کرے اور حظ نفس کو چھوڑ دے اور فرائض
وسنن کو بجالاوے اور ترک ذنوب ظاہر و باطن مین مشغول ہو ف ظاہر سے
مراد گناہ جوارح ہین یہ چارسو گناہ ہین باطن سے مراد گناہ دلکے ہین یہ ساٹھ گناہ
ہین ہمنے بیان انکا رسالہ قوارع و قواطع مین جدا جدا کیا ہے یا مراد ظاہر و باطن
سے خلا و ملا ہے ٥

رہا تعلق مختفی مدام اسے توفیق		پہ آج بر سر رہ خوب برملا شہیری	

بالجملہ اس کلام مین اشارہ ہے طرف زیادت اہتمام کے اجتناب معاصی مین اور

استقصاء کرنے انواع محرمات و مکروہات تحریمی اور تنزیہی کی کہ جملہ افراد ذنوب سے بچے بخلاف استقصاء اقسام نوافل عبادات کہ جب تک اجتناب مین احتیاط نہو کچھہ نفع اونکا نہین ہے اگر ایک شخص ایسا ہے کہ وہ فرائض و سنن رواتب پر اقتصار کرتا ہے اور اجتناب کرنے مین محرمات و مکروہات سے اقصی غایت کی کوشش کرتا ہے تو وہ اپنے مقصود کو کہ قرب و وصول بجناب حق تعالے ہے پہنچ جائیگا اور اگر اقسام نوافل مین استقصاء کرتا ہے اور یہ ممکن بھی نہین ہے اور ترک محرمات و مکروہات مین تقصیر کرتا ہے تو یہ کچھہ چیز نہوئی جیسے کوئی بیمار کہ احتراز مین مبالغہ کرے اور ادویہ و معاجین کا استعمال نکرے اور امید شفا کی رکھے اگرچہ بعد ایک مدت مدید کے یہ اتفاق ہو بخلاف اوس شخص کے کہ دوا کھاے اور پرہیز نکرے کہ اوسکا حال روز بروز تباہ ہوگا اور اگر دونون کام کریگا تو ضرور اولی وانفع ہوگا انتہی دوسری قسم اتباع امر کی یہ ہے کہ مامور بامر باطن ہو اور وہ امر و نہی کرنا ہے حق عزوجل کا اپنے بندے کو اور متحقق اقتدا کا اس امر باطن مین نہین ہوتا مگر اوس شے مباح مین کہ حکم اوسکا شرع مین نہین آیا ہے باین معنی کہ قبیل نہی سے نہین ہے اور نہ قبیل امر واجب سے اسلیئے کہ اگر وہ شے منہی عنہ یا واجب ہوگی تو دعوی امر باطن کا برخلاف اوسکے باطل ہوگا و کل حقیقۃ ردتھا الشریعۃ فھی زندقۃ یعنی جس حقیقت کو شریعت نے رد کیا ہے وہ باطل ہے مفتاح مین کہا ہے و اگر اعتقاد بدان کند کافر و زندیق گردد نعوذ باللہ من ذلک بلکہ مراد اس سے

وہ چیز ہے جسکا حکم شرع مین چھوڑ دیا گیا ہے نہ منہی عنہ ہے اور نہ واجب اور بندی کو اوسکی کرنے نکرنے مین اختیار تصرف کا دیا گیا ہے سو ایسی چیز کا نام مباح ہے بندہ کو چاہیے کہ اپنی طرف سے اوسمین کوئی بات پیدا نکرے نہ فعل نہ ترک بلکہ امر حق کا منتظر رہے جب اوسکو حکم ہو تو بجا لائے اسصورت مین ساری حرکات وسکنات بندے کی بامر حق عزوجل ہونگی جس چیز کا حکم شرع مین آیا ہے وہ اسکو بامر شرع کریگا اور جس چیز کا حکم شرع مین نہین آیا ہے اوسکو بامر باطن کرے گا اسدم وہ بندہ محق ہوگا منجملہ اہل حقیقت کے اور جس شے مین امر باطن نہین ہے یعنی اور نہ امر شرع تو پھر تلبس بندہ کا ساتھ اوس شے کے بمجرد فعل آلہی حالت تسلیم مین ہوگا اگر یہ بندہ حالت حق الحق مین ہے جو کہ حالت محو وفنا ہے یعنی فنا جمیع ارادات وحرکات سے اور یہ حالت بالاتر ہے حالت حقیقت سے جسمین امر باطن وامتثال امر ہوتا ہے اور ارادہ فعل وحرکت کا طرف اوسکے ہوتا ہے اور یہ حالت اولیاء کی ہے اور اسحالت مین کہ حالت حق الحق ہے انمین سے کچھ بھی نہین ہوتا ہے سو یہ حالت محو وفنا حالت ابدال کی ہے جنکے دل اللہ کے لئے شکستہ ہو رہے ہین اور وہ فعل جو ارادہ حق مین خالی ہوگئے ہین اور موحد وعارف وکامل صاحب علم وعقل ومہتر وکار فرما وشحنہ کارگزار کفایت شعار بدرقہ ونگاہبان خلق نائب وخلیفہ رحمن ودوست برگزیدہ وحبیب منان ہین علیہم السلام پس اتباع امر کا اس حالت مین کہ اوسمین امر ظاہری وارادی ہوگا یون ہوتا ہے کہ بندہ اپنے نفس وہوا کے

کی مخالفت کرے اور اپنے حول وقوت سے بیزار ہوجاوے اور اوسکے لئے کوئی
خواہش و قصد کسی شے مین قطعاً اغراض دنیا وآخرت مین نہو اب یہ بندہ عبد الملک
ہوگا نہ عبد الملک یعنی غلام پادشاہ نہ غلام پادشاہی یعنے معاملہ اوسکا ذات حق سے
رہیگا اور شہود حق سے نہ عالم وجود عالم سے اور بندۂ امر ہوگا نہ بندہ نہو لے جیسے حال
بچہ کا ساتھ دایہ کے اور حال مردہ بغسیل کا ساتھ غاسل کے اور حال بیمار بیتاب
بے شعور کا سامنے طبیب کے ہوتا ہے لکن یہ بے قصدی و بے ارادگی و تسلیم و
بے اختیاری غیر امر و نہی مین ہوگی رہا امر و نہی اوسمین وظیفہ اسکا یہی فرمانبرداری
ہے کہ اوسکو بہر حال بجالانا چاہیئے اور اگر کوئی قصد و ارادہ اوسکا امتثال مین ہوگا
تو وہ بہی اس حیثیت سے ہوگا کہ شارع نے ارادہ کیا ہے کہ بندہ ارادہ کرے اور
یہ چاہا ہے کہ وہ چاہے سو یہ بہی ایک قسم محویت و فنا کی ہے **قول یازدہم**
بندہ پر جب خواہش نکاح و جماع کی حالت فقر مین ڈالی جائے اور وہ بار برداری
نکاح سے عاجز ہو اور نکاح کرنے سے صبر کرے بانتظار کشاد کار کے طرف سے
پروردگار کے اسطرح پر کہ حق اوس خواہش و رغبت کو بندہ سے دور کردے
اپنی اوس قدرت سے جو اوس بندہ پر اوسنے ڈالی ہے اور اندر اوسکے پیدا کی
ہے تو اب اللہ اوس بندہ کی اعانت بہی کریگا اور اوسکو حمل مونت سے اوس
شہوت کی بہی نگاہ رکہیگا اسطرح کہ اوس شہوت کو بطور موہبت پہنچا دیگا یعنی کوئی ایسی
عورت بخشے گا جس سے وہ تقاضائے شہوت کرے اور وہ بندہ مہنی و مکفی ہوگا

بغیر گرانی کے دنیا مین اور بغیر انجام بد کے آخرت مین آور ایسے بندہ کا نام اللہ
صابر و شاکر و راضی بقسمت رکھتا ہے اسلئے کہ اوسنے اپنی شہوت سے صبر کیا اور
کشادکاری پر شکر نعمت خدا بجا لایا اور تحصیل شہوت نفس مین مضطرب نہوا اور اس دم اوسکی
نگاہداشت معصیت سے اور توانائی طاعت پر زیادہ کرتا ہے پہر اگر وہ شہوت اسکی
قسمت مین ہے تو اسکو پہنچ رہے گی اور یہ مہنی دکھنی ہوگا اور اسکا صبر شکر بنجائیگا
ع صبر تلخست ولیکن بر شیرین دارد + اور اللہ عز و جل نے شاکرین سے وعدہ زیادت
عطا کا فرمایا ہے قال تعالی لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید
اور اگر وہ شہوت قسمت مین نہین ہے تو پہر بے نیاز ہونا اوس سے یون ہوسکتا ہے کہ دل
سے اوسکو اوکہیڑ ڈالے خواہ جی مانے یا نہ مانے بالجملہ بندہ کو چاہیے کہ صبر کو لازم
پکڑے اور ہوائے نفس کی مخالفت کرے اور امر شرع کی گردن مین ہاتہہ ڈالے
اور راضی بقضا ہو اور التزام سے اس امر کے امیدوار فضل و عطا کا رہے کہ
خلاصہ کار مسلمانی کا یہی دو چیزین ہین ایک امتثال امر تشریعی دوم تسلیم
حکم ارادی جو اللہ کہے وہ کرے آور جسطرح وہ رکہے اوس طرح رہے
اول عبادت ہے اور ثانی عبودیت اور انجام دونون کا طرف صبر کے
ہے وقد قال اللہ تعالے انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر
حساب سہ

صبر کن صبر کہ جز صبر دوائے نبود	ہر کرا دست غم عشق رگ جان گیرد

چکند گر تسلیم ندارد درپیش	ہر کرا پنجۂ عشق تو گریبان گیرد

قول دوازدہم اللہ تعالےٰ جب کسی بندہ کو مال دے اور وہ بسبب اوس مال
کے طاعت حق سے باز رہے تو اللہ اوسکو اپنی قرب رحمت سے دنیا و آخرت مین محجوب
کر دیتا ہے بلکہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ اوس مال کو اوس سے چھین لیتا ہے اور اوس
بندہ کے حال کو دگرگون کر دیتا ہے اور وہ محتاج ہو جاتا ہے یہ عقوبت ہوتی ہے
واسطے اوسکے اسلیئے کہ وہ نعمت پا کر منعم سے باز رہا اور اگر وہ بندہ مشغول بطاعت
ہوا اور مال کا حق ادا کیا اور اوسکی محبت مین نہ پھنسا تو اللہ اوس مال کو واسطے
اوس بندہ کے ایک موہبت و بخشش کر دیتا ہے اور ایک دانہ اوس مال سے کم
نہین کرتا وہ کتنا ہی خرچ کیون نکرے وہ مال اس بندہ کا خادم ہو جاتا ہے اور یہ بندہ
مولا کا خادم ہوتا ہے پس دنیا مین ناز و نعمت سے زیست کرتا ہی اور عقبیٰ مین اندر
جنت الماویٰ کے مکرم و مطیب ہوگا ہمراہ صدیقین و شہدا و صالحین کے اسجگہہ ذکر
نبیئین کا نہین کیا اسلیئے کہ مقصود اسجگہہ ذکر تابعین سے ہے اور انبیا تو رب کے متبوع
ہین **ف** معلوم ہوا کہ مجرد وجود مال مذموم نہین ہے بلکہ مذموم یہ ہے کہ مانع شغل
طاعت ہو اور معصیت مین صرف ہو ایک شخص نے ایک صوفی مالدار کو لکھا تھا
کہ تم مالدار ہو اور مالداری خلاف شان فقراء اہل اللہ ہے صحبت مال آخر کو محبت
مال ہو جاتی ہے اونہون نے جواب مین لکھا کہ صحبت مار کسی را زیان کند کہ افسون
مار نداند انبیا و صدیقین و شہداء و صالحین مین بعض افراد غایت درجہ کے مالدار

غنی وتونگر بلکہ بادشاہ گذرے ہین لکن اوس مال نے اونکو ذکر وطاعت حق سے
باز نہین رکھا بلکہ سبب ترقی مدارج دنیا وعقبیٰ کا ہوا یہ بحث کہ فقیر صابر افضل ہے یا
غنی شاکر رسالہ اداءۃ الشکر مین تفصیل وار لکھی گئی ہے ولللہ الحمد والمنۃ **قول ستر دہم**
بندہ کو چاہیئے کہ جلب نعما ودفع بلوی اختیار نکرے یعنی اس کوشش مین نرہے
کہ اپنی تدبیر واختیار سے اپنے نفس کے لئے کوئی منفعت حاصل کرے یا کوئی
ضرر دور کرے اسلئے کہ نعمت تو اوسکو پہنچے ہی گی اگر اوسکی قسمت مین ہے وہ خواہ
اوسکی طلب کرے یا ناخوش ہو ؎

آنچہ نصیبست بہم میرسد	گر نستانی بستم میرسد

اور بلا آئیگی اگر قسمت مین ہے اور حکم اوسکا اسکے حق مین ہو چکا ہے خواہ یہ
ناخوش ہو اور اوسکو دعا سے دور کرے یا صبر کرے اور واسطے مرضی مولی کے بانہ
بنے بلکہ حکم قضا وقدر پر گردن رکھدے خواہ نعمت ہو یا بلیت تا کہ حق تعالی اسکے
بارہ مین اپنا کام کرے اگر نعمت ہو تو شکر بجالائے اور ثناے مولی مین مشغول
ہو اور اگر بلوی ہو تو تصبر یا صبر کرے یعنی بتکلف یا بے تکلف صابر بنے اگر نفس و
طبیعت برخلاف اوسکے ہو یا موافقت و رضا کرے اگر نفس رام ہو گیا ہے اور
اوسنے سرکشی چھوڑدی ہے یا اوس بلیت سے لذت حاصل کرے اگر
محبت غالب ہے ؎

چہ خوش بود کہ دل تنگ ما سے واکرد	خدا دراز کند عمر زخم کاری ما

یا اوس بلوی مین نیست دنابود ہنجاسے اگر شہود ورویت حاصل ہے اورہستی
سے جداکرلیا گیا ہے غرضکہ باندازہ حالات عطاشدہ اور بقدر نقل وسیر وسلوک
منازل ومقامات قرب کے طریق مولی مین جسکی طاعت وموالات کے ساتھہ ماموری ہے
کام کرے تاکہ رفیق اعلی سے جاملے یعنی جماعۂ انبیاء ورسل وملائکہ مقربین سے
متصل ہوجاسے اور صدیقین وشہداء وصالحین متقدمین کی مقام مین قائم ہو مراد
اس سے قرب علی اعلا ہے تاکہ اون لوگون کے مقام کو دیکھے جو پہلے اس سے
بادشاہ علی الاطلاق کے پاس پہنچ گئے ہین اور اس سے نزدیک ہوئے ہین اور
پاس اوس ملیک مقتدر کے اوہنون نے ہر نعمت نو وتازہ وشگفت پائی ہے
اور ہر طرح کی مسرت وامنیت وکرامت ونعمت ودولت دیکھی ہے غرضکہ بلاے
نازل کو چھوڑ دے کہ وہ اس سے ملاقات کرے اور اوسکو رستہ دے کہ وہ
پاس اسکے آئے اور اوسکے سامنے دعا کرنے کو کھڑا نہو اور نہ اوسکے آنے اور
نزدیک ہونے سے گھبرائے کیونکہ بلا کی آگ جہنم کی آگ سے بڑہ کر نہین ہے حدیث
مین آیا ہے کہ جہنم کی آگ مومن سے کہے گی جز یا مومن فقد اطفا نورک لہبی
چلاجا اے مومن بیشک تیرے نور ایمان نے میرے شعلۂ آتش کو بجھادیا یہ نور
مومن کا جسنے زبانۂ آتش دوزخ کو بجھادیا وہی نور ہے جو دنیا مین ہمراہ اوسکے تہا
جس سے مطیع وعاصی مین تمیز ہوا تہا سو یہ نور زبانۂ بلا کو بہی بجھادیگا اور سردی
صبر مومن کی موافقت مولی مین اوس سوزش وافروختگی بلا کو جامد کردیگی جو بلا کہ

اوس سے نزدیک ہوئی تھی بلا اسلئے نہین آئی ہے کہ اوسکو ہلاک کردے بلکہ
اسلئے آئی ہے کہ اوسکی آزمایش کرے اور صحت ایمان کو ثابت کردکہاے اور
قاعدۂ یقین کی بنیاد کو مضبوط کرے اور باطن بلا طرف سے مولی کی نوید دے
کہ مولی کو اسکے صبر کرنے پر مفاخرت ہے قال تعالے ولنبلونکم حتی نعلم المجاھدین
منکم والصابرین ونبلوا اخبارکم سو جب بندہ کا ایمان ہمراہ حق کے ثابت رہتا
ہے اور بندہ اپنے یقین کے ساتھ فعل حق کی موافقت کرتا ہے تو یہ سب حق کی
توفیق و منت ہے اب بندہ کو چاہیئے کہ ہمیشہ شکیبا اور موافق و مسلم رہے اپنے مین اور
اپنے غیر مین کوئی ایسی بات جو دائرہ امر و نہی سے باہر ہو پیدا نکرے اور جب اللہ کا
امر ہو تو سنے اور بجا آوری مین شتابی کرے اور بہادر و توانا ہو اور عمل کرے آرام
طلبی و تکاسل روا نرکہے اور نرا تسلیم کرنیوالا قدر و فعل آلہی کا بدون سعی کے عمل
مین نہ بنے کہ مبادا ورطۂ جبر و جہل مین جا گرے بلکہ اپنی ساری طاقت و کوشش
اداء امر مین صرف کردے اگر عاجز ہو تو مولی کی پناہ پکڑے اور طرف اوسکے ملتجی
اور متضرع و معتذر ہو اور جستجو کرے کہ سبب عجز کا اداے امر سے کیا ہے اور شرف
طاعت سے کس چیز نے اسکو روکا ہے شاید کہ وہ عجز بسبب شوم دعوی قرب
و وصول مقامات علیہ ہو کہ بے حجت و برہان کے ایسے دعوے کئے ہون اور
طاعت حق مین بے ادبی کی ہو اور بسبب حماقت و سبکی و شتابی و مستی کے ایسا دعوے
مُنہ سے نکلا ہو اور اپنے حول و قوت پر بھروسا کیا ہو اور اپنے عمل پر عجب کیا ہو اور

حق کو ساتھہ اپنے نفس و خلق کے شریک ٹھیرایا ہو یعنی ریا و سمعہ کیا ہو اسلئے ان
امور نے اوسکو باب حق سے روکدیا ہے اور طاعت و خدمت سے معزول کردیا اور
اپنی توفیق کو اوس سے قطع فرمادیا اور اپنا وجہ کریم اوسکی طرف سے پھیر لیا اور اوسکو
دشمن جانا اور غصہ کیا اور اوسکو اوسکے بلاے دنیا و ہواے نفس و ارادہ و تمنا
مین مشغول کردیا گیا یہ بندہ نہین جانتا کہ یہ سب اشیاء مولی سے باز رکھنے والی اور
چشم عنایت خالق سے گرانے والی ہین جسنے کہ اسکو پالا اور مال و منال دیا اور
جزاے اعمال مین نعمتین بخشین ہین بندہ کو چاہیئے کہ وہ اس بات سے ڈرے کہ
کہین اسکو غیر مولی اسکے مولی سے غافل نکردے کیونکہ جو کوئی سوا اسکے مولی
کے ہے وہ غیر مولی ہے آب نہ چاہیئے کہ مولی پر غیر مولی کو اختیار کرے کیونکہ
مولی نے اسکو اپنے لئے پیدا کیا ہے اب یہ اپنی جان پر ظلم نکرے کہ مولی کے
امر سے روگردان ہو کر مشغول بغیر مولی ہو تب مولی اوسکو اپنی آگ مین داخل
کرے جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہین اور اوسوقت یہ پشیمان ہو اور یہ پشیمانی
کچھہ اسکے کام نہ آئے اور عذر پیش کرے اور وہ سنا نہ جاے اور فریاد کرے
اور فریادرسی نہو اور رضا جوے چاہے اور مولی راضی نہو اور کہے کہ مجھے پھر دنیا
مین بھیجدو مین وہان جاکر تلافی مافات اور اصلاح کارکرون اور اسکو دنیا مین
نہ بھیجین بندہ کو چاہیئے کہ اپنی جان پر رحم کرے اور ڈرے اور جو آلات و ادوات
اسکو دئے گئے ہین اونکو طاعت مولی مین استعمال کرے جیسے عقل و ایمان

ومعرفت وعلم کیونکہ عقل سے فہم خطاب شروع کرسکتا ہے اور اللہ کی ذات
وصفات پر دلیل پکڑ سکتا ہے اور ایمان سے احکام آوامر ونواہی کو قبول کرسکتا
ہے اور معرفت سے ذات وصفات کی شناخت بہم پہنچا سکتا ہے اور علم کتاب
وسنت سے سالک طریق حق ونجات ہو سکتا ہے سو ان سب آلات وادوات سے
کام لے اور ان اوزاروں کو ضایع وبیکار نکرے بلکہ انوار سے ان آلات کے
ظلمات اقدار مین روشنی طلب کرے مراد ظلمات سے حوادث عالم ہین جو دلون
کو مصائب ومہالک سے تنگ وتیرہ کرتے ہین غرضکہ امر ونہی کو پکڑے رہے اور
انہین کی موافقت سے سیر وسلوک کرے اور جو کچھہ سوا امر ونہی کے ہے اوسکو سپرد
خالق ومنشی کردے اور جسنے اسکو خاک سے بنا کر بالا سے پہر نطفہ سے پیدا کیا
ہے پہر پورا آدمی برابر طیار کردیا ہے اوسکا انکار نکرے اور بجز اوس کے امر کے
اور کچھہ نچاہے اور سوا اوسکے نہی کی کسی چیز کو مکروہ نرکہے بلکہ دینا واخریٰ سے
اسے مراد یعنی امر حق کے ساتھہ قانع ہو اور نہی کو دارین مین مکروہ رکہے کیونکہ
ہر مراد اسی مراد کی اور ہر مکروہ اسی مکروہ کا تابع ہے بندہ جب ہمراہ امر حق
تعالےٰ کے ہوتا ہے اور اوسکے حکم پر چلتا ہے تو سارے اکوان اسکے حکم مین
ہوتے ہین ؏

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ	کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

اور جب نہی خدا کو مکروہ رکہتا ہے تو سارے مکارہ اس سے بہاگ جاتے ہین کہین

ہو اور کسی جگہہ کیون بجائے اللہ تعالی نے بعض کتب مین فرمایا ہے اے این آدم مین ہون خدا میرے سوا کوئی خدا نہین ہے مین کسی شئے کو کہتا ہون ہوجاؤ ہوجاتی ہے تو میری اطاعت کر مین تجکو بہی ایسا ہی کردونگا کہ تو جس چیز کو کہے گا کہ ہوجا وہ ہوجائے گی یعنی جب تو تابع میرے امر و نہی کا ہوگا اور خود سے فانی اور میرے ساتہہ باقی ہوجائیگا تو انوار میری قدرت کے تجہہ مین ظاہر ہونگے اور فرمایا اے دنیا جو کوئی میری خدمت کرے تو تو اوسکی خدمت کر اور جو کوئی تیری خدمت کرے تو تو اوسکو رنج و اندوہ مین رکہہ سو جب اللہ کی نہی آئی تو بندہ کو چاہیئے کہ سست اعضاء ہوجائے حواس بجگا نہ اوسکے تہم جائین اور شگافتہ دل اور سست و دیوانہ ہوجاے تنگ سینہ بجائے مردہ تن ہوجائے زائل المعنی سلطنۃ الرسوم ناپیدا النشان فراموش شدہ اثر میں و شہوت سے ہوجائے تاریک صحن سرا ویران خانہ خالی گہر سقف افتادہ بجائے نہ ادراک ہو نہ نشان کان ایسا ہو گویا بہرا ہوگیا ہے اور ایسی کری پر پیدا ہوا ہے اور آنکہہ ایسی ہو گویا اوسپر پٹی باندہ دی ہے اور وہ دکہتی ہے اور نابینا پیدا ہوئی ہے اور بالکل مٹ گئی ہے اور دونون لب ایسے ہون گویا اونمین زخم اور پہوڑا پہنسی پڑگیا ہے اور زبان ایسی ہو گویا گونگی اور کند ہے اور دانت ایسے ہون کہ گویا اونمین جراحت ہے پیپ سے لبریز اور آمودۂ درد و پراگندگی ہین اور دونون ہاتہ ایسے کہ گویا خشک ہوگئے ہین اور کوئی چیز پکڑ نہین سکتے اور دونون پانون ایسے گویا

گویا اونمین لرزہ و اضطراب و جراحت ہے اور اندام نہانی و شرمگاہ ایسی کہ گویا نامرد ہے
اور سوا اس امر کی کسی اور ہی کام مین مشغول ہے اور پیٹ ایسا کہ گویا پڑا اور سیر اور طعام
سے بے نیاز ہے اور عقل ایسی کہ گویا دیوانہ و فاسد العقل ہے اور بدن ایسا کہ گویا
مردہ ہے اور اوسکو طرف قبر کے اوٹھاے لئے جاتے ہین تسو تسامع و تسارع یعنی
سسنا اور جلدی کرنا بجا آوری حکم مین ہوتا ہے اور تقاعد و تجا عد و تقاضہ کرنا ہی مین
چاہیئے یعنی بیٹھنا اور سست ہونا اور نرمی و کوتاہی کرنا اور تماوت و تماوم و تفانی
یعنی آپکو مردہ جاننا اور معدوم سمجھنا اور فانی کردینا حکم قضا و قدر مین ہے اب چاہیئے
کہ بندہ اس شربت کو پیئے اور اس دوا سے علاج کرے اور یہ غذا کہائے تاکہ
دل کی بیماریون اور ہواے نفس کی علتون سے صحت و شفا و عافیت پائے یعنی
باذن خدا **ف** حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کا کلام ان مقالات مین انہین تین امر
کے اردگرد چکر مارتا ہے ایک امتثال مامور دوسری اجتناب محظور تیسری رضا
بالمقدور اور اسمین شک نہین کہ جملہ احوال بشران امور سہ گانہ سے خالی نہین
ہو سکتے ہین جب بندہ کو امر و نہی و قدر پر استقامت حاصل ہوئی تو اب وہ مومن
کامل ہوگیا اور لایق فوز کے درجات علیٰ ہیر ایہران حالات مین سے جس کسی
حالت مین جسقدر قصور ہوگا اوتنا ہی اسکے کمال قرب و حضور مین فتور رہیگا
قول چہاردہم صاحب ہواے نفس کو نچاہیئے کہ حالت قوم کا دعوی کرے یعنی
اپکو طالب و واصل حق بتاے کیونکہ یہ تو عابد ہوئی ہے اور وہ قوم بندگان مولی

ہوتی ہین اسکی رغبت دنیا مین ہے تاکہ مال وجاہ حاصل ہو اور قوم کی رغبت
عقبی مین ہے تاکہ اجر وثواب ونعیم حاصل ہو یہ دنیا کو دیکھتا ہے اور وہ پروردگار
زمین وآسمان کو دیکھتے ہین اسکا انس خلق کے ساتھہ ہے اور قوم کا انس حق کے
ساتھہ اسکا دل اوس شخص سے لگا ہے جو زمین مین ہے یعنی مائل طرف سفلیات
کے ہے اور قوم کے دل رب العرش سے لگے ہین یعنی میل اونکا علویات بلکہ علی
اعلی کیطرف ہے اسکے دل کو وہ شکار کرتا ہے جسکو یہ دیکھتا ہے یعنی عالم صورت
مین اور وہ اوسکو جسکو یہ دیکھتا ہے نہین دیکھتے بلکہ خالق اشیاء کو دیکھتے ہین یعنی
چشم بصیرت سے کیونکہ وہ بصر سے دکھائی نہین دیتا قوم اپنی مراد کو پہنچ گئی اور اونکو
نجات ملی اور یہ خواہشات دنیا مین پھنسا رہا قوم خلق وہوی وارادہ ومنی سے
فانی ہوکر ملیک اعلی تک جا پہنچی اور حق نے اونکو غایت مراد پر اون سے آگاہ
کردیا مراد اس سے طاعت وحمد وثنا ہے وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اور
اونہون نے اسحال کو لازم پکڑلیا اور توفیق وتیسیر حق سے اوس طاعت وحمد و
ثنا پر مواظبت کی بغیر رنج ومشقت کے یہ طاعت اونکی غذا وروح ہوگئی اور دنیا
اونکے حق مین اسدم نعمت وسرور ہنگئی گویا یہ دنیا اونکے لئے جنت الماوی ہے
یعنی یہ دنیا وآخرت دونون مین اندر بہشت کے ہین کیونکہ یہ لوگ کسی شئے کو اشیاء
مین سے نہین دیکھتے ہین یہانتک کہ قبل اوسکے فعل خالق ومنشی اشیاء کا نظر
کرتی ہین ف دیکھنا حق کا اشیاء کے دیکھنے سے پہلی ایک قسم ہے شہود حق

کی کہ ما رایت شیئا الا رایت اللہ قبلہ دوسرے نے کہا ما رایت شیئا الا انت
فیہ تیسرے نے کہا بعدہ اور چوتھے نے معہ کہا ہے لکن اول اتم واکمل ہے قول
آنحضرت کا ان اللہ معنا اشارت طرف اسی شہود کے ہے بخلاف قول موسی کے
ان معی ربی فتامل بالجملہ اسی قوم کی بدولت زمین وآسمان ثابت اور مردے وزندے
برقرار ہین شاید مراد اس سے مومن وکافر وعاصی ومطیع ہین اسلیئے کہ انکے بادشاہ
انکو اس زمین کا جسکو بچھایا ہے میخ بنایا ہے انمین کا ہر ایک شخص مثل ایک
کوہ استوار کے ہے کہ اپنی جگہہ پر کھڑا ہے سو بندہ کو چاہیئے کہ انکی راہ سے یکسو
رہے اور دعوی انکے طریق کا نکرے اور ایسے لوگون کا مزاحم نہ بنے جنکو ایار و
ابناء نے اونکے قصد سے نہین روکا اور سفید نہین کیا یہ بات احوال صحابہ رسول
صللم سے ظاہر ہے یعنی ان اوتاد کی برابری نکرے کہ یہ بہترین خلق خدا ہین
جنکو ہمارے رب نے پیدا کیا اور زمین پر پراگندہ ومنتشر فرمایا ہے مراد حریت انکے
بعد ابنیاء ورسل کے ہے یہ جب ہے کہ مراد اس قوم سے اتقیاء واولیاء ہون ورنہ
اس عنوان مین سب داخل ہین ساتھ تفاوت مراتب ودرجات توحید کے اللہ انپر
اپنا سلام بھیجے جبتک کہ زمین وآسمان ہے **قول پانزدہم** شیخ رضی اللہ عنہ
فرماتے ہین مینے خواب مین دیکھا کہ گویا مین ایک جگہہ مین مشابہ مسجد کی ہون
اور وہان ایک قوم ہے منقطع یعنی پیوند از خلق بریدہ وبحق پیوستہ مراد درویش ہین
مینے کہا اگر انکے لئے فلان شخص ہوتا کہ انکو ادب دیتا اور ارشاد کرتا اور راہ حق

دکھاتا یہ اشارہ کیا طرف ایک مرد صالح کے صلحاء وقت سے وہ ساری قوم
میرے گرد جمع ہوگئی اور ایک شخص نے اونہین سے کہا پس تو کیا چیز ہے اور کیون
نہین بات کرتا مینے کہا اگر تم مجکو پسند کرو تو البتہ مین تمکو راہ دکھاؤن پھر مینے کہا
جب تم خلق سے طرف خالق کی منقطع ہوئے تو اب تم لوگون سے کچھ سوال اپنی
زبان سے نکیا کرو پھر جب تم زبان سے سوال کرنا چھوڑ دو تو اپنے دلون کے ساتھ
بھی اون سے نہ مانگو اسلئے کہ سوال کرنا دل سے ایسا ہی ہے جیسے کہ زبان سے
سوال کرنا اگرچہ یہ نہان ہے اور وہ آشکار پھر جان لو کہ اللہ تعالی ہر دن ایک دہندے
مین ہے اوسکے کارخانۂ خلق و قدرت مین تعطیل نہین ہوتی ہے بلکہ تغییر تبدیل
و رفع و خفض چلا جاتا ہے ایک قوم کا درجہ علیین مین بلند کرتا ہے اور اونکو مراتب
ارجمند بخشتا ہے اور ایک قوم کو طرف اسفل سافلین کے گرا دیتا ہے ہر زمان و
ہر آن مین یہ شان اوسکی حاضر ہے بعض نے کہا علیین نام ہے آسمان ہفتم کا یا
دیوان ملائکہ حفظہ کا جنکے پاس اعمال صلحاء پہنچائے جاتے ہین اور اسفل سے
مراد مکان پایان ترین ہے سو جنکو حق تعالے نے علیین تک بلندی مرتبہ کی دی
ہے اونکو یہ ڈر دے رکھا ہے کہ کہین وہ اسفل سافلین مین گرا ندیے جاوین اور
اونکو یہ امید بھی دی ہے کہ اونکو اوسی اونکے رتبۂ بلند و درجۂ ارجمند مین باقی و
محفوظ رکھا جاویگا جسپر وہ فی الحال موجود ہین اور جن لوگون کو اسفل سافلین مین
گرا دیا ہے اونکو یہ خوف دیا ہے کہ وہ اوسی انحطاط مین باقی و مخلد رہین گے

اور اونکو یہ امید بھی دلائی ہے کہ اونکو علیین تک بلند کردیگا حاصل یہ ہے کہ ان صفات قہریہ و لطفیہ و جلالیہ و جمالیہ حق تعالی کہ ہر ایک اونمین تقاضائے ظہور آثار خود کرتے ہیں ان صفات نے سبکو خوف و رجا مین رکھا ہے اور ایک حال پر نہین چھوڑا الایمان بین الخوف والرجا یہی ہے ۵

امین مشو کہ مرکب مردان راہ را	در سنگلاخ بادیہ پیہا بریدہ اند

یعنی بحکم سابقہ معصیت مین ڈالکر ہاویۂ بدبختی مین گرادیا ہے ۵

نومید ہم مباش کہ رندان بادہ نوش	ناگہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند

یعنی توفیق توبہ کی پاکر مقام سعادت مین پہنچ گئے ہین پھر مین اوس خواب سے جاگ اوٹھا انتہی زہے خواب و زہے بیداری کہ دونون عالم مین ساتھ تربیت و تلقین احکام دین و ارشاد و ہدایت راہ یقین کی مشغول رہے ہے ۵

در خواب ہمیشہ با خیال تو خوشم	در بیدارم بخط و خال تو خوشم
القصہ چہ در خواب چہ در بیداری	اے مردم دیدہ با جمال تو خوشم

قول شانزدہم بندہ اللہ کے فضل و کرم اور ہدایت نعم سے محروم و محجوب نہین ہوتا ہے لکن اسی جہت سے کہ خلق پر اعتماد کرتا ہے یعنی جلب منافع و دفع مضار مین آور اسباب و صنائع و کسب پر بھروسا رکھتا ہے تو خلق اوسکا پردہ ہوتی ہے کہانی سے بطریق سنت و دستور انبیاء و سلف پر اور وہ یہ ہے کہ بندہ حرفہ و کمائی کرے اور اپنے زور بازو سے بے سنت و طمع خلق کے کہائے ۵

ہر کہ نان از عمل خویش خورد		منت حاتم طائی نبرد *

بیان مین سنت حرفہ وکسب کے رسالہ رفعۃ الخرقہ بشرف الحرفہ مطبوع ہو کر شایع ہو چکا ہے حدیث مین آیا ہے کہ ہر پیغمبر کا ایک حرفہ تہا میرا حرفہ جہاد ہے سو جب تک بندہ ہمراہ خلق کے قایم رہیگا یعنی انکی عطا کی امید رکہے گا اور اونکے کرم کا امیدوار ہوگا اور اونکے دروازون پر آمد ورفت کریگا تب تک وہ خلق کا اللہ کے ساتہ شریک کرنے والا ہوگا یعنی رزق دینے اور عطا کرنے مین اور یہ شرک خفی ہے اب اللہ تعالے اس بندہ کو یہ عقاب دیگا کہ وہ اکل سے بطریق سنت کے محروم رہیگا جو کہ حلال کمائی ہے دنیا سے پہر جب بندہ قیام مع الخلق سے توبہ کرلیتا ہے اور کسی سے کچہہ سوال نہین کرتا ہے اور رب کے ساتہ خلق کو شریک نہین ٹہیراتا ہے اور کمائی کرتا ہے اور کسب کرکے کہاتا ہے اور اوس کمائی پر متوکل ہے اور کسب پر مطمئن ہو کر فضل وکرم رب کو بہول جاتا ہے تو اب بہی وہ مشرک ہے یعنی یہ بہی ایک نوع شرک کی ہے لکن یہ شرک پہلی شرک سے مخفی تر ہے کہ اوسمین نظر خلق پر تہی اور لوگون پر معتمد تہا اور اسمین نظر اپنی حول وقوت پر ہے پہر بتقدیر جب شرک باقی ہے تو اللہ اسکو عقاب کریگا اور اپنے فضل سے محروم ومحجوب رکہے گا اور ہدایت بکرم ونعم نکریگا ہان اگر بندہ اس سے تائب ہو کر شرک کو درمیان سے ساقط کردیگا اور اپنا اعتماد کسب سے اوٹہا لیگا اور اپنی حول وقوت پر بہروسا نکریگا اور یہ جانیگا اور دیدۂ یقین سے دیکہیگا کہ رزق دینے والا اور سبب بنانیوالا

اور آسان کرنے والا اور قوت کمائی کی بخشنے والا اور ہر خیر کی توفیق دینوالا اللہ تعالیٰ ہے تو بعد حاصل ہونے اس یقین کے ترک ومباشرت اسباب کی یکسان نزدیک اوسکے ہوجائیگی رزق اللہ کے ہاتھہ مین ہے کبھی وہ اوس رزق کو بطریق خلق کے پہنچاتا ہے یون کہ خلق سے حالت ابتلا مین سوال کیا جاے تاکہ آزمائے کہ صبر کرتا ہے اور حد ضرورت پر کھڑا ہوتا ہے یا نہین یا حالت ریاضت مین کہ نفس کو بیکار کیے اور سرحد مخمصہ تک پہنچ جاے کہ اسوقت مین سوال کرنا جایز ہوجاتا ہے یا اوسوقت کہ وہ اللہ سے مانگے دوسری شکل رزق رسانی کی یہ ہے کہ بطریق کسب وتسبب کے پہنچاے کہ معنیً اجر وعوض ہے فعل بندہ پر یا محض اپنے فضل سے بے سوال وکسب کے سوا بغیر اسکے کہ بندہ کوئی واسطہ وسبب دیکھے بلکہ سارے وسائط واسباب سے باز رہکر طرف حق کے رجوع لاے اور سامنے اوسکے پڑجاے اور آپکو روبرو اوسکے ڈال دے جب بندہ ایسا ہوجاتا ہے تو پہر وہ پردہ جو درمیان بندہ کے اور درمیان فضل وکرم خدا کے تہا اللہ اوسکو اوٹہا دیتا ہے اور بیواسطہ وبے سبب ابتدا کرتا ہے اور غذا دیتا ہے محض اپنی نعمت واحسان سے جسوقت کہ اوسکو احتیاج رزق کی ہوتی ہے بقدر موافقت حال بندہ کے جسطرح کہ طبیب شفیق رفیق جیب ساتہہ مریض کے برتاؤ کرتا ہے کیونکہ اوسکے حال ووقت کے سوافق ولائق وہی فعل ہے اگرچہ بیمار براہ حرص طمع وجہل خود کوئی دوسری چیز چاہے یا زیادہ مانگے

سو یہ رزق رسانی بیواسطہ سبب اللہ کی طرف سے اوس بندہ کی ایک حمایت تنزیہ
ہے جھکنے سے طرف ماسوا اللہ کے اور اللہ اپنے فضل سے اوس بندہ کو راضی
کردیتا ہے اسدم دل سے اوس بندہ کے سارے ارادے اور شہوتین اور
لذتین اور ہر مطلب ومحبوب منقطع ہوجاتا ہے اور بجز ارادہ حق عزوجل کے
کوئی ارادہ وغیرہ دلمین اوس بندہ کے باقی نہین رہتا غرضکہ جب اللہ چاہتا ہے
کہ بندہ کا رزق مقسوم اوسکو پہنچاوے جسکو وہ خواہی نخواہی لیگا اور وہ کسی اور
مخلوق کا رزق نہین ہے بجز اِس بندہ کے تو اوسوقت اوس بندہ مین خواہش
اوس قسمت کی پیدا کردیتا ہے اور وہ روزی اوسکو پہنچادیتا ہے اور ہمیشہ وہ
رزق وقت حاجت کے دیتا رہتا ہے پہر اوسکو توفیق شکر کی بخشتا ہے اور جتلا
دیتا ہی کہ یہ رزق ہماری طرف سے ہے اور ہمین اِسکے پہنچانے ولے اور دینے
والے ہین ف یہ اشارہ ہے طرف حقیقت شکر کے شکر عبارت ہے اِس سے
کہ نعمت کا طرف سے حق کے ہونا جان لے داؤد علیہ السلام نے کہا تہا اے
رب تیری نعمتین بیشمار ہین اونکا شکر کیونکر ہوسکتا ہے وحی آئی یا داؤد اذا عرفت
انہ منی فقد شکرتنی یعنی یہ شناخت حقیقت شکر ہے بالجملہ جب باطن سے
بندہ کی ارادت وشہوت دور ہوگئی اور بجز ارادۂ حق کے اور کچہہ اوسمین باقی نرہا
تو جو نعمت اوسکی قسمت مین رکھی گئی ہی اللہ تعالے وہ اوسکو پہنچادیتا ہے اور
بندہ شکر اوسکا بجا لاتا ہے اور جان پہچان جاتا ہے کہ یہ سب طرف سے رب کے ہے

تب اور بھی زیادہ خلق سے جدا اور گناہون سے دور اور باطن اوسکا ماسوا سے
خالی ہوجاتا ہے پہر جب علم ویقین بندہ کا رزاقیت خداوندیر کہ یہی معنی حقیقی تو کل
کے ہین قوی ہو گیا اور سینہ کہل گیا جو کہ وقت مزاحمت اسباب کے بوجہ وجود وساوس
واوہام تنگی کرتا تہا اور نورانیت دل کی استوار ہوگئی یہانتک کہ تاریکی شک وریب کے
طریان نہین کرتی اور پردہ جہل ونکرت جمال شہود کو نہین چہپاتا اور قرب بندہ کا
مولی سے بڑہگیا اور مرتبہ اوسکا نزدیک حق کے اور امانت واہلیت اوسکی واسطے
حفظ اسرار کے ثابت ہوگئی تو اب اوسکو معلوم ہوجاتا ہے کہ رزق مقسوم اوسکا کب
آئیگا یہ بات وقت سے پہلے وہ جان لیتا ہے یعنی بطریق کشف کے اور یہ معاملہ
طرف سے حق کے واسطے اکرام اس بندہ کے اور واسطے اجلال حرمت عبد کے
براہ فضل ومنت وہدایت ہوتا ہے ف اس سے معلوم ہوا کہ کشف اسرار نہین
ہوتا مگر اوسی شخص کو جو کہ امانت دار وحافظ اسرار ہوتا ہے اور جسکو کشف ہوا اور
وہ امین وحافظ نہین ہے تو آخر کو وہ کشف اوسکے حق مین وبال حال ہوجاتا
ہے کذا فی المفتاح قال تعالی وجعلنا منهم ائمة یهدون بامرنا لما صبروا
وکانوا بایاتنا یوقنون اس سے ثابت ہوا کہ جو لوگ طاعت مولی پر صابر
اور احکام حق پر موقن ہین وہ ہی امام مہتدی وہادی طریق یقین ہوتے ہین و
قال تعالی والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا اور فرمایا واتقوا الله
ویعلمکم الله مراد تقوی سے نگاہداشت امر ونہی ہے معلوم ہوا کہ عمل وتقوی کے

تعلیم آلہی مرتب ہوتی ہے اور وہ علوم جنکے سبب سے تقوی کیا جاتا ہے وہ پہلے
سے ہوتی ہین اور یہ دوسرا علم ہے جو بعد اختیار تقوی کے حاصل ہوتا ہے
جسطرح حدیث مین آیا ہے من عمل بما علم اورثہ اللہ علم ما لم یعلم پھر
ایسے بندہ پر تکوین کو واپس کرتی ہین یعنی اوسکو بروجہ کرامت خرق عادت بخشتے
ہین باذن صریح جسپر کوئی غبار نہین ہوتا اور دلالات لائحہ مثل خورشید جہانتاب کے
دیتے ہین اور کلام لذیذ عنایت کرتے ہین جسکی لذت ہر شے لذیذ سی زیادہ تر ہوتی
ہے اور الہام صدق بغیر تلبس ساری ہواجس نفس و وساوس شیطان لعین سے
مصفا عطا کرتے ہین ف ہاجس وہ ہے جو یکایک جی مین آپڑے اور جب
پڑکر جولانی کرے تو اوسکا نام خاطر ہے اسجگہہ مراد معنی عام ہین اور وسوسہ لغت مین
اوس آواز کو کہتے ہین جو چپکے سے کان مین پہنچے قال تعالے فی بعض کتبہ یا
ابن آدم انا اللہ لا الہ الا انا اقول للشی کن فیکون اطعنی اجعلک تقول
للشی کن فیکون اسکا ترجمہ پہلے اس کتاب مین گزر چکا ہے شیخ فرماتے ہین
کہ اللہ نے یہ معاملہ ساتھہ بہت سے انبیاء و اولیاء و خواص بنی آدم کے کیا ہے
انتہی مفتاح مین کہا ہے کہ منجملہ کمل افراد اس گروہ کی ایک ذات مبارک حضرت
شیخ رضی اللہ عنہ ہے کہ بالکل ہونی و ارادہ سے فانی ہوکر ساتھہ امر فعل حق کے باقی
رہگئے تھے اور سچ تو یہ ہے کہ جو حال و مقام ان مقالات مین مذکور ہے وہ
کنایہ ہے حال شریف سے ف کوئی اس عبارت سے یہ نہ سمجھے کہ اولیا تصرف

فی الخلق ہوتے ہین اور اونکو یہ اختیار حاصل ہے کہ جو چاہین سو کر ڈالین یا جو
کچھ کہدین ویساہی ہو جاوے بلکہ مراد اس عبارت سے دلالت ہے اونکے علو
مقام و قرب حال پر کہ جب وہ اپنے ہوائے نفس سے فانی ہو کر ساتھہ حق کے
باقی رہجاتے ہین تو آثار ظہور قدرت الٰہی کے براہ کرامت اونکے ہاتھہ پر بدون
اونکی دخل و ارادت کے صادر ہونی لگتی ہین سو یہ نتیجہ اونکی کمال عبودیت کا ہے
قول ہفتدہم بندہ جب اللہ تک اللہ کی تقریب و توفیق سے پہنچا اور یہ پہنچا
یون ہے کہ خلق و ہوی و ارادہ و منی سے باہر آیا اور ساتھہ فعل و ارادۂ حق
کے ثابت رہا بغیر اسکے کہ کوئی جنبش طرف سے بندہ کے اندر بندہ کے
ہو یا طرف سے خلق کے بلکہ حق کے حکم و فعل و امر سے تو یہ حالت فنا کی ہوتی
ہے اسکو اصطلاح قوم مین وصول بولتے ہین سو یہ وصول اللہ تک کچھہ ویسا
پہنچنا نہین ہے جیسے پاس کسی ایک مخلوق کے جا پہنچتے ہین اور یہ معقول معہود ہے
یعنی قطع مسافت کر کے ایک تن دوسرے تن سے جا ملتا ہے بلکہ لیس کمثلہ
شئ وھو السمیع البصیر خالق بزرگتر و پاک تر ہے اس سے کہ مشابہ اپنی
مخلوقات کے ہو سکے یا اوسکا قیاس کسی مصنوع پر کیا جائے ہان یہ وصول
الی اللہ نزدیک اہل وصول کے معروف ہے اسطرح پر کہ خود اللہ نے اونکو
اوسکا شناسا کر دیا ہے یعنی بندہ جب حق تک پہنچ جاتا ہے تو اوسکے باطن مین
ایک نسبت و حالت پیدا ہوتی ہے جسکو وہ ذوق سے پہچانتا ہے اور شناخت

کرا دینے والا اللہ ہے اور خروج کرنا خلق و ہوئی و ارادت سے اور فنا ہوجانا
فعل و ارادت حق مین قبیل آثار و علامات وصول سے ہے نہ حقیقت وصول
جیسے محبت کہ ایک انجذاب ہے باطن مین اور امتثال امر و خدمت کرنا ظاہر مین
اوسکی نشانی ہے اہل ظاہر کہتے ہین کہ محبت بندہ کی ساتھہ خدا کے یہی
بجا آوری حکم کی ہے بالجملہ وصول بحق ایک نور و حالت ہے باطن عبد مین جسکو
اہل وصول پہچانتے ہین بتعریف حق جل و علا اور ہر ایک بندہ اس وصول
مین اپنی حد پر ہے غیر اوسکا اوس نسبت و حالت مین شریک نہین ہوتا اگرچہ
معنی وصول کے ایک ہی ہین لکن باطن مین ہر ایک کی تجلی دیگر ہے جسکے لئے
تکرار نہین ہے اللہ تعالے کا ساتھہ ہر ایک رسول و نبی و ولی کے ایک راز ہے
اسطرح پر کہ سوا خدا کے کوئی غیر اوسپر مطلع نہین ہے ؎

اے ترا با ہر دلے رازے دگر	ہر گدا را بر درت نازے دگر
در رباب عشق تاری بیش نیست	ہست ہر جا نغمہ سازے دگر

یہانتک کہ کبھی مرید کے لئے ایک راز ہوتا ہے جسپر شیخ کو اطلاع نہین ہوتی
اور شیخ کے لئے ایک راز ہوتا ہے جسپر مرید کو اطلاع نہین ہوتی ہے مراد
وہ مرید ہے جسکا سیر و سلوک آستانہ در پیر تک پہنچا ہے یعنی باوجود اسکے کہ مقام
شیخ مین پہنچ چکا ہے اور حالت شیخ کو اوسنے پالیا ہی مگر اوس راز کو جو کہ مخصوص باطن
شیخ ہی نہین پا سکتا ہے ؎

عبار کوئے توام گر بر آسمان شدہ ام	بلند مرتبہ زین خاک آستان شدہ ام

اگرچہ ممکن ہے کہ بعد وصول کے بمقام شیخ اپنی قوت استعداد سے بالاتر جا سکتا
ہے ولہذا فرمایا ہے کہ جب مرید حالت شیخ کو پہنچ جاتا ہے تو شیخ سے علیحدہ
وجدا کر دیا جاتا ہے خود حقتعالے اوسکا متولی ہوتا ہے اور اوسکو تمام خلق سے
منقطع کر دیتا ہے شیخ ہو یا غیر جسطرح لڑکے کا دودہ چھڑا دیتے ہین پس شیخ دایہ کی
طرح ہوتا ہے اور مرید مانند طفل شیر خوار کے سو جسطرح بعد دو سال کے رضاع
نہین ہے اسیطرح بعد زوال ہوئی وارادہ کے تعلق بندہ کا ساتھہ خلق کے
نہین رہتا ہے شیخ کی حاجت وہین تک ہے کہ باطن سالک مین ہوئی اور ارادہ
ہے تاکہ وہ ان دونون کو توڑ دے اور بعد زوال ہوئی وارادہ کے حاجت
طرف شیخ کے نہین رہتی ہے کیونکہ اب وہان نہ کوئی کدورت ہے اور نہ نقصان
جب فنا حاصل ہو گئی کام تمام ہوا اور سلوک جو عبارت ہے سیر الی اللہ سے نہایت
کو پہنچ گیا اور سالک مرتبۂ کمال کو پہنچکر دروازۂ ولایت مین آگیا اور باقی ہو کر
کام اوسکا سیر فی اللہ سے جا پڑا اب تجلیات متنوعہ آلہی سے تربیت پاکر بواسطہ
امداد نور محمدی صلعم مرتبۂ تکمیل مین پہنچکر مقام بقا مین جا پہنچیگا ٥

گوہر چہ دست داد بدریا چہ حاجت ست	آن شد کہ بار منت ملاح بردمے

بعض مجذوب ومحبوب ایسے بہی ہوتے ہین کہ ابتدا رحال مین اگرچہ صحبت
مشائخ داخل تربیت مین ہوتے ہین لکن حقیقت مین تربیت اونکی دوسری جگہہ سے

ہوتی ہے چنانچہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کا حال اسیطرح پر تہا شیخ مکین الدین نے
کہا ہے انا ما ربّانی الا رسول اللہ صللم اور شیخ عبد الرحیم قنادی نے کہا ہے
انا لا منۃ لاحدٍ علیّ الا الرسول صللم پس جب بندہ بموجب اس بیان
کے واصل الی الحق ہو جاے تو اب اوسکو چاہیے کہ ہمیشہ ماسواے حق سے
امن مین رہے بجز حق کے کوئی وجود و قدرت نہ دیکہے قطعاً نہ نفع مین نہ زیان
مین نہ عطا مین نہ منع مین نہ خوف مین نہ رجا مین بلکہ حق عز وجل اہل التقوی و
اہل المغفرۃ ہے اب ہمیشہ یہ فعل حق کا ناظر رہے کہ وہ کیا کرتا ہے اور کیونکر اسکو
رکہتا ہے اور اوسکے امر کا نگہبان بنا رہے اور اوسکی طاعت مین مشتغل ہو اور
ساری خلق سے دنیا مین اور آخرت مین جدا ہو جاے دلکو کسی مخلوق سے
آویختہ نکرے ساری خلق کو سامنے قدرت حق کے مثل ایک مرد کے سمجہے جسکو
ایسے بادشاہ نے اپنے پاس لیکر کہا ہے جسکا ملک بہت بڑا اور جسکا حکم نہایت سخت و
زبردست ہے اور اوسکی صولت ہولناک اور اوسکی سطوت ترسانندہ ہے پہر اوس
مرد کی گردن مین مع ہر دو پا ایک طوق ڈالا ہے پہر اوسکو ایک درخت صنوبر پر
سولی چڑہایا ہے کنارہ پر ایک ایسی نہر کے جسکی موج بہت بڑی ہے اور اوسکا
عرض بہت چوڑا ہے اور اوسکی تہ گہری ہے اور وہ زور سے بہتی ہے پہر بادشاہ
ایک کرسی عظیم القدر بلند پایہ پر بیٹہا جسکے پاس پہنچنا اور اوسکا قصد کرنا بعید ہے
اور اوس نے اپنے پاس ایک بار گران د انبار تیرون اور نیزون اور پیکانون

اور انواع سازہاے جنگ وکمانون کا رکہا ہے جسکا اندازہ سوا اوسکے کوی نہین کرسکتا اب اوس بادشاہ نے اوس مرد مصلوب وار کشیدہ پر تیر لگانا شروع کیا جتنا چاہا ان اسلحہ مین سی بہلا اب اِسحال کے دیکہنے والے کو یہ بات کہین زیبا ہے کہ وہ بادشاہ کی طرف نظر نکرے اور اوس سے خوف ورجا نرکہے اور ڈرے تو اوس مرد مصلوب سے ڈرے اور امیدوار ہو تو اوسیکا امیدوار بنے کیا ایسا کام کرنے والا مقتضیہ عقل مین عدیم العقل فقید الادراک مجنون چارپایہ نہ ٹہیریگا سو اللہ کی پناہ مانگنا چاہیئے کوری سے بعد بینائی کے اور جدائی سے بعد وصول کے اور رد کئے جانے سے بعد نزدیک ہونے کے اور گمراہی سے بعد ہدایت کے اور کفر سے بعد ایمان کے پس یہ دنیا مثل ایک نہر عظیم روان کے ہے جسطرح مثال مذکور مین گزرا اور ہر دن اوسکا پانی بڑہتا جاتا ہے وہ پانی یہی زیادت شہوات ولذات بنی آدم ہین جو انکو دنیا مین سے پہنچتے رہتے ہین رہے تیر ہتیار سو وہ بلایا ہین جنکے ساتھہ تقدیر جاری ہوتی ہے اور غالب بنی آدم پر دنیا مین یہی آفات و بلایا و تیرگی زندگانی و نامرادی و آلام ومحن ہین اور جو نعیم ولذات پاتے ہین وہ آمیختہ محنت وسختی ہین اور یہ سارا ناز ونعمت آلودۂ زحمت وجراحت ہے جو عقلمند اسجگہہ کی نعمت ولذت کو نعیم ولذت آخرت پر قیاس ح اعتبار کریگا وہ یہ بات جلد دریافت کریگا کہ اوسکے لئے حیات نہین ہے مگر آخرت مین جسطرح حدیث مین فرمایا ہے لا عیش الا عیش الآخرۃ خصوصا حق مین مومن کے

کہا ہے الدنیا سجن المومن وجنة الکافر یعنی ہرچند مومن اسجگہہ ناز و نعمت مین ہو لکن نسبت اوس نعیم کے جو آخرت مین اُسکے لیئے ذخیرہ کی گئی ہی حکم قیدی مین ہے اور کافر اگرچہ یہان بلا و محنت مین ہو لکن بمقابلہ اوس عذاب و نکال کے جو عقبیٰ مین واسطے اوسکے مہیا کیا گیا ہے گویا بہشت مین ہے اور حدیث مین فرمایا ہے التقی ملجم یعنی مرد پرہیزگار لگام دردہان ہوتا ہے یعنی اوسکو لذات و شہوات دنیا سے روکا گیا ہے جسطرح کہ اسپ لگام دردہان چارہ نہین کہا سکتا ہے ف کتاب الحکم مین کہا ہے لا تستغرب وقوع الاکدار مادمت مقیما فی ھذہ الدار ابوتراب نخشبی نے کہا ہے مردم در دنیا دو چیز طلبند و ہرگز نیابند راحت و فرحت و آن ہر دو چیز جز در بہشت نبود ع

طلب الراحة فی دار الفنا		خاب من طلب شیئا لا یکون	

پہر باوجود ان احادیث وعیان کی اچہی زیست اور خوش زندگانی دنیا مین طلب کیجائے بلکہ ساری راحت اسمین ہے کہ بندہ منقطع الی اللہ ہو جاے اور خلق سے تعلق توڑکر اور یہ تکلف چہوڑکر اللہ عزوجل کے ساتہہ موافقت و سازواری کرے یعنی راضی باحکام قضا و قدر ہو اور اپنے نفس کو سامنے اوسکے ارادے کے ڈالدے

تکلف گر نباشد خوش توان زیست	ع	تعلق گر نباشد خوش توان مرد

اب بندہ اسحالت مین دنیا سے خارج ہو جائیگا اور اوسکا ناز و دلال اسدم رافت و راحت و لطف و صدقہ و فضل ہو گا قول ۱۸ ہیچند ہم بندہ پر چو گزند و نیابت آئے

کسیکے سامنے اوسکا گلہ شکوہ نکرے کوئی ہو کہین ہو دوست ہو یا دشمن ٥

ستم کشان محبت دم از فغان بستند		اگرہ زجبہ کشادند و بر زبان بستند

اور اپنے رب پر اوس کام مین جو اوسنے اس بندہ کے حق مین کیا ہے اور جو بلا اسپر اوتاری ہے تہمت نرکہے یعنی یہ گمان نکرے کہ یہ کام خدا نے دشمنی و بدخواہی کی راہ سے ساتہہ اسکے کیا ہے شاید اوسکے ضمن مین کوئی حکمت و مصلحت ہو جسکا فایدہ اسکو پہنچے اور اوسکے اندر کوئی لطف پنہان ہو ٥

بہر جوری کہ آن سہ سیکند از جام و حقی		کہ دلداری مرا شاید کہ مقصود امتحان باشد

بلکہ لائق یہ ہے کہ اظہار خیر و شکر کرے کہ جہوٹ بولنا اسکا اظہار شکر کے لئے ایسی نعمت پر جو پاس اوسکے نہین ہے بہتر ہے اوس سچ بولنے سے کہ کہلم کہلا شکایت اپنے حال کی کرے کیونکہ وجود نعمت کا متیقن ہے اور وہ کون شخص ہے جو اللہ کی نعمت سے خالی ہے قال تعالی وان تعدوا نعمۃ اللہ لاتحصوھا بہت سی نعمتین نزدیک بندہ کے ہوتی ہین جنکو وہ پہچانتا تک نہین ہے اور اگر پہچانتا ہے تو غلبۂ نفس و ہوی و طریان ظلمت کفران سے نظر انصاف کی اون نعمتون پر نہین پڑتی بندہ کو چاہیئے کہ کسی شخص کی طرف خلق مین سے آرام نہ پکڑے اور مانوس نہو اور کسیکو اپنے حال پر آگاہ نکرے بلکہ اُنس اوسکا ساتہہ اللہ تعالے کے ہو اور اوسیکی طرف ساکن ہو ٥

مرا بیگانگی از خلق با حق آشنا کرد است		بطبع من بکسی کم ساختن بسیار سیاز ...

اور گلہ شکوہ بندہ کا طرف اللہ ہی کے ہونہ طرف غیر حق کے اور بجز حق کے جسنے بلا بہیجی ہے اور بجز اس بندہ کے جسپر بلا آئی ہے کسی دوسرے کو کہ غیر حق ہے اور نسبت اوسکی درگاہ سے نہین رکہتا ہے نہ کیجیے کیونکہ ضرو نفع وجلب ودفع وعز وذل ورفع وخفض وفقر وغنا وتحریک وتسکین کسی ایک کے ہاتہہ مین سواے حق کے نہین ہے ساری اشیاء مخلوق خدا ہین اور اوسیکے ہاتہہ مین ہین اور اوسکی حکم واذن سے جاری ہوتے ہین کل یجری لاجل مسمی عندہ وکل شی عندہ بمقدار حقیقت مین سارے اسباب ومسببات اوسکی قدرت وارادات سے واقع ہوتے ہین سب کا قیوم وہی ہے اوسنے ہر حادث کے لئے ایک وقت معین اور جاے معین مقدر ومخصوص کیا ہے اور اوسکے اسباب مہیا کیئے ہین کہ وہ اقتضا اوس حادث کا کرتے ہین اور اوس تک پہنچاتے ہین کوئی چیز اور کوئی شخص قدرت حق کی منازع ومعارض نہین ہوسکتی ہے لا مقدم لما اخر ولا موخر لما قدم قال تعالی ان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ہو وان یردک بخیر فلا راد لفضلہ پس اگر بندہ شکوہ اپنے رب کا کریگا اور وہ عافیت مین ہے اور اوسکے پاس کوئی نعمت ہے اگرچہ اندک ہو اور یہ گلہ واسطے طلب زیادت کی کرتا ہے اور جو نعمت وعافیت پاس اسکے ہے اوس سے اندہا بنتا ہے اور اوسکو حقیر وخوار جانتا ہے تو اللہ تعالے اس بندہ پر خشمناک ہوگا اور اوس نعمت وعافیت کو زائل کرکے اوسکے گلہ شکوہ کو

ثابت کریگا اور اوس بلا کو دوچند کردیگا اور عقوبت مین سختی فرمائیگا اور اس بندہ
کو دشمن رکھیگا اور غصہ کریگا اور اپنی نگاہ سے گرادیگا بالجملہ شکوہ کرنے سے سخت
احتراز کرے اگرچہ پارہ پارہ کیا جاوے اور اوسکا گوشت پوست قینچی سے کترا جائے
ایاک ایاک ثم ایاک اللہ اللہ ثم اللہ النجا النجا الحذر الحذر اکثر انواع بلا
جو بنی آدم پر نازل ہوتی ہین اوسکا سبب یہی ہے کہ وہ اپنے رب کا شکوہ کرتا
ہے حق کا شکوہ کرنا کیا حالانکہ وہ ارحم الراحمین وخیر الحاکمین حلیم خبیر رؤف
رحیم رحمٰن لطیف بالعباد ہے کوئی ذرہ اوسکے لطف سے خالی نہین ہے کہتے
ہین کہ دوزخی بھی دوزخ مین ملطوف ہونگے اگرچہ اونکو مرحوم نہین کہہ سکتے ہین
کیونکہ اگر اوس عذاب سے سخت تر عذاب مین مبتلا کرتا تو کرسکتا تہا یہ اسکا لطف ہے کہ
اوسنے ایسا نکیا اور اللہ بندونپر ظلم نہین کرتا ہی یہ اسلیئے کہ ظلم تصرف کرنا ہے ملک غیر
مین اور جب سب کچھہ اوسکی ملک ہے تو جو کچھہ کرے وہ ظلم نہین ہی اور اگر ایسی
چیز کرے جو موافق نفس وطبیعت آدمی کے نہین ہے تو شاید کہ صلاح کار آدمی کی اوسی
چیز مین ہو اور اگر نہو تب بھی کچھہ ظلم نہین ہے عسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم جیسے
طبیب حلیم حبیب شفیق لطیف قریب بہلا کیا مان باپ شفیق ومہربان پر تہمت لگسکتی ہے
سو خداوند پاک تو مان باپ سے بھی زیادہ مہربان وشفیق حال ہر انسان ہے حدیث مین فرمایا ہے
اللہ ارحم بعبدہ من الوالدۃ علی ولدھا اسجگہہ ذکر والد کا نہین کیا اسلیئے کہ شفقت طبعی
مادر کی شفقت پدر سے بڑہکر ہوتی ہی کفار نے اپنی جان پر ستم کیا اور دائرہ بندگی سے باہر نکلگئے اور

ف یعنی دور دار خود را و پرہیز دار از و دور دیگر بار پرہیز کن از شکایت کردن و راضی بودن بحکم مولیٰ ۱۲ منہ

اور حکم مین ولد عاق کے ہو گئے مومنین پر جو بلا و عذاب اوترتا ہے اوسمین اللہ
کی حکمت ہے اور بندہ کے لئے صلاح و مصلحت ہے اگرچہ بندہ اوسکو نہین چاہتا
بالجملہ بندۂ مسکین بن مسکین کو بارگاہ عالیجاہ خداوندی مین حسن ادب سے رہنا چاہئے
وقت بلا کے بتکلف صبر کرے اگر صبر سے سست و ناتوان ہو مطلق صبر کرنے
مین ہر چند ایک طرح کی تلخی و سختی ہوتی ہے لکن جب صبر کی خو کر لیتا ہے تو آسان
ہو جاتا ہے ؎

صبرست علاج دل بیمار تو واقف		افسوس کہ کم داری و بسیار ضرورست

یا مراد تصبر ہی یہ ہے کہ شکایت تلخی کی زبان پر نہ لائے اور نالہ و فغان نکرے اگرچہ
دلمین ناخوشی رکھتا ہو اور صبر یہ ہے کہ دل سے بہی صابر و شکیبا ہو پہر اگر رضا و
موافقت سے ضعیف ہو تب بہی صبر کرے یعنی اصل و اعلیٰ مقام رضا اور
موافقت با قضا ہے کہ عبارت ہے سکون سے نیچے مجاری اقدار کے اور نزدیک
بعض کی وجدان حلاوت ہے قضا و قدر پر باندازۂ غلبۂ محبت تا کہ اوسجگہہ پہنچے
کہ الم حکم لذت مین ہو جائے اور درد دوا اور نیش نوش بنجائے اور اگر رضا
نہو تو اس سے اوتر کر مقام صبر کا ہے اگر صبر بہی نہو تو تصبر کرے ورنہ پہر جزع و
فزع کرنا بالاتفاق مذموم ہے انتہی پہر خدا سے راضی رہے اور ساتھہ اوسکے
موافقت کرے یہ رضا و موافقت وہان ہے کہ ہنوز وجود بندہ کا باقی ہے اور
پایا جاتا ہے اور خودی ہے پہر مقام فنا و بیخودی ہے جبکہ گم کر دیا گیا اور یہ مقام

فنا و نیستی کا بالاتر مقام رضا سے ہے کہ آخر مقامات سلوک ہے اور فنا سے سلوک
منتہی ہوجاتا ہے و لہذا مدح مقام فنا و غرابت و ندرت وجود فنا مین فرماتے ہین
کہ اے کبریت احمر تو کہان ہے اور کہان ملتا ہے اور کس جگہہ تو دیکھا جاتا ہے
تو نے یہ قول اللہ تعالی کا نہین سنا کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم وعسی ان
تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم واللہ یعلم
وانتم لا تعلمون اللہ نے بندہ سے علم حقیقت اشیاء کا لپیٹ رکھا ہے اور
اس علم کو اوس سے محجوب کیا ہے تو اب بندہ کو بے ادبی کرنا نچاہیے کہ آوس مین
تصرف کرے اور کسی شے کو مکروہ یا محبوب بہوائے نفس رکھے بلکہ اس محبت
وکراہت مین اتباع شرع شریف کا کرے ہر نازلہ مین جو اوسپر آئے اگر حالت تقوی
مین ہے یعنی اتباع ظاہر امر شریعت مین اور فہم عن اللہ حاصل نہین ہے اور
مراد الہی پر مطلع نہین کیا گیا ہے اور یہ تقوی پہلا قدم ہے یعنی سلوک طریق حق مین

	ہم اپنے تئین آدمی تو بنائین	۵	خدا ساز تھا آزر بت تراش

اور پیروی کرے امر باطن کی کہ عبارت ہے یقین صافی سے حالت ولایت و قرب
مین اور حالت افسردگی و سردی وجود ہوئی مین اور اس حد سے آگے بڑھے
یہ دوسرا قدم ہے اور فعل خدا کے ساتھ راضی رہے اور سازواری کرے اور
نیست ہوجائے حالت بدلیت و غوثیت و صدیقیت مین ف بدلیت فوق مرتبہ ولایت
ہے اور قطبیت و غوثیت اوس سے بھی بالاتر ہے اور صدیقیت ان سب سے بالاتر

اور تلو مرتبہ نجبا ہے یہ الفاظ ہر چند شرع مین نہین آئی ہین لکن لا مشاحۃ فی
الاصطلاح مراتب ولایت وصلاح کی بہت سے ہوتی ہین اونکے لئے مشایخ
نے یہ الفاظ مقرر کر لئے ہین مگر ذکر ابدال وصدیقین کا آیا ہے اور جسنے کہا
کہ اوتاد واقطاب واغواث الفاظ غیر ماثور ہین اوسکی وجہ یہی ہے کہ سنت
صحیحہ انسے ساکت ہے وما سکت عنہ فھو عفو اور یہ حالت بدلیت کی نہایت
مراتب واعلی مقامات قرب ہے اور قول رہم مین یہ بات گزر چکی ہے کہ یہ بات امر
مباح مین ہوا کرتی ہے جسکا حکم شرع مین نہین آیا ہے اور نہ واجب ہے اور
نہ منہی عنہ بندہ کو چاہیئے کہ قدر کے رستہ سے الگ ہو جائے اور اوسکی راہ
چھوڑ دے اور اپنے نفس و ہوی کو اوس طرف سے پھیر دے اور اپنی زبان کو شکوی
کرنے سے سامنے خلق کے روکدے جب وہ ایسا کریگا تو اگر وہ قضا وقدر خیر
اور موافق طبع ونفس کے ہے جیسے غنا وعافیت وفراغت وراحت ونحوہا تو
اللہ تعالے اوسکو حیات طیبہ ولذت وسرور زیادہ کریگا کہ عمدہ اوسمین شکر نعمت کا
اور رضا بقسمت وفرح بفضل ورحمت وشہود منعم ہے اور اگر وہ قضا وقدر شر اور
مخالف طبع ونفس ہے جیسے فقر وبلا وتفرقہ والم وغیرہا تو اللہ اوسکو اپنی طاعت
مین اسی حال پر محفوظ رکھیگا اور نکوہش وملامت کو اوس سے دور کریگا اور
خود اوسکو اوس سے اسحال مین غائب وگم کردیگا یعنی بجہت غلبہ رضا ومحبت
وشہود میل کے یہانتک کہ وہ قضا اوس سے متجاوز ہو جائیگی اور جب اوس

بلا کی مدت پوری ہوجائیگی تو وہ بلا اوسکے پاس سے کوچ کرجائیگی جسطرح کہ
رات منقضی ہوکر دن نکل آتا ہے یا جسطرح موسم سردی ختم ہوکر زمانا گرمی کا آجاتا ہے
یہ جانا تاریکی شب کا اور آنا روز روشن کا اور جانا زمستان کا اور آنا تابستان کا
ایک نمونہ ہے پاس اس شخص کے واسطے تبدل احوال و گزر جانے غم و محنت اور
آنے شادی و راحت کے اور ایک نشانی ہے جسکو اختلاف لیل و نہار مین
واسطے تذکر اہل اعتبار و تدبر اولی الابصار کے رکھا ہے ع چنان نماند
چنین نیز ہم نخواہد ماند + آب چاہیئے کہ بندہ اس سے عبرت پکڑے اور اپنے
حال کا اوسپر قیاس کرے دوسری حکمت انزال بلایا و محن و ایراد حوادث و
فتن مین آدمی پر یہ ہے کہ بندہ بو تہ ریاضت و محنت مین گر کر کدورات بشری
و آلایش طبیعت سے پاک ہوجائے اور یہ بلا کفارہ ذنوب و رفع درجات کا
سبب ہو لہذا ارشاد فرماتے ہین کہ بندہ کے نفس مین ذنوب و آثام و اجرام
اور آلودگی ساتھ انواع معاصی و خطیات کے ہوتی ہے اور صلاحیت ہمنشینی
کی ساتھ خداے کریم کے جو سارے نقائص و عیوب سے پاک ہے نہین
رکھتا ہے مگر وہی شخص جو پلیدی سے گناہون اور لغزشون کے پاک صاف
ہوتا ہے یعنی کبائر و صغائر سے اور آستانہ قدس کو بوسہ نہین دیتا مگر وہی آدمی جو
چرک دعوی ناراست سے پاک ہے جسطرح کہ لائق مجالست ملوک کے نہین ہوتا ہے
مگر وہی مرد کہ پاک ہے گندگی و چرک و بدبو سے سو یہ بلایا مکفرات مطہرات ہوتی ہین

حضرتؐ نے فرمایا ہے ایک دن کی تپ کفارہ ایکسال کے گناہون کا ہوتی ہے
اور جب مدت عمر کی اندازۂ مدت عمر سے گذرجاے گی اور سارے گناہ مکفر ہوجاینگے
توضرور باقی عمر مین وہ بلا موجب رفع درجات کی ہوگی ف کہتے ہین کہ آدمی کے
اندر تین سو ساٹھہ جوڑ ہین تپ سارے مفاصل مین اثر کرتی ہے اسلئے ایکدن کی
تپ کفارہ یکسال کا ہوتی ہے واللہ اعلم ٥

تا آمدہ بشہر وجود م تپ غمت	گر دیش بسیر کوچۂ ہر استخوان کنم

قول نوزدہم ۱۹ بندہ جب ضعیف الایمان وسست یقین ہوتا ہے اور طرف
سے حق کے اوسکے ساتہہ کوئی وعدہ کیا جاتا ہے تو وہ وعدہ پورا کیا جاتا ہے
یعنی واسطے تالیف قلب کے اور خلاف وعدگی نہین کیجاتی ہے تاکہ اوسکا ایمان
زائل نہو اور اوسکا یقین جاتا نرہے اور جب ایمان ویقین اوسکے دل مین قوی
ہوتا ہے اور وہ اوسپر متمکن رہتا ہے تو اوسکو یہ خطاب کیا جاتا ہے انک
الیوم لدینا مکین امین اور یہ خطاب بار بار اوسکو ہر ایک حال مین بعد حال
کے ہوتا ہے اور وہ بندہ بندگان خاص حق مین سے ہوجاتا ہے بلکہ زمرۂ خاص
الخاص مین ٹہیرتا ہے اور اوسکے سلئے کوئی ارادہ ومطلب باقی نہین رہتا
یعنی منجملہ ہوائے نفس کے بسبب اوسکے فنا ہوجانے کے قضاے حق
اور اوسکے امر ونہی مین اور نہ کوئی ایساعمل باقی رہتا ہے جسپر وہ عجب کرے
اور اتراے یعنی بسبب رویت توفیق حق کے جب فعل حق مین فانی ہوگیا تو

اب اسنادِ عمل کی اپنی طرف کیون کرنے لگا اور نہ وہ کسی ایسی قربت و عبادت کو دیکھتا ہے جسپر اعتماد کرے اور نہ کسی قدر و منزلت کو نظر کرتا ہے جسپر خوشحال ہوتا کہ اوسکی ہمت بالاتر ہو بلکہ وہ تو ایک آوندِ رخنہ دار کی طرح ہو جاتا ہے جسمین کوئی پتلی چیز نہین تھمتی جیسے پانی سرکہ روغن وغیرہ اور اندر اوسکے کوئی ارادہ و خُلق و ہمت کسی شے کی ثابت نہین رہتی نہ دنیا مین نہ آخرت مین اور ماسوائے خدا سے وہ پاک ہو جاتا ہے اور حق سے راضی ہو کر نوید رضوان آلٰہی دیا جاتا ہے اور سارے افعال آلٰہی سے لذت و نعمت پاتا ہے یعنی جو کچھ اللہ تعالےٰ ساتھہ اوسکے کرتا ہے نعمت ہو یا بلا منع ہو یا عطا وہ اس سبکو لذیذ شمار کرتا ہے اور انعام آلٰہی جانتا ہے

عاشقم بر لطف و بر قہر ش بجد		این عجب من عاشق این ہر دو ضد

اور اسم اوسکے ساتھہ وعدہ کرتے ہین واسطے استحان حال کے پس جب وہ ساتھہ اوس وعدہ کے مطمئن ہوتا ہے اور شوق وصول موعود مین رہتا ہے اور اوسکے اندر کوئی نشانی کسی ارادہ کی پائی نہین جاتی ہے اگرچہ اندک ہو تو اوسکو وعدہ مذکور سے طرف دوسرے وعدہ کے جو اعلیٰ تر وعدہٗ اول سے ہوتا ہے نقل کر لیجاتے ہین اور وہ بجانب وعدہٗ اشرف تر کے مصروف کیا جاتا ہے اور پہلے وعدہ کے عوض اوسکو بے نیازی یا فنا حاصل ہوتی ہے **ف** یہ ایک طرح کا لطف و رفق ہے کہ ساتھہ بعض محبوبین و مقربین کے کرتے ہین اور

ساتھہ اس حسن ادائے لطف آمیز محبت انگیز کی اوسکو میل ماسوا سے باہر
نکال لیتے ہین اور وعدہ مین رکہتے ہین اور نکالنا ساتھہ قہر وعنف وزجر کی دوسرا
طریق ہے ؎

ہر زمان از وعدۂ لطف و کرم دار و خوشم	نے وصال ست و نہ ہجران این مقامی دیگر ست

پہر اوسکے لئے دروازہ علوم ومعارف کے کہولدئے جاتے ہین اور اوسکو
مشکل کامون اور چہپے بہیدون پر آگاہ کرتے ہین اور حقایق حکمت پر اطلاع
دیتے ہین اور جو مصلحتین انتقال مین اول سے طرف ثانی کے مدفون ہوتی
ہین اوسپر واقف کردیتی ہین اور اسدم اوسکی نگاہداشت حال مین افزایش کرتے
ہین تاکہ ہر دم تمکن وثابت رہے پہر حفظ اوسکے مقام کا بعد حفظ حال کے کرتے
ہین اور اوسکی امانت کو حفظ اسرار مین زیادہ کردیتے ہین تاکہ اسرار کو فاش
نکرے گفتہ اند ہر کرا کشف دادند وصفت ستاری نہ بخشند آن کشف وبال
حال اومیگردد بالجملہ اوسکی شرح صدر وتنویر قلب وفصاحت لسان وحکمت
بالغہ مین افزایش کیجاتی ہے معارف صدیقین کی اسی قبیل سے ہوتی ہین
ف حکمت کہتے ہین اطلاع حاصل ہونیکو حقایق امور واحوال موجودات پر
بروجہ صواب اور تحصیل کمال کو جانب علم وعمل مین سو جب حکمت حاصل ہوئے
اور اوسکے ساتھہ فصاحت زبان کی بہی آملی حصتہ آدمی کا کمال وتکمیل ہے
تمام ہوا مفتاح مین کہا ہے بالجملہ ضبط وتصحیح معنی بتوفیق آن بکتاب وسنت

وصیانت لسان وحفظ وے در لفظ باید تا بیان مقصود لفظاً ومعنی تمام افتد و صیانت
کلام از اشکال و ایہام خالی ماند و الاّ بے ضبط معنی ضلالت لازم آید و بے صیا
لفظ اضلال رونماید چنانچہ جماعہ متاخرین این قوم را پیش آمدہ انتہی اسیطرح
القار محبت الٰہی مین اس بندہ پر افزایش کرتے ہین اور وہ بندہ سارے خلق
کا محبوب اور ہر دل کا عزیز ہوجاتا ہے اور سب اوسکے دوستدار پرستار ہوجاتے
ہین کیا ثقلین اور کیا ماسوا ہما جیسے ملائکہ اور وہ ملقب بشیخ الجن والانس
والملائکہ ہوتا ہے دنیا وآخرت مین اور حق یہ ہے کہ سریان محبت کا خلق مین
اندازہ سریان سرولایت وقوت وسطوت ولایت پر ہوتا ہے اور کلمۂ ماسوا مین
جو حرف ما ہے اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ جمادات ونباتات بھی لایق حال
خود شریک محبت ہوتے ہین حدیث مین فرمایا ہے احد جبل یحبنا ونحبہ
اللہ تعالے نے فرمایا ہے ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم
الرحمن ودا یہ آسلئے سے ہے کہ وہ شخص محبوب حق ٹہیرا اور خلق تابع حق ہے
اور محبت خلق کی داخل ہے دوستی حق مین جسطرح کہ بغض خلق کا داخل ہے
دشمنی حق مین یعنی جب حق تعالے کسیکو دوست رکہتا ہے تو ساری خلق اوسکو
دوست رکہتی ہے اور جس کسیکو وہ دشمن رکہتا ہے تو ساری خلق اوسکو دشمن
رکہتی ہے معلوم ہوا کہ محبت وعداوت خلق کی اثر ونتیجہ ہے محبت وعداوت
خالق کا حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے ان اللہ اذا احب عبدا دعا جبریل

فقال انی احب فلانا فاحبہ قال فیحبہ جبریل ثم ینادی فی السماء فیقول
ان اللہ یحب فلانا فاحبوہ فیحبہ اہل السماء ثم یوضع لہ القبول فی الارض
واذا ابغض عبدا دعا جبریل فیقول انی ابغض فلانا فابغضہ قال فیبغضہ جبریل
ثم ینادی فی اہل السماء ان اللہ یبغض فلانا فابغضوہ ثم یوضع لہ البغضاء
فی الارض رواہ مسلم ایک بزرگ نے کہا ہے مین چاہتا ہون کہ خلق کا طرف
میرے رجوع ہوتا کہ میرے ۔ لئے دلیل ہو میری صحت حال پر سو یہ بات بعد
حصول مرتبۂ ولایت و فنا کے ہوتی ہے نہ یہ کہ جس جگہہ رجوع خلق کا ہوا وسکو
دلیل ہو وجود ولایت پر حدیث مشہور لا اصل لہ انتہی اسیطرح جب بندہ اوس مقام
مین پہنچتا ہے جسمین ارادہ کسی شے کا اوسکے لئے نہین ہوتا ہے قطعاً تو اوسکے
لئے ارادہ کسی شے کا اشیا مین سے پیدا کیا جاتا ہے پہر جب ارادہ اوس شے کا
ثابت ہوجاتا ہے تب وہ شے زائل و معدوم کردی جاتی ہے اور اس بندہ کو
اوس شے سے پہیر دیتے ہین اور دنیا مین وہ مراد اوسکو نہین دیتے آور عوض اوسکا
آخرت مین دیا جایگا جس سے اوسکی قربت و منزلت و قدر و مرتبت نزدیک علے
اعلی کی حملہ موجودات سے بڑہ جایگی اور اوسکی آنکہین فردوس اعلی وجنۃ الماوی
مین ٹہنڈی ہونگی اس سے معلوم ہوا کہ مقام فنا و عدم ارادت مین کبہی
کوئی ارادہ بہی پیدا ہوجاتا ہے آور اگر یہ بندہ اس صفت کا ہے کہ اوس مراد
کا خواہان نہین ہے جسکی امید اوسکے دل مین پیدا کی گئی تہی اور اوسکی آرزو نہین

رکھتا ہے اور وہ اس دار دنیا مین ہے جو کہ دار فناء و تکلیف شرع ہے بلکہ امید
اسکی دنیا مین ذات پاک خالق باری مانع و معطی باسط ارض و رافع سماء ہے کیونکہ مراد
دنی وہی حق تبارک و تعالے ہے تو اکثر یون ہوتا ہے کہ عوض اس مراد کی اوس
بندہ کو وہ چیز دیجاتی ہے جو ادنی و کمتر اوس مراد سے ہوتی ہے یا مثل اوسکے دنیا
مین اور کبھی بالاتر اوس مراد سے بھی دیتے ہین لکن رعایت و کلارت و حفظ الٰہی
نسبت بندگان خاص و طالبان وجہ کریم حق و صلاحدید حال خواص کے غالب
یہ ہے کہ فروتر و کمتر ہی مین ہوتی ہے اور وہ بھی بعد شکستگی دل کے کہ اوسکو مطلوب
و مراد و امید مذکور سے روکدیا جاتا ہے اور تحقیق عوض کی اوخری پر کہتے ہین
قول بستم بندہ کو چاہیئے کہ جو چیز اوسکو شک مین ڈالے اوسکو چھوڑ دے اور
وہ چیز اختیار کرے جو اوسکو شک مین نہ ڈالے غرضکہ جب شک اور بے شک
والی چیز جمع ہون تو شک کو چھوڑ کر بے شک کو لے اور عزیمت پر عمل کرے جسمین
کسیطرح کا شک و شبہ نہین ہے اور ریب والی چیز ترک کردے لکن جبکہ تنہا
کوئی شے شک ہی مین ڈالنی والی اور آلودہ ریب ہو اور اسکی علامت یہ ہے
کہ خالی نہو بریدن و سوختن و خاریدن و خلجان قلب سے جسطرح کہ خبر مین آیا ہے
کہ گناہ بُرندہ دل ہوتا ہے تو اوسمین توقف کرے **ف** حدیث مین فرمایا ہے
الاثم ما حاک فی القلب یعنی گناہ وہ ہے جو دل مین بنے تنے یعنی دل
اوسپر قوی نہو بلکہ متردد رہے کہ یہ فعل بد ہے اور مراد دل سے وہ دل ہے جو کہ

لوث معصیت سے مقدس اور نور تقوی کے ساتھہ منور ہو اور باوجود اسکے اعتبار اس قاعدہ کا محل اشتباہ واختلاف مین ہے نہ وہان جہان کہ نص کتاب و سنت واتفاق اہل علم اور اختیار ائمہ ہدی کا ہو اور ایک جانب مین دلیل شرعی معتبر موجود نہو استفت قلبک وان افتاک المفتون ایسی ہی صورت مین معتبر ہوتا ہے واذا لم تستحیی فاصنع ما شئت اسی معنی پر محمول ہے انتہی غرضکہ ایسی چیز مین توقف کرے اور منتظر حکم کا اوسکے بارہ مین رہے کہ اشارہ غیبی کیا ہوتا ہے اگر حکم اوسکے لینے کا ملے تو لیلے اور اگر منع کیا جاے تو ترک جاے اور وہ چیز نزدیک اوسکے ایسی ہوجاے کہ گویا نہ تھی اور پائی نہین گئی اور دروازہ رب کی طرف اگر جو یاے رزق ہو نزدیک اپنے رب کے اور یہ اوسدم ہے جبکہ صبر وموافقت ورضا وفنا سے سست وناتوان ہو کیونکہ حقتعالے محتاج یاد دہی کا نہین ہے اور وہ اس بندہ سے اور اسکے غیر سے غافل نہین ہے وہ تو کفار ومنافقین کو بھی روزی دیتا ہے اور اونکو بھی دیتا ہے جو اوسکی طاعت سے پیٹھہ پھیرتے ہین تپہر اس مومن موحد کو جو طاعت پر متوجہ ہے اور ساعات شب اور اطراف روز مین حکم حقتعالے کے پر قایم ہے کسطرح بہول جائیگا یعنی تنہا مسلمانی سبب دوستی وکفایت وخبرگیری کا ہے پہر اور صفات کا کیا ذکر ہے ؎

اے کریمے کہ از خزانہ غیب	گبر وترسا وظیفہ خور داری
دوستان را کجا کنی محروم	توکہ با دشمنان نظر داری

معنی مین حدیث دع ما یریبک الی ما لا یریبک کی ایک اور وجہ بہی ہے
کہ جو چیز ہاتہہ مین خلق کے ہے اور اوسکے ملنے مین شک ہے کہ خدا جانے دینگے
یا نہ دینگے اوسکو چہوڑ دے اور اوسکا طالب نہو طمع کے یہی معنی ہین کہ ایسی شئے
کا متوقع ہو جسکے ملنے مین شک وشبہ ہے غرضکہ دلکو اوس چیز سے متعلق نکرے
اور خلق سے خوف ورجا نرکہے اور اللہ کے فضل کو لے یہ فضل وہ ہے جو اسکو
شک مین نہین ڈالتا ہے اور اوسکے ملنے کا یقین حاصل ہے پس یہ چاہیے
کہ مسئول ومطلوب ایک ہو اور معطی ایک ہو اور ہمت وقبلہ قصد ایک ہو ۵

از خدا خواہم وز غیر نخواہم سجدا	کہ نیم بندۂ دیگر نخدا ئے دگرست

مسئول اس بندہ کا وہ رب ہے جسکے ہاتہہ مین موے پیشانی جملہ ملوک وسلاطین
ورؤسا وامرا ہے اور سارے خلق کے دل اوسکے ہاتہہ مین ہین جو کہ لوگون
کی اجساد پر امیر وحاکم ومتصرف ہین اور ساری خلق اور جملہ اموال اوسکے ہاتہہ مین
ہین اور خلق اوسکی وکیل وامین ہے اور جنبش کرنا خلق کے ہاتہون کا ساتہہ
عطا وبذل کے اوسیکی تحریک واذن وامر سے ہوتا ہے آذن وہان ہے جہان
کہ مباح ہے اور منع نہین کیا ہے اور امر وہان ہے جہان کہ واجب کیا ہے
اور تحریک اشارت بتقدیر ہوتی ہی اسیطرح رک جانا ہاتہون کا بذل وعطا سے باذن
وامر خدا ہوتا ہے قال عزمن قائل واسألوا اللہ من فضلہ اور حدیث مین فرمایا
ہے من لم یسال اللہ یغضب علیہ اور فرمایا ان الذین تدعون من

دون اللہ لا یملکون لکم رزقا فابتغوا عند اللہ الرزق واعبدوہ واشکروا لہ
اور فرمایا واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان
اور فرمایا ادعونی استجب لکم اور فرمایا ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین اور
فرمایا ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب **قول بست و یکم** شیخ رضی اللہ عنہ
فرماتے ہین یعنے ابلیس لعین کو خواب مین دیکھا اور مین ایک جمع کثیر مین ہون
یعنے چاہا کہ اوسکو مار ڈالون مجھسے کہا تو مجکو کیون قتل کرنا چاہتا ہے میرا کیا گناہ
ہے اگر تقدیر شر و بدی ہی پر جاری ہوئی ہے تو مجکو یہ قدرت نہین ہے کہ مین طرف
خیر کے بدل دون اور شر کو طرف خیر کے نقل کرلیجاؤن اور یہ خود ظاہر ہے کہ
شیطان سے کوئی خیر نہین ہوتی ہے مقصود اوسکا تمہید شق دیگر تھی وہ یہہ ہے
کہ اوسنے کہا کہ اگر تقدیر ساتھہ خیر کے جاری ہوئی ہے تو مین اوسکو متغیر و نقل طرف
خیر کے نہین کرسکتا ہون اور میرے ہاتھہ مین کیا ہے اور مجکو کیا قدرت ہے
اور یہ اوس لعین کا عذر و حیلہ تھا تاکہ لوگون کو نفرین و لعنت کرنے سے باز رکھے
حالانکہ یہ عذر و حجت باطل ہے اور اسمین کچھہ فایدہ نہین ہے کیونکہ یہ تو خدا
کا حکم ہے کہ اوسکو لعنت و نفرین کرین اور دشمن رکھین اور مارین اسلیئے کہ وہ
ایک واسطہ ہے ضرر رسانی و گمراہی مین بنی آدم کے جسطرح کہ سارے مفسد
و موذی مارے اور بھگائے اور نکالے جاتے ہین اور بحکم شرع مستحق قتل کے
ہین بالجملہ یعنے صورت ابلیس کو صورت خنثی پر دیکھا کہ نر و مادہ دونون کا آلہ رکھتا ہے

شاید یہ بات اسلئے ہوگی کہ وہ ساتھہ مرد وزن کے ایک ہے اور ہر ایک کی صفت
مین ظاہر ہو کر گمراہ کرتا ہے وہ نرم کلام سست گفتار تہا یہ اسلئے ہوگا کہ سامنے
سطوت ولایت حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے ضعیف و منکسر بنگیا تہا بحکم کریمہ ان عبادی
لیس لک علیہم سلطان وان کید الشیطان کان ضعیفا یا جسطرح کہ
مردم سالوس وحیلہ گرو بازی وہ ہوتے ہین کہ نرم بات کرکے گمراہ کردیتے ہین
وہ مسنون الوجہ تہا یعنی اوسکے روسے وبینی مین درازی تہی اور اوسکے چہرہ
پر چند بال تھے ٹہوڑی مین حقیر وخورد صورت و خوار شکل زشت روسے تہا
یہ دیکھنا ابلیس کا ساتھہ اس زشتی وحقارت کے بسبب غلبۂ حقانیت وعزت
دین حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے ہوگا اور اگر فرضا کسینے ابلیس کو اچہی صورت مین
دیکھا ہے تو غالبا اوسجگہہ حال برعکس ہوگا فرماتے ہین گویا ابلیس میرے روبرو
مسکراتا ہے جیسے کوئی مرد شرمگین ترسناک تبسم کرتا ہے یعنی اوسنے سامنے میرے
زیرلب زہرخندہ کیا یہ واقعہ شب یکشنبہ دوازدہم شہر ذی الحجہ سنہ چارسو اکانوے
کو ہوا تہا **ف** مفتاح مین کہا ہے کہ اس حساب سے عمر شریف حضرت شیخ رضی اللہ
عنہ کی اوسوقت اکیس سال کے ہوگی کیونکہ تولد شریف سنہ چارسو ستر یا اکہتر مین
ہوا ہے پس وقوع اس واقعہ کا ابتداء حال حضرت شیخ مین ہوا تہا بزمانہ تحصیل
علم اور خود وہ تو صغر سن سے مظہر خوارق کرامات ومصدر خیرات وبرکات کثیرہ تھے

ع بجا حدیث حسنت را ہنوز آغاز می بینم

باش تا پیش جمال تو بہار دگرست		یک گل از صد شگفتہ ست گلستان ترا

ف مجکو اسجگہہ بمناسبت صغر سن حضرت شیخ وظہور کرامات وبرکات وے
رضی اللہ عنہ بحکم الشی بالشی یذکر ایک غزل شاہ آفرین لاہوری رح کی یاد آئی وہ یہ ہے

ہنوز حسن تو نومشق جلوہ پیرائیست	۵	ہنوز اول درس کتاب رعنائیست
ہنوز چشمہ نوش تو بوئے شیر دہد		ہنوز لعل لبت غافل از مسیحائیست
ہنوز سرو قدت کوچہ گرد آغوش ست		ہنوز لعل شکر خاور آستین خائیست
ہنوز دامن جنت ز صبح پاک ترست		ہنوز ماہ تو ایمن ز داغ رسوائیست
نہال مہر و وفا تا چہ بار مے بندد		بہار حسن ترا آفرین تماشائی ست

قول بست و دوم اللہ تعالے ہمیشہ اپنے بندۂ موٴمن کو بقدر اوسکے ایمان کے مبتلائی بلا کیا کرتا ہے سو جس کسیکا مادۂ ایمان بزرگ وقوی ہوتا ہے یا احکام ایمان اوس سے بکثرت صادر ہوتے ہین اور ظہور انوار ونتایج ایمان کا زیادہ ہوتا ہے اوسکی بلا وآفت بہی بڑی ہوتی ہے **ف** اللہ پاک کے احکام ارادیہ وتوازل قدریہ بندہ پر نازل ہوتے ہین اونمین جو ملایم طبع وموافق شہوت نفس ہوتا ہے اوسکو زبان عرف مین لطف وعطا کہتے ہین اور جو مکروہ نفس ومخالف طبع ہوتا ہے اوسکو قہر وبلا بولتے ہین لکن نظر حقیقت مین یہ دونون قبیل لطف وعطا سے ہین تفاوت ظہور واخفائے لطف مین ہے یہ نسبت عامہ ونیز نسبت خاصہ اور ہم نسبت اخص خواص کی عامہ کی نسبت یہ تفاوت بجہت

کفارۂ ذنوب ومنع معاصی وانہماک درشہوت ولذت اور بوجہ وقوع کے سفاک
نفس وعصیان مین ہوتا ہے اور نسبت خاصہ کے واسطہ رفع درجات ومزید ثواب
وحصول کرامات وکمالات کے ہوتا ہے ان دونون قسم مین تزکیہ وتربیت بندہ
کی مقصود ہوتی ہے اور نسبت اخص خواص کے دوام شہود وحضور وبیداری
وانقطاع التفات ماسوا سے مطلقاً لمحات ولحظات مین جو بحکم بشریت جبلت
طاری ہوتا ہے اور اشراق انوار محبت وابراز اسرار قرب ہے سیاق عبارت
سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کی اسجگہہ قسم سوم ہے ولہذا فرماتے
ہین کہ رسول کی بلا نبی کی بلا سے اعظم ہوتی ہے اسلیئے کہ ایمان رسول کا اعظم
ہے رسول وہ ہے جو کتاب وشریعت لیکر واسطے ہدایت خلق کے مبعوث ہوکر
آیا ہے نبی وہ ہے جو بے کتاب وشریعت کے مبعوث ہوا ہے غرضکہ رسول
کا ایمان بزرگتر وقوی تر ہوتا ہے اور اوسکے آثار وانوار بیشتر وزیادہ تر ہوتے
ہین اور قدر ومنزلت اوسکی جناب حق مین بلند تر ہوتی ہے اور محبت حق کی
ساتھہ اوسکی غالب تر ووافر تر ہوتی ہے بنسبت نبی کے اور نبی کی بلا اعظم تر
ہوتی ہے بلاء بدل سے اور بدل کی بلا اعظم تر ہوتی ہے بلاء ولی سے غرضکہ
ہر ایک بقدر اپنے ایمان ویقین کے مبتلا ہوتا ہے اصل اسکی قول آنحضرت
صلعم سے انا معاشر الانبیاء اشد الناس بلاء ثم الامثل فالامثل
راہ دین ودعوت خلق مین جو شدت ومحنت ومصیبت انبیاء کو پہنچی ہے وہ کسی

ولی کو نہین پہنچی اور جسقدر بلا سید الانبیا خاتم الرسل کو پہنچی وہ کسی نبی کو نہین پہنچی
غرضکہ اللہ تعالے انہیشہ بلا واسطے ان سادات کرام کے لگائے رکھتا ہے تاکہ
ہمیشہ بارگاہ قرب وخلوت حضور مین حاضر رہین اور بیداری و ہوشیاری سے بدوام
شہود حق بروجہ اتم واکمل بمقتضاے محبت ذاتی مناسب علو مقام غافل نہون
کیونکہ اللہ انکو چاہتا ہے ایک لحظہ انکی دوری وجدائی اپنی بارگاہ عالیجاہ سے
پسند نہین فرماتا ہے یہ اہل محبت ومحبوبین حق ہین اور محب دوری محبوب کی
کبھی اختیار نہین کرتا ہے بلا انکے دلون کی اُچک لینے والی ہے اور ایک
قید ہے واسطے انکے نفوس کے کہ انکو مایل ہونے سے طرف غیر مطلوب کے
منع کرتی ہے اور ساکن ہونے سے اور جھکنے سے طرف غیر خالق کی روکتی ہے
یہ بات حق مین ارباب یقین وگرفتاران محبت ذاتی کے ہوتی ہے جنکے نزدیک
قہر ولطف یکسان ہے نہ حق مین سست پیمان اور نفس پرستون کی کہ حسکم
مولفۃ القلوب مین ہین اور مصداق اس آیت کے ان اصابہ خیر اطمأن بہ
وان اصابتہ فتنۃ القلب علی وجہہ ؎

یک چشم زدن غافل ازان ماہ نباشم	شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشم

پس جب یہ بلا انکے حق مین مدام رہتی ہے تو اونکی خواہش دل نکل جاتی
ہے اور اونکی نفوس ٹوٹ جاتے ہین اور حق باطل سے جدا ہوجاتا ہے اسدم
شہوات وارادات وسیل لذات ودرجات باجمعہا دنیا وآخرت مین بجانب نفس

منقبض ہوجاتے ہین اور سامنے نہین آسکتے اور نہ دلمین سرایت کرسکتے ہین
اور آرام وعدۂ حق ورضا بقضا وقناعت بعطا وصبر بربلا وامن شر خلق سے
طرف دل کے پھر آتا ہے اور شوکت دل کی قوی ہوجاتی ہے اور ولایت اعضا
کی طرف دل کے پھر آتی ہے یہ اسلئے ہے کہ بلا دل ویقین کو قوی کرتی ہے
اور ایمان وصبر کو ثابت فرماتی ہے اور نفس وہوی کو سست وناتوان کردیتی
ہے اور جب کوئی درد والم ومصیبت واندوہ مومن کو پہنچتا ہے اور مومن سے
صبر ورضا وتسلیم واسطے فعل رب کے پایا جاتا ہے تو اللہ اوس سے خوشنود ہوتا ہے اور
اوسکا شکر مانتا ہے یعنی اوسکے اعمال کی جزا ده چند زیادہ کرتا ہے تب اوسکو
جانب حق سے مدد وزیادتی وتوفیق سازداری اسباب کی ساتھ عمل کے آتی ہے
قال تعالی لان شکرتم لازیدنکم ف اس کلام مین یہ رمز ہے کہ اصل
وظیفہ نزول بلا مین شکر ہے کسی نے حضرت شیخ سے پوچھا تھا کہ غنی شاکر فاضلتر
ہے یا فقیر صابر فرمایا فقیر شاکر دونون سے فاضلتر ہے انتہی پھر جب نفس طلب
مین کسی شہوت کے شہوات مین سے یا طلب مین کسی لذت کے لذات مین سے
دل سے جنبش کرے اور دل اوسکے مطلوب کو قبول فرمائے اور یہ اجابت
بغیر امر آلہی واذن حق کے ہو تو بسبب اس قبول کے حق سے غفلت حاصل
ہوتی اور شرک ومعصیت پیدا ہوتی ہے اوسدم اللہ نفس ودل دونون
کو دام خذلان وبلایا وتسلیط خلق وانبیا وتشویش واوجاع وامراض مین گرفتار

کرتا ہے دل و نفس ہر ایک اپنا حصہ اوس بلا سے لیتا ہے اور اگر دل نے اجابت
نفس کی بابت اوسکے مطلوب کے نکی یہانتک کہ طرف سے حق کے اذن ملے اور
یہ اذن حق مین اولیاء کے الہام سے اور حق مین مرسلین و انبیاء کی وحی سے
ہوتا ہے تو پہر اوسپر عمل کرے عطا و منع مین اور اللہ نفس و دل دونون کو اپنی
رحمت و برکت و عافیت و رضا و نور و معرفت و قرب و غنا و سلامت مین آفات سے
شامل کر لیتا ہے اسکو جانکر یاد رکھنا چاہیئے اور نزول بلا سے خوب سا بچنا چاہیئے
یہ بلا شتابی کرنے سے طرف اجابت نفس و ہوئی کی آتی ہے بلکہ توقف کرکے
منتظر اذن مولی رہے تا کہ دنیا و عقبی مین سلامتی ہاتھہ آئے **ف** فرق درمیان
اذن و امر کی یہ ہے کہ امر مین طلب و حکم ہوتا ہے بطریق ایجاب یا ندب کے
اور اذن مین طلب نہین ہوتی ہے بلکہ مانع کا اوٹھا لینا ہوتا ہے ساتھہ اباحت کے
پس مرتبہ اذن کا فروتر ہے مرتبۂ امر سے ولہذا یہ بات کہی ہے کہ اذن
قوت و استعداد بخشتا ہے اور امر فعل و وجود مین لاتا ہے **قول بست و سوم**
بندہ کو چاہیئے کہ تہوڑے سے رزق پر خوش رہے اور اوسکو خوب سا لازم پکڑے
اعلی کی آرزو نکرے یہانتک کہ کتاب اپنی مدت کو پہنچ جاے اور اسکو طرف
اعلی و انفس کی نقل کرین اور مبارکباد دین اور اوس رزق مین باقی و محفوظ
رکہین بلا کسی رنج دنیا و آخرت کے اور بدون کسی عاقبت بد و انجام زشت
و تجاوز حد کے تہیر وہ اوس سے بہی بالاتر کی طرف ترقی پاے جس سے اد

زیادہ آنکھہ اوسکی ٹھنڈی ہو اور وہ رزق گوارا تر آئی اور بندہ اسبات کو جان رکھے
کہ اوسکا نصیب اوس سے ہرگز فوت نہوگا بسبب ترک طلب کے ؎

ہین توکل کن ملرزان پا و دست		رزق تو بر تو ز تو عاشق ترست	

مگر یہ کہ طلب بھی نصیب مین لکھی ہو کہ اسدم وہ طلب وجود مین آئیگی اگر حصول
نصیب کو اوسکے ساتھہ باندہ رکھا ہے اور اگر اوسکو موقوف طلب پر نہین کیا ہے
تو پھر وہ بے طلب پہنچیگا اور اگر مجرد طلب قسمت مین ہے تو وہی وجود مین
آئیگی ورمطلب میسر نہوگا اور یہ بات کہ اگر کوئی چیز قسمت مین ہے اور وہ موقوف
ہے طلب پر اسکی جانب سے اور اسکی طلب سبب مستقل ہے واسطے اوسکے
کہ اگر طلب کری پائے اور طلب نکرے تو نپائے تو یہ بات نہین ہے حاصل
یہ ہے کہ بعد طلب کے پایگا نہ بسبب طلب کے اسی جگہہ سے یون کہا ہی ؎

بجستجوئے نیابد کسی مراد دلی		کسی مراد بیابد کہ جستجو دارد	

بالجملہ جو چیز اسکی قسمت مین نہین ہے یہ اوسکو حرص طلب جد و اجتہاد سے بھی
نہین پا سکتا ہے اہل ہدایت کا طریقہ یہ ہے کہ کار آخرت مین خوب سی کوشش
بجا لائین اور کار دنیا مین صبر و توکل کرین و لہذا فرمایا ہے کہ صبر کرے اور
حال کو لازم پکڑے اور اوسپر راضی رہے اور تدبیر و اختیار نفس سے دور
ہو نہ کچھہ لے اور نہ کچھہ دے جبتک کہ حکم نہو اور کوئی حرکت و سکون اپنی طرف
سے نکرے ورنہ پھر مبتلا بنفس خود ہوگا بلکہ ایسے شخص کے ساتھہ مبتلا ہوگا

جو خلق مین اس سے بہی بدتر ہے اسلئے کہ یہ بسبب اس طلب وجد واجتہاد کے ظالم ہے اور ظالم سے غفلت نہین کیجاتی ہے قال تعالی وکذلک نولی بعض الظالمین بعضا یعنی ہم بعض ظالمین کو بعض پر مسلط کر دیتے ہین تاکہ اسکو ہلاک کر دے پہر عذاب مین بہی وہ مصاحب یکدیگر ہوتا ہے جسطرح کہ دنیا مین معاصر و معاشر یکدیگر تہا یہ اسلئے ہے کہ بندہ محلسرائے مین ایک ایسے بادشاہ کے ہے جسکی شان بہت بڑی ہے اور اوسکی شوکت سخت وقوی اور اوسکا لشکر بیشمار اور اوسکی مشیت نافذ اور اوسکا حکم قاہر اور اوسکا ملک باقی اور اوسکی سلطنت دائم اور اوسکا علم باریک اور اوسکی حکمت بالغ اور اوسکی قضا و قدر ہموار و برابر ایک ذرہ آسمان و زمین مین اوسکے علم سے غائب نہین ہے

کہ پیدا و پنہان بنزدش یکیست	ص	بر علمِ یک ذرہ پوشیدہ نیست

کسی ظالم کا ظلم اوس سے تجاوز نہین کر سکتا اب جان لے کہ یہ بندہ سب ظالمون مین اعظم اور بنسبت جرم کے اکبر ہے کیونکہ جب اسنے اپنے نفس اور خلق خدا مین اپنے ہوائے نفس سے تصرف کیا تو اسنے اللہ کے ساتہہ شریک ٹہیرایا اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء **ف** مفتاح مین کہا ہے ہچنانکہ اشراک باثبات دوئی و بت پرستی عوام را در شریعت شرک ست و بحکم آلہی آمرزیدہ نمیشود ہمچنین دعوی ہستی و خود پرستی نیز در طریقت نزد خواص حکم کفر و شرک دارد البتہ عتاب

بران متوجہ ست کمال توحید این ست واہل قرب بدان مامور وبر تقصیر

دران ماخوذ ومعاتب انتہی مین کہتاہون یہ آیت بعموم شمول خود جامع جمیع

انواع واقسام شرک خفی وجلی ہے اور حدیث مین نشرر واسطے شرک کی بتائے

ہین اجمالاً اور بعض پر اطلاق شرک کا صراحۃً فرمایا ہے چنانچہ رسائل ہشتگانہ

رد شرک واثبات توحید مین گنتی بعض انواع کی لکھی گئی ہے اور گروہ حق

پژوہ صوفیۂ کرام اثبات توحید خالص مین پیشقدم جملہ طوائف اسلام ہے

لکن جاہل پیر فقیر مرید سب سے زیادہ شرک جلی مین گرفتار ہین اور اپنے مشائخ

کو عالم الغیب ومتصرف امور عالم نافع وضار اعتقاد کرتے ہین حالانکہ انکے

کفر مین نزدیک کسی عارف حق آگاہ اور عالم دین پناہ کے کچھ اختلاف نہین

ہے ولہذا حضرت شیخ نے بعد آیت مذکور کے لکھا ہے کہ شرک سے خوب ہی

بچے اور اوسکے پاس نہ پھٹکے اور ساری حرکات وسکنات لیل ونہار مین اندر خلوت

وجلوت کے مجتنب رہے اور تمام احوال واوقات مین معاصی جوارح ودل سے

حذر کرے اور گناہ ظاہر وباطن کو چھوڑ دے **ف** ظاہر کے گناہ چارسو ہین

جنپر حکم کبیرہ ہونے کا لگایا گیا ہے باوجود اختلاف کے اور باطن کے گناہ

ساٹھہ ہین یا زیادہ ان سب سے حتی الامکان پرہیز کرنا واجب ہے شرک ان سب

گناہون کا سرتاج ہے کیسا ہی کیون نہو اور کہین ہو چونکہ احتراز شرک سے

بسبب کمال خفاء وکثرت انواع کے سخت دشوار ہے اور سوا راسخین فی العلم

اور عارفین صاحبدل کے کمتر لوگ اوسکو پہچانتے اور اوس سے محفوظ رہتے
ہین اسلیئے اللہ تعالےٰ نے فرمادیا ہے ومایؤمن اکثرھم باللہ الا وھم
مشرکون توحید صوفیہ وعلماء آخرت تو ایک عمر دراز سے مفقود ہو گئی ہے
لکن اب توحید عوام اہل اسلام ہی حکم عنقا وکیمیا مین داخل ہو گئی الاماشاء
اللہ تعالےٰ آب شرک بحت توحید خالص ہے اور بدعت محض سنت قیح
فانا للہ وانا الیہ راجعون انتہی شیخ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ
بندہ خدا سے نہ بہاگے یعنی یہ خیال نہ کرے کہ اوسکے عذاب سے بہاگنا ممکن
ہے کہ اللہ اوسکو پالیگا اور وہ اوسکے ہاتہہ سے بچکر کہین نہین جاسکتا ع
بیچارہ کہ از تو گریزد کجا رود * اور نہ خدا کی قضا وقدر مین کشاکش وخصومت
کرے کہ خدا اوسکو توڑ پہوڑ ڈالیگا اور نہ خدا کو حکم خدا مین متہم کرے کہ پہر وہ
اسکو بے مدد چہوڑ دیگا اور نہ خدا سے غافل ہو کہ خدا اسکو بہول جائیگا یعنی
اپنے فضل ورحمت سے محروم کردیگا اور مبتلائے بلا فرمائیگا اور نہ اوسکے
گہر مین کوئی چیز احداث کرے یعنی کہ دعوی اپنی ہستی وحول وقوت کا نکلے
کہ پہر خدا اوسکو نیست ونابود کردیگا مفتاح مین کہا ہے تو اندکہ مراد احداث بدعتی
وعقیدتی باشد در دین وملت واین ملائم ترست بانچہ میفرماید کہ اپنے دین مین
کوئی بات مخالف حق ہوائے نفس سے نکلے کہ اوسپر خدا اسکو ہلاک کرڈالے اور اسکا
دل تاریک ہوجائے اور ایمان چہین لے اور معرفت سلب کرلے اور اسکے

شیطان کو اسپر مسلط کردے جو اسکو ہاویہ وسوسہ وظلمت مین ڈالدے اور نفس وہوئی کو اوسپر غالب کردے اور اس طریق سے ہاویۂ بدعت و اتباع باطل و اعتقادات فاسد وتادیلات زائغ مین گراوی اور شہوات و اہل وجیران و اصحاب واخلاء بلکہ ساری خلق یہانتک کہ گھر کی بچھوا ور سانپ وجنات وبقیہ ہوام کو جو گھرون مین رہتے ہین اسپر مسلط کردے اور اسکا عیش دنیا مین تیرہ وتلخ ہوجاوے اور آخرت مین عذاب کو طول ہوف یہ سب بلایا ومحن وعذاب وتشویشات بسبب گرفتاری نفس ودعوی ہستی خود واحداث بدعات وآلودگی شرک خفی لاحق حال ہوتی ہین انتہی اس قول مین انجام شرک وبدعت کا جسمین ایک جہان بیشمار گرفتار ہے ارشاد کیا ہے سو جسطرح لفظ شرک اسم جنس شامل جملہ اقسام اشراک باللہ ہے اسیطرح لفظ احداث شامل جمیع انواع صغیر وکبیر بدع ومحدثات ہی بلا کسی تقسیم واستثنار کے اور اسی معنی پر حدیث صحیح کل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار دلیل ہے بیان بدعات مین رسالہ دعوة الداع وتذکیر الاخوان مع کتاب دین خالص شائع ہین وباللہ التوفیق **قول بست وچہارم** بندہ کو چاہیے کہ معصیت خدا سے پرہیز کرے خوب سا کیونکہ وہ اسکا رب وولی نعمت ہے اور بالذات مستحق عبادت ہے اگر ثواب وعقاب نہوتا یا بہشت ودوزخ نہوتے تب بھی طاعت اوسکی باستحقاق ذاتی واجب تھی اور معصیت ومخالفت اوسکی حرام غرضکہ اوسکے در کو پیچ مچ لازم پکڑے اور اپنی توانائی وکوشش کو اوسکی

طاعت مین صرف کرے اور اپنی تقصیرات وغدرات وفجرات کا عذر چاہے

چکونہ سر زخجالت برآورم بردوست	۵	کہ خدمتے بسزا برنیامد از دستم

اور زاری کرے اور حاجتمندی ظاہر کرے اور فروتنی کرے اور خاشع ہو اور آنکھ نیچے کرے خلق کی طرف نظر نکرے تابع ہوائے نفس نہو اور نہ طالب عوض کا دنیا وآخرت مین اور نہ خواہان ترقی کا ہو طرف منازل عالیہ ومقامات شریفہ کی یہ اشارت ہے طرف مقام صدق واخلاص کے کہ وہان غرض وعوض کا کچھہ دخل نہین ہے اور یقیناً جان لے کہ یہ اللہ کا بندہ ومملوک وغلام ہے اور بندہ اور ساری ملک بندہ کی اوسکی مولی کی ہوتی ہے بندہ کسی شئے کا منجملہ اشیا مکی مستحق نہین ہے نہ اجر وثواب کا نہ جاہ ومنزلت کا جب سارے اسباب وآلات جوارح واعضا وقوت وقدرت وتوفیق اعمال وافعال مخلوق مولی نہیں ہے تو اب یہ اجر کس چیز پر طلب کرتا ہے لکن اگر مولی کچھہ دے تو یہ اوسکا فضل ہے بندہ کو چاہیئے کہ ادب عبودیت کو اچھی طرح نگاہ رکھے اور مولی کو متہم نکرے وکل شئی عندہ بمقدار لامقدم لما اخر ولا موخر لما قدم جو چیز مقدر ہین بندہ کے ہے وہ اپنے وقت ومدت پر پاس اوسکے آئیگی تو وہ چاہے یا نہ چاہے پھر جو چیز کہ اسکو ملنے والی ہے اوسکے لئے حرص کرنا کیا اور جو چیز اسکے غیر کے لئے ہے اوسکی جستجو کرنا اور اوسکے واسطے اندوہگین ہونا کیا یہ سمجھہ لے کہ جو چیز اسکے پاس نہین ہے وہ دو حال سے خالی نہین یا تو اسکی ہے یا اسکے غیر کی ہے اگر

اسکی ہے تو ضرور اسکی پاس آجائیگی اور یہ طرف اوسکے کھینچا جاویگا اور عنقریب
وہ اسکو حاصل ہوگی اور جو چیز اسکی نہین ہے اور یہ اوس سے پہیر دیا گیا ہے
اور وہ شے اس سے روگردان ہے تو اب وہ کیونکر اسکو ملیگی تو اب یہ چاہیے
کہ احسان ادب مین مشغول ہوا اور وقت حاضر مین مشغول طاعت مولی رہے
جسکے درپے ہو رہا ہے اور اپنا سر وگردن طرف ماسوا اسکے اونچا نکرے قال
تعالی لاتمدن عینیك الی ما متعنا به ازواجا منهم زهرة الحیاة الدنیا
لنفتنهم فیه ورزق ربك خیر وابقی اللہ نے اسکو منع کیا ہے بطریق دلالة
النص کی اسباب سے کہ طرف غیر مقام وطاعت رب کی التفات کرے اور جو
قسمت ورزق وفضل اسکو دیا ہی اوسکو چہوڑکر اور طرف ملتفت ہو اور اسباب سے
آگاہ کردیا ہے کہ جو کچھ سوا اسکے ہے وہ ابتلاء وآزمایش وفتنہ ہے انکی
امتحان کے لئے اور اسکا راضی رہنا اپنی قسمت پر بہتر وباقی تر ومبارک تر
ولائق تر واولی تر ہے واسطے اسکے چاہیے کہ یہ حذر معصیت سے اور یہ اشتغال
ساتھ طاعت کے اور یہ ترک التفات طرف ماسوا کے زخارف دنیا سے اسکی
خصلت وخو وعادت وتو ہوا اور یہی حالت اسکی جائے بازگشت وبود وباش
وشعار ودثار ومراد ومرام وشہوت وآرزو ہو اس کام سے وہ اپنے ہر مقصد
کو پہنچیگا اور ہر مقام تک واصل ہوگا اور طرف ہر خیر وخوبی ونعیم ودولت تازہ
وسرور وہر چیز نفیس کی ترقی کریگا شعار وہ کپڑا ہے جو بدن سے ملا ہو جیسے

پیراہن وازار آور دثار وہ کپڑا ہے جو شعار کے اوپر ہو مطلب یہ کہ یہ عادت اوسکی درون وبرون کو گھیرے قال تعالے فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون سو کوئی عمل بعد عبادات پنجگانہ کے یعنی نماز کے یا ارکان پنجگانہ اسلام کے آور بعد ترک ذنوب کے جامع تر اور بزرگتر اور اشرف اور دوستر اللہ کو اور پسندیدہ تر نزدیک خدا کے اس سے نہین ہے جو ہمنے ذکر کی وفقنا اللہ وایاک لما یحب ویرضی عنہ مراد امر مذکور سے اجتناب معاصی والتزام طاعات ورضا بالقسمت وعدم التفات بجانب زخارف دنیا ہے **ف** اس عبارت مین یہ اشارت ہے کہ اہتمام طالب کا چاہیئے کہ طرف پرہیز کرنے کی منہیات ومحرمات ومکروہات سے بیشتر ہو بنسبت بجالانے عبادات استنالیہ کے نوافل ومستحبات سے جیسے کوئی بیمار پرہیز کرے اگرچہ استعمال دوا ومعجون کا نکرے اسید شفا کی ہے گو دیر مین ہو اور اگر دوا ومعجون کہاتا ہے اور پرہیز نہین کرتا ہے توہر روز بدتر ہوتا جاویگا اور اگر ایک شخص فرائض وواجبات وسنن رواتب بجالاتا ہے اور نوافل استنالیہ کا استقصا نہین کرتا لکن منہیات سے پورا اجتناب رکھتا ہے تو یہ بات وصول مقصود مین کہ حصول قرب آلہی ہی کفایت کرتی ہے اسبات کو شیخ علی متقی نے رسالہ تبیین الطرق مین مفصل بیان کیا ہے آور شیخ عبدالحق رح صاحب مفتاح الفتوح نے زاد المتقین مین اوسکا ترجمہ لکھا ہے مین کہتا ہون بنیاد اس تقدیر کی اس قاعدہ مشہور پر ہے کہ دفع ضرر

مقدم ہے جلب نفع پر لیکن بعض محققین نے اسمین اختلاف کیا ہے ابن القیم
کا مسلک یہ ہے کہ گو گناہ ہوتا ہے لیکن اتیان طاعات ضرور ہے بے اسکی
نجات آخرت ہونا معلوم اگر ایک حسنہ بھی مقدار سیئہ پر بڑہ جاوے گا تو ترازوے
اعمال بھاری ہوکر مغفرت ہوگی اور اگر طاعت نہین ہے اور مجرد اجتناب
معاصی سے ہے تو نجات نہوگی حاصل مقام یہ ہے کہ لوگ آخرت مین چند
طبقات پر ہونگے ایک گروہ بے حساب جنت مین جائیگا یہ وہ لوگ ہین جو
حسنات رکھتے ہین اور سیئات نہین رکھتے یہ فائزین مقربین ہونگے دوسرا
گروہ وہ ہی جنکے حسنات سیئات سے زیادہ ہین یہ بھی نجات پائینگے یہ اصحاب
الیمین ہونگے تیسرا گروہ وہ ہے جنکے سیئات اونکے حسنات پر غالب ہین یہ
دوزخ مین جاوینگے یہ معذبین ہونگے اور شفاعت شافعین یا رحمت ارحم الراحمین
سے جلد یا دیر مین بشرط وجود ایمان رہائی پاکر جنت مین داخل ہونگے چوتھا
گروہ وہ ہے جسنے حسنات نہین کئے اور سیئات اسقدر غالب ہوئی کہ ذرہ برابر
بھی ایمان باقی نرہا اگرچہ نام کے مسلمان تھے یہ ہالکین ہونگے پھر جو لوگ جنت
مین جائینگے اونکے مراتب قرب وحضور مین اور مدارج علو وسفل نعیم آخرت مین
متفاوت ہونگے ترقی ونزول ہر شخص کا بحسب اعمال صالحات وافعال حسنات
کے ہوگا ضبط اس تفاوت کا قید عبارت سے باہر ہے جسطرح کہ تفاوت احوال
مردم کا اس دنیا مین بھی ضبط بیان سے خارج ہے بالجملہ اس مسئلہ مین وہی

قول ہین ایک یہ کہ دفع مضرت جلب منفعت پر مقدم ہے حضرت شیخ رضی اللہ عنہ
اسی طرف گئے ہین اور یہ مشیر ہے طرف غلبۂ حالت خوف کے دوسرا قول یہ ہے
کہ جلب منفعت مقدم ہے دفع مضرت پر اور یہ مشیر ہے طرف حالت رجا کے
اور دونون مسلک کے لئے ادلہ صحیحہ موجود ہین ولکل وجھۃ ھو مولیھا
واللہ تعالے اعلم وعلمہ اکمل واتم بندہ اگرچہ بشامت اعمال واغواء نفس و ابلیس
وحب دنیا استحصال مرتبہ فوز و میمنت سے قاصر ہو تو مرتبہ تحصیل نجات سے
تو کسیطرح کم ہمتی نکرے کہ یہ ادنی درجہ نفع ایمان کا ہے اور خدا نکرے کہ کوئی
مومن ومسلمان ہوکر داخل ہونا اپنا زمرۂ ہالکین مین پسند کرے اگرچہ اکثر خلق کا
یہی حال ہے بعض اہل علم نے کہا ہے الناس کلھم ھلکی الا العالمون
والعالمون کلھم ھلکی الا العاملون والعاملون کلھم ھلکی الا المتقون والمتقون علے خطر عظیم
ہمنے بیان اس مقام کا رسالہ صدق اللجا وغیرہ صحف خوف ورجا مین تفصیلوار
کیا ہے اونکی طرف مراجعت کرنا ضرور ہے انتہی اس قول کو جناب شیخ رضی اللہ عنہ
نے دعاء توفیق پر ختم کیا ہے چنانچہ یہ دعا اوپر گذر چکی اسمین مخاطب کو اپنے ساتھ
طلب توفیق مین بعد قصد اظہار عجز و انکسار کے بارگاہ عالیجاہ ملک جبار مین کہ
عادت مقربین عالیمقدار ہے یکجا جمع فرمایا ہے تاکہ یہ دعا حق مین مخاطبین کے
بھی بطفیل اجابت دعائے خود کہ انشاء اللہ مقبول و ماموں ہے درجۂ اجابت
کو پہنچے جسطرح کہا ہے کہ چون مہمان عزیز ست طفیلی نیز عزیز خواہد بود ۵

سو ر مسکین ہوسی داشت کہ در کعبہ رسد	۰	دست در پاے کبوتر زد و ناگاہ رسید

قول بست و پنجم بندہ تہیدست کو جس سے دنیا نے منہ موڑا ہے اور ارباب دنیا نے اعراض کیا ہے اور گمنام ہیچمرز کس میرس سے ہے کوئی اوسکا نام تک نہین لیتا اور رہو کا پیاسا برہنہ تن تشنہ جگر پریشان دل و پراگندہ خاطر ہے ہر گوشہ زمین مین کیا مسجد اور کیا جاے ویرانہ اور رہ در رہی مردود مطرود کہدیڑا ہوا ہے اور فقر و درویشی سے خاک پر لوٹتا ہے اور خاک آلودہ گرد چپیدہ اور شکستہ دل طرف سے ہر حاجت و مطلب و مقصد و مراد کے سے یہ پہنچا ہیکے کہ یون کہے کہ اللہ نے مجکو فقیر و گدا و محتاج کر دیا ہے اور دنیا کو مجسے لپیٹ رکہا اور مجہکو پا افتادہ کر دیا اور مجہے چہوڑ دیا اور مجکو دشمن رکہا اور پریشان کیا اور میرے حال کو جمعیت نہ بخشی اور میری اہانت کی اور مجہے خوار و زار کیا اور دنیا سے مجہے بقدر کفاف کے بہی نہین دیا اور گمنام بدنام بنایا اور مجکو درمیان خلق اور اخوان کے بلند نام نہین کیا اور میری غیر پر اپنی نعمت کا دامن بچہایا تمام و فراخ کہ وہ رات دن اوس نعمت مین متقلب ہے اور اوسکو مجہپر اور میرے سارے اہل دیار پر افزایش و بزرگی بخشی ہے حالانکہ ہم دونون مسلمان و مومن ہین اور پدر آدم و مادر حوا مین جمع ہوتے ہین جوکہ بہترین خلق تہے مینی یہہ تفاوت کسلیے ہے ع بندگانیم این یکے مقبول و آن مردود چیست سو اسکا جواب یہی کہ اس فقیر محتاج گرسنہ و تشنہ و خراب حال و خستہ بال سے

ساتھ جو کام اللہ تعالے نے کیا ہے وہ اسلئے کیا ہے کہ اس فقیر گدا کی طینت یعنی گل سرشت وخوے بیرنگ ہے اور تری رحمت خدا کی پے درپے اوسپر پہنچتی رہتی ہے صبر کرنے سے محنت فقر پرا ور راضی رہنے سے ساتھ قضا کے اور یقین کرنے سے ساتھ فعل حق کے اور موافقت کرنے سے ساتھ امر و نہی الٰہی کے اور عالم ہونے سے ساتھ صفات جلال حق کے اور انوار ایمان و توحید کے اسکے پاس کثرت سے جمع ہین اور درخت اسکے ایمان کا اور لگانا اُسکا اسکے زمین دل مین اور ڈالنا بیج کا بجاے خود ثابت ہے اور استوار اور برگ آور و میوہ دہندہ اور بڑہنے والا اور شاخ لانے والا اور سایہ افگن اور بلند شاخ طرف آسمان کے ہے تو یہ درخت اس گدا کا ہر دن زیادتی و بالیدگی مین ہے اب اسکو طرف خاکروبہ وخس وخاشاک کے کیا حاجت ہے تاکہ وہ درخت اسکا بڑہے اور پرورش پاے کیونکہ عادت یون جاری ہے کہ جو زمین لائق لگانے درخت یا زراعت کرنے کے نہین ہوتی ہے تو اوسمین خاک شورہ وخاکروبہ ڈالتے ہین تاکہ وہ صالح غرس وزرع ہو جاے سو یہ تشبیہ ہے حطام دنیا کی جو اغنیاء کو دیا ہے ساتھ کہاد کے تا انکا دین وایمان محفوظ رہے جسطرح کہاد سے زراعت کو بالیدگی ہوتی ہے اور اللہ تعالے اس فقیر کے کاروبار سے فارغ ہو چکا ہے اور آخرت مین اوسکو دار بقا دیچکا ہے اور اوس نعمت پایندہ کا مالک بنا چکا ہے اور عقبی مین خوب بخشش فرمائی ہے

جو نہ کسی آنکھہ نے دیکھی اور نہ کان نے سنی اور نہ کسی بشر کے دل پر گزرے
قال تعالیٰ فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا
یعملون مراد اس عمل سے یہ ہے کہ دنیا مین اوامر بجالایا ترک مناہی پہ
صبر کیا تقدیر پر سب کام حوالہ خدا کئے اور سب امور مین احکام شرعیہ و قہریہ
موافق رب غفور ہوا

نزدیک عارفون کے تدبیر ہی تو یہ ہے		سب کام اپنے کرنا تقدیر کے حوالے

رہا غیر اس فقیر کا جسکو اللہ نے دنیا دی ہے اور نعمت دنیاوی کا مالک
بنایا ہے اور اپنی پوری نعمت اوسمین ختم کی ہے سو یہ کام اللہ نے ساتہہ اوسکے
اسلئے کیا ہے کہ جگہہ اوسکے ایمان کی ایک زمین شورستان و سنگستان ہی
نہین لگتا کہ اوسمین پانی تہمے یا وہ درخت اوگاسے یا اوسمین کشت و میوہ پرورش
پائے اسلئے اس شخص پر طرح طرح کا کوڑا کچرا کہاد خاکروبہ و خاک شورہ ڈالا ہے
جس سے گہاس و درخت اوگتا ہے وہ سیاطہ یعنی گہورا یہی دنیا و اموال
اور اسباب دنیا ہے تاکہ جو درخت ایمان و غرس اعمال اوسکے زمین دل مین
اگا ہی اور لگا ہے وہ محفوظ رہے اگر یہ خاکروبہ اوس زمین سے دور کردیا جائیگا
تو ساری گہاس و درخت سوکہہ جائین اور پہل نہ آئے اور شہر و گہر ویران ہوجائیگے
حالانکہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ دنیا آباد رہے یعنی بوجود اقسام مردم اغنیاء
و نحوہم تو سو درخت ایمان مرد غنی و توانگر کا سنت اگتا ہے اور اوس چیز سے

خالی ہے جس سے درخت ایمان فقیر کا پرتہا یعنی وہ صفات جو کہ موجب قوت و
استحکام ایمان فقیر کی تہی غرضکہ قوت و بقاء و توانائی و پایندگی درخت ایمان تونگری
اوس چیز سے ہے جسکو یہ فقیر دیکہتا ہے دنیا و انواع نعیم دنیا سے پس اگر اللہ تعالے
اس دنیا و نعیم دنیا کو اس تونگر سے قطع کرے باوجود صنعت درخت کی تو درخت
اوسکے ایمان کا سوکہہ جاسئے اور وہ ایمان اوسکا مبدل بکفر و انکار ہو جاسئے اور
وہ شخص منافقین و مرتدین و کفار مین جاملے کاد الفقران یکون کفراً مگر یہ کہ اللہ تعالے
طرف اوس غنی کے لشکر صبر و رضا و یقین و علم و انواع معارف کا روانہ کرے جس
سے اوسکا ایمان قوی ہے کہ اسدم البتہ اوسکو کچہہ پروا انقطاع غنا و نعیم کی نہوگی
بلکہ قوت دین و استحکام ایمان مین وہ حکم فقیر مین ہوگا **ف** یہ عبارت دلیل ہے
اسبات پر کہ مرتبہ فقر کا افضل ہے غنا سے اور انجام فقیر کا اعلے و اولی ہے تونگر
سے یہ بہی معلوم ہوا کہ کبہی تونگری واسطے حفظ ایمان کی ہوتی ہے بعض اکابر
کہتے تہے اللھم انی من عبادك الذین لا یصلحہم الا الغنا ؎

ترا چہ نکہت پیراہن صفا لقہ نیست		دلی بطالع ما راہ کاروان بستند

قول بست و ششم بندہ کو چاہیئے کہ اپنے چہرہ حال سے پردہ در و پوش
تہ اوٹہائے یعنی مرد ظہور کمال ولایت و تحقیق برہان توحید تک حکم مین مستورات
کے ہوتا ہے دعوی مردانگی کا درست نہین ہے اوسکے اسرار و انوار حکم مین عورت
کے ہین کہ ستر و کتمان اونکا لازم وقت رجال سے ہے ؎

تا مرتبۂ کمال حاصل نکنی	باید کہ دم از سر حقیقت نزنی
مردان ہمہ در دعوی مردی چو زنند	تو خود چہ زنی دم کہ نہ مردی نہ زنی

غرضکہ یہ دعوی نکرے یہان تک کہ تعلق خلق وگرفتاری وجود خلق اور اسناد افعال سے طرف خلق کے باہر آئے اور اونکی طرف جمیع احوال مین پشت قلب پہیرے اور اسکے ہواے نفس زائل ہوجائے اور ارادہ و آرزو دور ہو اور اکوان سے دنیا و آخرت مین فانی ہوجائے اور مثل ایک برتن رخنہ دار کے ہنجائے کہ اوسمین کوئی ارادہ سوا ارادۂ رب کے باقی نرہے اور نور حق سے بہرجائے تب اوسکے دل مین غیر رب کے لئے کوئی مکان و مدخل نہوگا اور یہ اپنے دل کا دربان ہنجائیگا اور اسکو توحید کی تلوار دیجائیگی جس سے وہ غیر حق کو قطع کریگا اور ایک شمشیر عظمت وجبروت دیجائیگی جسکے سامنے ہر چیز اور ہر شخص خوار وخورد ہوگا اب یہ جسکو دیکھے گا اور جو کوئی اسکی صحن سینہ سے نزدیک ہوگا دروازۂ دل پر کہ اندر اوسکے آئے یہ اوسکے سر کو درمیان سے دونون دوش کے اوڑادیگا اور نیست ونابود کردیگا ٥

غیر حق ہر ذرہ کان مقصود تست	تاج لابر کش کہ آن معبود تست

پہر اوسکے نفس وہوئی وارادہ و آرزو کے لئے دنیا و آخرت مین نزدیک اوسکے نہ کوئی سر اونچا ہوگا اور نہ کوئی بات سنی جائیگی اور نہ کسی رائے کی پیروی کیجائیگی یعنی ساری خواہشین اور تمنائین مغلوب ومنکوب ہوجائیگی مگر پیروی حکم رب کی

اور کہڑا رہنا نزدیک اوس حکم کی ورراضی ہونا ساتھہ قضائے رب کے بلکہ وہ رب کی قضا وقدر
مین فانی ہوجائیگا اور بندۂ رب وامر رب ہوگا نہ بندۂ خلق ورائے خلق پر پہر جب یہ بات
اندر اوسکے مستمر ہوگئی تو اب گرد اوسکے دل کے سراپردہاے غیرت اور خندقہاے
عظمت وسلطان جبروت لگائے جائینگے اور وہ محفوف لشکرہاے حقیقت
وتوحید ہوجائیگا اور پاس اوسکے نگہبانان حق کہڑے کردئے جائینگے تا کہ خلق
کو اوسکے دل کی طرف راہ نہ ملے نہ شیطان آسکے اور نہ نفس وہوی اور نہ ارادے
وآرزوہاے ناروا اور نہ دعویہاے دروغ جو کہ طبائع ونفوس امارہ بالسوء سے
پیدا ہوتی ہین اور نہ وہ گمراہیان جو کہ ہواے نفس سے ناشی ہوتی ہین غرضکہ
جب بندہ اس مقام مین پہنچگیا تو مشرف بمرتبۂ ولایت ہوا اور زمرۂ اولیا مین آیا
اسدم اگر تقدیر الٰہی یون جاری ہوئی ہے کہ خلق پاس اوسکے لگاتار آئے
جائے اور اوسکی ولایت پر اتفاق کرے تا کہ اوسکے انوار درخشان اور
علامات تابان اور حکمتہاے بالغہ وکرامات ظاہرہ وخوارق عادات مستمرہ
سے فیضیاب ہو اور اس ذریعہ سے قربات وطاعات ومجاہدات ومکابدات
عبادات رب زیادہ ہون تو یہ بندہ اون سبکے ضرر سے محفوظ رہیگا اور میل
نفس سے طرف ہوا وخواہش کے اور خود بینی نفس ومباہات نفس اور تعاظم
نفس سے بسبب تکثر خلق کے نگاہ رکہا جائیگا اور قبول خلق اور اقبال اونکا
طرف اسکے کچہہ ضرر رسان اسکو ہوگا اسیطرح اگر تقدیر یون جاری ہوئی ہے

کہ اسکو کوئی عورت نیک سیرت وخوبصورت حسین وجمیل مع اپنی کفارت وسونت
کے ملے یعنی باوجود حسن وجمال کے وہ مال ومنال بہی لیکر آئی اور کوئی بار اوسکا
اسکی گردن پر نہو تو یہ شر سے اوس عورت کی اور باربرداری توابع واہل زن مذکور
سے محفوظ رہیگا اور یہ زوجہ پاس اسکے ایک بخشش طرف سے خدا کی کفایت
کردہ شدہ ومبارک وسازوار ولطیف وپاکیزہ صاف غش وخیانت وکینہ و
کدورو پلیدی وخشم وکینہ وخیانت پس پشت سے ہوگی اور وہ عورت اور اوسکے
گہر والے سب اسکے مسخر ورام وفرمان بردار ہونگے اور اوسکی کچہ مؤنت اسپر
نہوگی اور اذیت اوسکی اس سے اوٹہا لیجائیگی پہر اگر تقدیر مین اوس عورت سے
کوئی فرزند مقدر ہے تو وہ ولد ایک فرزند صالح وذریت طیبہ قرۃ العین ہوگا
قال تعالی واصلحنا لہ زوجہ اور فرمایا ہے وھب لنا من ازواجنا وذریاتنا
قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما- اور فرمایا واجعلہ رب رضیا
پس یہ دعائین جو ان آیتون مین ہین حق مین اس بندہ کے معمول بہا ہونگی
یعنی مستجاب ومقبول خواہ وہ یہ دعا کرے یا نکرے اسلئے کہ یہ دعا اپنے محل
واہل مین سے ہے اور لائق تر شخص جسکے ساتہہ معاملہ اس نعمت کا کیا جائے اور
یہ نعمت اوسکو دی جاوے وہ آدمی ہے جو کہ اس منزلت کا اہل ہے اور اس
مقام مین مقیم ہے اور اوسکے لئے قرب وفضل مقدر ہوچکا ہے اسیطرح اگر
تقدیر مین آنا کسی چیز کا دنیا مین سے مقدر ہوچکا ہے تو وہ کچہ ضرر اسکو نہین

کریگی یعنی جبکہ وہ تعلق خلق ونفس وہوئی وارادہ وآرزو سے باہر آچکا اور فانی ہوچکا ہے کیونکہ جتنی دنیا اوسکی قسمت مین لکھی ہے وہ ضرور ہی اوسکو ملیگی اور اللہ کے فعل وارادہ سے صاف وخالص ہوکر پاس اوسکے آئیگی اور اوسکے تناول کا حکم ہوگا اور یہ اوسکو لیگا اور ممتثل امر ہوگا اور اوسکے لینے پر ثواب پائیگا جسطرح کہ نماز فرض وروزہ فرض کے بجالانے پر ثواب پاتا ہے یہ اسلئے کہ دونون امر ایجابی ہین لکن چونکہ امر باطن کا اعتبار حکم ظاہر مین ساقط ہے انکار اوسکا کفر نہوگا گو موجب خرابی باطن کا کیون نہو اور انکار وحی کا کفر ہے اور موجب خرابی ظاہر وباطن ہے اسلئے کہ ہمراہ اوسکے روح الامین ہین جیسے خط پر مہر لگادی اور جو چیز دنیا سے اسکے قسمت کی نہین ہے اگرچہ اسکے ہاتھ مین ہے اوسکے بارہ مین اسکو یہ حکم ہوگا کہ اوسکو ارباب دنیا مین صرف کرے اصحاب وہمسایہ واخوان وفقرا ومستحقین مین یعنی اگر مال زکوۃ کا ہے اور صرف کرنا غیر زکوۃ کا باعتبار اغنیا وغیرہم کے بہی جایز ہے اور اصحاب اقسام کہ مصارف زکوۃ ہین اور معدود ہین شریعت مین یعنی آٹھ قسم ہین سو انکو بمقتضائے حال کی دے اور ہر ایک کے حال کو اچھی طرح ٹھونک بجالے اور اوسمین خوب سا کشف تمیز کرلے ولیس الخبر کالمعاینۃ اسدم یہ شخص اپنے امر مین ایک راہ روشن پہ ہوگا جو کہ پاکیزہ لطیف بے غبار وبے تلبیس وبے تخلیط وبے شک وبے شبہ ہے فالصبر والصبر الرضا الرضا حفظ الحال حفظ الحال المخمول

الخمول الخمود الخود السکون الصموت الحذر الحذر النجا النجا
الوحا الوحا اللہ اللہ ثم اللہ الاطراق الاطراق الاغماض الاغماض الحیا الحیا
یہانتک کہ سرنوشت کا لکھا اپنی مدت وحد کو پہنچ جائے اور اسکا ہاتھ پکڑ کر
اور سامنے لاکر جو کچھہ سختی ومحنت اسپر تہی وہ چہین لین اور دریا ہائے فضائل
وکمالات ومنن ورحمت مین غوطہ دین پہر انوار واسرار وغرائب علوم لدنیہ
کے خلعت پنہائین اور اسکے ساتھہ بات چیت کرین اور یہ محدث یعنی ملہم ہو
اور صاحب نعمت وبے نیازی ودلیری وبلندی رتبہ وخطاب حق ہو کہ انک
الیوم لدینا مکین امین اسدم حالت یوسف صدیق علیہ السّلام سے عبرت پکڑنا چاہیئے
کہ جسوقت انکو یہ خطاب زبان پادشاہ وعظیم وفرعون مصر کیا گیا تہا تو زبان
پادشاہ ظاہر مین قائل ومعبر اس قول کی تہی اور حقیقت مین خطاب کرنے والا
ساتہہ اس خطاب کے زبان معرفت پر اللہ تعالیٰ تہا جیسے کوئی کسی کو کسی کی
معرفت پیغام بہیجتا ہے ظاہر مین تو یوسف کو پادشاہی ظاہر کی اور ملک
مصر سونپا گیا اور حقیقت مین پاس خدا کے انکو ملک نفس وملک معرفت و
علم وقربت وخصوصیت وعلو منزلت کا سپرد کیا گیا قال تعالےٰ وکذالک مکنّا
لیوسف فی الارض من ارض سے مراد زمین مصر ہے یتبوء منہا حیث یشاء اور دربارہ
تسلیم ملک نفس فرمایا ہے وکذالک لنصرف عنہ السوء والفحشاء انہ من عبادنا المخلصین
اور دربارہ ملک علم ارشاد فرمایا ہے ذلکما مما علمنی ربی انی ترکت ملۃ قوم لا یومنون باللہ

سو جب بندہ صدیق اکبر مخاطب ساتہہ اِس خطاب کے ہوتا ہے تو اوسکو حفظ وافر
علم اعظم سے دیا جاتا ہے اور اوسکو بسیار کبادی توفیق ومنن وقدرت وولایت عامہ
سے دیتی ہین اور اوسکا امر نفس وغیرہ اشیا پر نافذ ورواں ہوتا ہے ف
فرمان حضرت شیخ رضی اللہ عنہ بحکم قطبیت عظمیٰ ظواہر وبواطن انس وجن پر
جاری وساری وطاری تہا سبکے سب سامنے آپکے سطوت وجلالت حال کے
منقاد ومسخر وفانی ومضمحل ستہے سارے اولیاء وقت اپنے رقاب ربقہ طاعت
وتسلیم مین رکہتے تہے خلفاء وامراء راہ اعتقاد وانقیاد پر چلتے تہے کبہی بعض خلفاء
عباسیہ بقصد ملازمت آتے اور دخل نپاتے کبہی کسی خلیفہ کو لکہتے عبد القادر
یامرك بكذا وامره نافذ عليك ایک بار خلیفہ مستنجد باللہ جسکے زمان دولت
مین وفات شریف واقع ہوئی ملازمت مین آیا اور کسیقدر بدرہاے زر بطور
ہدیہ کے لایا فرمایا اگر تمکو عزت انتساب کی طرف بیت رسالت کے نہوتی تو
مین ان بدرہاے زر پر ہاتہہ رکہتا اور لوگون کا خون جسکا مظلمہ ان اموال
پر سے باہر نکلتا اور باب السلطنت تک بہکر جاتا غرضکہ اس کتاب برکت مآب
مین جسقدر ابواب سلوک ومقامات قرب مذکور ہین سب احوال شریف حضرت
شیخ رضی اللہ عنہ ہین جسکو بطریق رمز واشارت کے ذکر کیا ہے معہذا ہم اللہ
سے امید رکہتے ہین کہ ہمکو بہی اتصاف اور برکات سے ان مقالات پر کرامات
کی محرومی نہ بخشے بلکہ بحکم ع وللارض من كاس الكرام نصيب + حسن قبول

وعمل وخاتمہ خیر لطف فرمائے کیونکہ اگر ہم لایق اس مرحمت کے نہین ہین تو ہمارا
خداوند کریم تو بہرحال وبہرزمان وبہرمکان لائق افاضہ جود واحسان کے ہے ۵

داد حق را قابلیت شرط نیست		بلکہ شرط قابلیت داد اوست

فرماتے ہین کہ اسکو جسطرح تہنیت امر نافذ کی دیجاتی ہے اسیطرح تہنیت
تکوین کی بہی باذن خداوند اشیاء عطا ہوتی ہے دنیا ہین قبل آخرت کے رہی
آخرت سو دارالسلام وجنت علیا مین نظر کرنا طرف روئے مبارک مولائے کریم کی
ایک زیادت دست ہی نعمتہائے بہشت پر اور یہ وہ آرزو ہے جسکی غایت ونہایت
نہین ہے اور اس نظر سے بڑہکر کوئی نعمت نہین ہوسکتی ہو قال تعالے للذین احسنو
الحسنی وزیادہ اور فرمایا کل نفس ذائقۃ الموت وانما توفون اجورکم یوم
القیامۃ فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز وما الحیاۃ الدنیا الا متاع الغرور
قول بست وہفتم بندہ کو چاہیئے کہ خیر وشر کو دو پہل ایک درخت کی دو شاخون
کے ٹہیرائے کہ ایک شاخ اوسکے میوہ شیرین لاتی ہے کہ عبارت ہی خیر سے دوسری
شاخ میوہ تلخ لاتی ہے کہ عبارت ہے شر سے اب یہ شخص ان شہرون اور اقلیمون
اور کنارہائے زمین کو جنکی طرف یہ پہل اس درخت کے جاتے ہین چہوڑ دے اور
وہان سے اور وہان کے لوگون سے دور ہوجائے اور خود اس درخت کے
نزدیک ہو جوکہ مجمع ہر دو شاخ ہے اور تمیز میوۂ تلخ وشیرین کا پاس اسکے آسان ہے
اِس درخت کا نگہبان وخدمتگار بنے اور ہر دم پاس اوسکے حاضر وقایم رہے

اور دونون شاخوات اور پھلون اور جانون کو بچایا نے اور طرف اوس شاخ کے جھکے جو میوہ شیرین دیتی ہے اسدم اسکی خورش و پرورش و غذا و قوت اوسی میوہ شیرین سے ہوگا اور اس سے بچے کہ کہین طرف دوسری شاخ کے آگے بڑھ کر جاے اور اوسکا پھل کھائے کہ تلخی اوس میوہ کی اسکو ہلاک کر دے سو جب بندہ مدام اسحال پر رہیگا تو ساری آفات سے راحت و آسودگی و امینی و بےگزندی مین ہوگا کیونکہ ساری آفتین اور طرح طرح کی بلائین اسی میوہ تلخ سے پیدا ہوتی ہین یہ کنایہ ہے بدی و بدکاری سے اور جب یہ بندہ درخت سے غائب ہوگا اور کرانہ ہاے زمین مین سرگردان و حیران پھریگا اور اوسکے سامنے یہ پھل لائے جاینگے یہ کنایہ ہے نیکی و بدی سے اور وہ میوے ملے جلے ہونگے تو تمیز شیرین کا تلخ سے نہوگا اور یہ اوسمین سے کچھ لیکر کھانا چاہیگا تو اکثر یہ ہوگا کہ اسکا ہاتھ میوہ تلخ پر جا پڑیگا اور اوسیکو اوٹھا کر اپنے منہ سے نزدیک کریگا اور کچھ اوسمین سے کھاے اور چبائیگا تب اوس میوہ کی تلخی اسکے تالو مین سرایت کریگی اور باطن حلق و دماغ و بینی مین پہنچے گی اور وہ میوہ تلخ اسکے اندر اپنا کام کریگا اور رگون مین گھس جائیگا اور اجزا و تن مین فرود ہوگا تب یہ شخص بسبب اوس میوہ تلخ کے جو بدن مین ساری ہوا اور طبیعت سے ناسازگار تھا ہلاک ہو جائیگا اگر اسنے باقی میوہ دہن سے تھوک دیا اور اوسکے اثر کو دہن و کام و حلق سے دھو ڈالا تو اس سے وہ چیز جو اوسکے بدن مین سرایت کر گئی تھی دور نہین ہو سکتی ہے اور یہ پھینکدینا باقی کا اور دھونا دہن کا کچھ سودمند نہین ہوتا ف

اس کلام مین تنبیہ ہے اسبات پر کہ مجرد بدی و گناہ کرنا اور عاصی ہونا تمام وجود انسان مین سرایت کر جاتا ہے اور اوسکو ہلاک کر ڈالتا ہے اور پشیمان ہونا اور ترک کرنا اوسکا بعد سرایت کے کچھہ فایدہ نہین دیتا جو ہونا تہا سو ہو گیا یا رب مگر یہ کہ توبہ درست اوس معصیت سے حاصل ہو کہ اس صورت مین یہ حکم ہو گا کہ گویا وہ گناہ سرے ہی سے نہین کیا ہے لکن وجود توبہ صحیح نصوح کا نہایت کمیاب و عزیز الوجود ہے خصوصاً حقوق عباد سے اور اوس چیز سے جو کہ موقوف ہے رد مظالم پر انتہی مین کہتا ہون بیان مین توبہ درست و ہموار کے رسالۂ مختصرہ تطہیر القلوب بہت خوب و مرغوب ہے انتہی اور اگر اس شخص نے ابتداءً میٹھا پہل کہایا ہے اور اوسکی شیرینی اجزاء بدن مین ساری ہو گئی ہو اور یہ اوس میوہ سے سودمند ہوا اور خوش کیا گیا تو یہ ایکبار کا کہانا اسکو کافی نہو گا بلکہ ضرور ہے کہ پہر دوبارہ اور میوہ لیوے اور ہنوز اس سے امن نہین ہے کہ یہ بار دوم مین میوہ تلخ نہ لیگا سو اگر کہین کہٹا پہل لے لیا تو وہ ہی بلا آ پیر اوتریگی جو مذکور ہو چکی یعنی میوہ تلخ کہانے سے مر جائیگا

ف اس کلام مین اشارہ ہے طرف اسکے کہ کار نیک مین دوام چاہیئے اور تجربہ درست ہو تا کہ بخوبی معلوم ہو جاوے کہ یہ کام نیک ہے خصوصاً ایسی جگہہ مین جہان اشتباہ و التباس بد و نیک کا مختلط و مجتمع ہو سو درخت مذکور سے جدا رہنے مین اور اوسکے پہل سے جاہل ہونے مین کچہہ خیر و خوبی نہین ہے جو سلامتی ہے وہ اسی مین ہے کہ درخت کے پاس سے آوے اور اوسکے ساتھہ قائم ہو تا کہ تمیز میوہ شیرین کا

میوۂ تلخ سے آسان ہوا اور دور ہونے مین سرگردانی وحیرانی وعدم تمیز کے سوا
اندیشہ وقوع کا مہلکہ مین سے ہے کہ میوہ تلخ کھاکر کہین برباد نہوجائے سو خیر وشر اللہ
عزوجل کا فضل ہے اور اللہ ہی انکا فاعل وجاری کرنیوالا ہے ف گویا شجرہ
ولِلّٰہ المثل الاعلیٰ مثال ذات مقدس حق تعالی ہے اور دو شاخ مثال صفت
جمال وجلال وہدایت واضلال ہین اور میوہ مثال خیر وشر ہے کہ ان دو
صفت سے پیدا ہوتا ہے اول شیرین اور ثانی تلخ اور قرب شجرہ کا کنایہ ہے توجہ و
استمداد سے طرف حضرت صمدیت کے اور استفادہ کرنا علم معرفت کا جناب قدس سے
تاکہ اس ذریعہ سے تفرقہ درمیان خیر وشر کے حاصل ہو اور سرگردان ہونا بلاد واقالیم و
نواحی ارض مین کنایہ ہے وقوع سے تفرقہ کثرت وتعلق وتمسک احکام عقل
ووہم وتدابیرات نفس وارادت وامانی وشہوات نفس وہوی مین کہ باعث حیرانی
وسرگردانی وافتادگی کے مغاک ہلاک مین ہین اور ہوسکتا ہے کہ درخت مثال ہو
تقدیر الٰہی کی جسکے دو جانب ہین قریب ہونا درخت سے بطریق خدمت وملازمت
کے اور ٹہیرنا پاس اوسکے کنایہ ہے فنا ہونے سے قدر مین اور جاری ہونے
سے بمقتضائے علم قدر کے اور غائب ہونا درخت سے اور سرگردان پہرنا آفاق مین
کنایہ ہے ارادات وشہوات سے واللہ اعلم حاصل مضمون اس قول کا یہ ہے
کہ بندہ گوشہ گزینی وعزلت وخلوت اختیار کرے اور جناب حق تعالی مین متوجہ وحاضر
رہے اور تفرق وانتشار وتدبیر واختیار کو واسطے بچنے گرنے سے مغاک شر وہلاک

مین چھوڑدے اور حق سبحانہ کہ مقدر خیر وشر اور سید جملہ اکوان وآثار ہے اوسکی
جناب مین متوجہ ہو اور جانب خیر کو کہ مرجع امن وسلامت ہے جملہ آفات ومخافات
سے خوب سا پکڑے رہے انتہی رہی یہ بات کہ سب کچھہ اللہ ہی کی خلق وقدرت سے
ہوتا ہے سو دلیل اسکی یہ ہے واللہ خلقکم وما تعملون اور حدیث مین آیا ہی
واللہ خلق الجازر وجزورہ یعنی اللہ ہی پیدا کرنے والا کہ ہی او اونٹ اور
انکے ذابح وناحر کا ہے پس ذبح ونحر ہی خلق خدا سے ہوتا ہے اور سارے اعمال
بندون کے خلق خدا اور کسب عباد ہین ف کسب کے معنی لغت مین ورزیدن و
گرد آوردن ہین یہ بات اہل مذہب مین مشہور ہے کہ خدا خالق ہے اور بندہ
کاسب اسکی تحقیق اپنی جگہہ مین سہے حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ہر کام
کے لئے اسباب پیدا کئے ہین جیسے آگ جلانے کو پانی ترکرنے کو اور بندہ کے
قصد واختیار کو واسطے پیدا کرنے کام کے سبب ٹھیرا دیا ہے جب بندہ سے قصد
وجود مین آتا ہے اللہ تعالی فعل کو ایجاد فرما دیتا ہے رہی یہ بات کہ پیدا ہونا قصد کا
بندہ سے موقوف ہے اسباب وآلات پر کہ یہ سب اللہ کی آفرینش سے ہین سو
یہ بہی ایجاد حق سے ہوتا ہے کہتے ہین کہ مجرد قصد کسی امر کا وجود اوس امر کا نہین ہوتا
ہے بلکہ نہ وہ موجود ہے اور نہ معدوم ہا وجود اسکے یہ بات لازم آتی سے ہے کہ نفس الامر
مین کوئی چیز ہے جسکے ساتھہ بندہ مستند ومستقل ہوتا ہے اور یہ چیز ایجاد حق کی
موقوف علیہ ہے بطریق جریان عادت مفتاح مین کہا ہے وحق آنست کہ جہت

وگفتگوے علمے بکنہ این سخن نتوان رسید مگر بکشف اتم کہ بدان بہ حقیقت حال

اطلاع افتد و گویند کہ آن جز در سوطن آخرت در وقت در آمدن در بہشت منکشف

نگردد واللہ اعلم انتہی اور دلیل نسبت و اسناد عمل بطرف بندون کے اور اسبات

پر کہ انکے عمل کو ترتب ثواب و عقاب مین دخل ہے یہ آیت ہے ادخلوا الجنۃ

بما کنتم تعملون حق سبحانہ کا کرم و رحم عجیب تر ہے عمل کو طرف بندون کے مضاف

و منسوب کیا اور کہا کہ وہ مستحق دخول جنت کے ہین اپنے عمل سے حالانکہ داخل

ہونا اونکا جنت مین اللہ کی توفیق و رحمت سے ہوگا حضرت نے فرمایا ہے لا یدخل

الجنۃ احد بعملہ فقیل لہ ولا انت یا رسول اللہ فقال ولا انا الا ان یتغمدنی

اللہ برحمتہ پھر اپنا دست مبارک سر مبارک پر رکھا یہ حدیث عایشہ سے مروی ہے

اور یہی سائلہ اس سوال کی تعیین بالجملہ خیر و شر اگرچہ تقدیر آلہی ہے لکن مباشرت

خیر کو سبب فضل و کرم و حمایت و عنایت و لطف و رحمت کا ٹہیرایا ہے دنیا و آخرت

مین اور ارتکاب شر کو سبب ان امور کے ضد کا ٹہیرایا ہے اور یہ بہی تقدیر اوسکی ہے

سو جب بندہ اللہ کا مطیع اور اوسکے امر کا بجا لانے والا اور اوسکی نہی سی رکنے والا اور اوسکے

قدر و قضا کا تسلیم کرنیوالا ہوتا ہے تو اللہ تعالے اوسکی حمایت شر سے کرتا ہے

اور اوسپر تفضل فرماتا ہی اور ساری برائیون اور بدیون سے دین و دنیا مین نگاہبانی

کرتا ہے دین مین بدلیل اس حدیث شریف کے کذلک لنصرف عنہ السوء

والفحشاء انہ من عبادنا المخلصین اور دنیا مین بدلیل اس آیت کے ما یفعل اللہ

بعد ایکہ ان شکرتم تو آنمنتم مومن شاکر کے پاس بلا آکر کیا کریگی وہ تو بہ نسبت بلا کی عافیت سی
قریب تر ہوتا ہے کیونکہ محل مزید نعمت مین ہے اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور شکر
صید مزید وقید عابید ہوتا ہے نہ موجب بلا ونقمت وعقاب کہ اسکا محل کفر وکفران
نعمت ہے قال تعالی لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید اسوا ایمان مومن کا زبانہ
آتش دوزخ کو آخرت مین بجھا دیگا یہ زبانہ آتش عقوبت سے ہے ہر عاصی کی پھر بلا
کسطرح دنیا مین آتش بلا کو نہ بجھائیگا معلوم ہوا کہ ایمان وطاعت سبب لطف و
رحمت وناز ونعمت سب ہے جسطرح کہ حال بندگان مطیع فرمان بردار کا نزد دیکھ
امرا کار گذار وسلاطین نامدار کے دیکھا سنا جاتا ہے سو مومن مطیعین متقین اللہ
کے محبوبین ہوتے ہین محب ہرگز اپنے محبوب کو عذاب نکریگا مگر یہ کہ کوئی بندہ مجذوب
ہوا ور اوسکو واسطے ولایت واصطفاء واجتباء کے پسند کیا ہو تو اوسکے لئے بلا
کا آنا ضرور ہے تاکہ چرک ہوائے نفس سے صاف اور میل الی الطبیعت
سے پاک اور جھکنے سے طرف شہوات ولذات نفس کے اور مطمئن ہونے سے
طرف خلق کے اور خوش ہونے سے ساتھ قرب خلق کے اور آرام پکڑنے سی ساتھ
لوگون کے اور ثبوت سے ساتھ اونکے اور شادمان ہونے سے ساتھ خلق کے
مصفی ومبرا ومنزہ ہو جاسئے اسلیئے اوسکو مبتلا کرتے ہین تاکہ یہ ساری آلائشین
پگھلکر بہہ جائین اور دل ان سب کے خارج ہو جانے سے ستھرا ہو جائے در منقطریت کی
توحید اور حق کی معرفت اور علم غیب کی آمد انواع اسرار وعلوم وانوار قرب سے

باقی رہے اسلیئے کہ دل ایک ایسا گھر ہے کہ اوسمین دو شخصون کی گنجایش نہین ہوسکتی ہے ماجعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ ؎

یاد وست گزین کمال یاجان	ایک خانہ دو میہمان نگنجد

اسی جگہہ سے یہ کہا ہے ع یک دل داری بس ست یک دوست ترا * ع یک آشنای بامزہ بکیعالم آشناست * نیز اللہ نے فرمایا ہی ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ سو عزیز کو اپنے گہر اور ناز و نعمت زندگانی سے جسکے ساتہہ وہ بمقتضاے طبیعت و حکم نفس خوش و ساکن و مطمئن تہا باہر نکالدیتے ہین اور سارا کارخانہ برہم درہم کرکے زیر و زبر کرڈالتے ہین ؎

ہمچو من سرمست را در خانۂ خود رہ دہی	آخر ندانی اینقدر این بشکنم آن بشکنم

دل پر شیطان و ہوی و نفس کی ولایت و سلطنت و حکومت تہی اور جوارح و اعضا اینکے حکم سے ہلتے جلتے کاروبار کرتے تہے انواع معاصی و اباطیل و ترہات و ضلالات صادر ہوتی تہی اب وہ ولایت انکی جاتی رہی اعضا و جوارح تہم گئی دار الملک دل جسمین نفس و شیطان حکمرانی کرتے تہے خالی ہوگیا صحن سرائے دل یعنی سینہ گرد و غبار غیر سے پاکیزہ ہوا سو دل تو مسکن توحید و معرفت و علم ہیرا اور سینہ کہ ساخت قلب ہے مورد عجائب غیب ہوا یہ سب نتیجہ و ثمرہ ہے بلا کا حدیث مین فرمایا ہے انا معاشر الانبیاء اشد الناس بلاء ثم الامثل فالامثل مین کہتا ہون کہ رسالہ تسلیۃ المصاب مین بعض احوال بلایا و مصائب جو اہل اللہ پر گزری ہین لکہے گئی ہین

فارجع الیہ انتہی حضرتؐ نے فرمایا ہے انا اعرفکم باللہ واشدکم لہ خوفا سو جو کوئی بادشاہ
سے نزدیک ہوگا اوسکا خطر و حذر سخت ہوگا ع قرب سلطان آتش سوزان بود
اسلیئے کہ وہ ایسی جگہہ مین ہے کہ بادشاہ اوسکو دیکہتا ہے کوئی تصرف اوسکا اور
حرکات ولحظات اوسکی بادشاہ پر مخفی نہین ہین بلکہ جو کچہہ وہ کرتا ہے اور جہان
کہین چلتا پہرتا ہے اور جدہر دیکہتا ہے سب احوال پر بادشاہ کو اطلاع حاصل
ہے کوئی کہے کہ ساری خلقت پاس اللہ کے بمنزلہ ایک شخص کے ہے اونکی کوئی
شے اللہ پر پنہان و پوشیدہ نہین ہے تو پہر اس کلام مین کیا فایدہ ہے یعنی اس
کہنے مین کہ اللہ احوال مقربین کو جانتا ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ احوال تمام خلائق کا عالم
و بینندہ ہے وجہ تخصیص مقربین کی کیا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ جب مومن مقرب
کا مرتبہ بلند اور منزلت بزرگ ٹہیری اور اوسکا خطر عظیم ہوا کیونکہ اوسپر شکر اللہ کی
نعمت عظیم و فضل جسیم کا واجب ہے تو اونی التفات اسکا خدمت مولی سے تقصیر ہے
شکر مین اور یہ تقصیر ایک نقصان ہے طاعت خدا مین تسبب مزید خطر و حذر مقربین
کا یہی ہے قال اللہ تعالےٰ یا نساء النبی من یات منکن بفاحشۃ مبینۃ یضاعف لہا
العذاب ضعفین یہ خطاب ازواج مطہرات کو اسلیئے کیا کہ اللہ نے اپنی نعمت اونپر
پوری کی تہی کہ حضرت سے اونکو متصل کر دیا تہا چنانچہ ان اضافت سے مفہوم
ہوتا ہے اور یہی اسجگہہ منظور ہے پہر اوس شخص کا کیا ذکر ہے جو کہ متصل بخدا اور
قریب بمولیٰ ہوا اگر یہ اتصال و قرب آنحضرت صلعم کا موجب قرب و اتصال درگاہ

حق تعالے ہے ولکن باوجود اسکے اللہ تعالے تشبیہ خلق سے بلندتر
ہے لیس کمثلہ شئی وھوالسمیع البصیر مفتاح مین کہاہے حاصل
آنست کہ چون این وعید بنساء مطہرہ بحیثیت انتساب بحضرت رسالت پناہ
صلعم ورود یافتہ ست از حیثیت انتساب بدرگاہ حق کہ بوساطت آنحضرت
ثابت گشت نیز بطریق اشدواقوی خواہد بود فافہم قول بست وہشتم
بندہ ارادہ راحت وآسایش وسرور وخوشی وآسودگی وشادی وامن و
آرام وناز ونعمت کا کرتا ہے حالانکہ وہ ہنوز کورہ آہنگر مین ہے واسطے ریختن
وگداختن کے اور مارنے مین اپنے نفس کے اور مجاہدہ مین ہوی کی اور دور
کرنے مین مرادات اور عوض کے ہے دنیا وآخرت مین اور ابھی تک اوسمین کچھہ
بقیہ ان چیزون کا باقی وظاہر وہویدا ہے چنانچہ آثار اوسکے اسکے افعال واقوال
سے نمایان ہین اور سب لوگ سمجھہ لیتے ہین اور اگر اور لوگ نہین پاسکتے تو خود تو
وہ معلوم کرسکتا ہے علی نسلات یا مستعجل مھلا مھلا یا مترقب یعنی اے جلد
باز ذرا تھم اور اے منتظر ذرا آہستہ چل دروازہ اس ارادہ کا ازالہ مرادات واعواض
تک بند ہے یہانتک کہ کچھہ بھی انمین سے باقی نرہے حالانکہ ہنوز اسپر کچھہ اوسمین سے باقی ہے
اور ایک ذرہ موجود ہے والمکاتب عبد مابقے علیہ درہم اور مکاتب غلام ہوتا ہے جبتک
کہ ایکدرم بھی اوسکے ذمہ پر باقی ہے ف مکاتب وہ بندہ ہے جسنے اپنی قیمت
اپنے ذمہ لیکر ایک نوشتہ لکھدیا ہی کہ جب قیمت ادا کرچکیگا تو آزاد ہوجائیگا

شریعت مین حکم ایسے بندہ کا یہ ہے کہ جب تک ساری قیمت بے باق نہو تب تک وہ آزاد
نہین ہوتا اگر ایک پیسہ بھی اوسکی طرف باقی رہیگا تو وہ بدستور حکم غلام و مملوک مین ہے
اسیطرح اس راہ کی سالک اور طالب قرب درگاہ مین جبتک ایک ذرہ طلب مراد
کا اور بقیہ آثار ہستی و خود خواہی و خود کامی و خود بینی کا باقی ہے تب تک وہ ہرگز
آزاد نہین ہوسکتا اور نہ حریت خالص کو پہونچ سکتا ہی سو یہ شخص دروازہ قرب قبول
سے روکا گیا ہے جبتک کہ اوسمین کچھ بھی دنیا مین سے باقی ہے برابر جو سنے ایک
دانہ کھجور کے دنیا اسکی مراد وہوئی و آرزو ہے اسکا دیکھنا کسی شئے دنیاوی کو
اور طلب کرنا کسی چیز کا اشیاء مین سے اور شوق اسکے نفس کا طرف کسی عوض
حاصل ہونیکے دنیا و آخرت مین مانع وصول و دریافت قبول و حصول اخلاص
حقیقی و عبودیت تحقیقی و نشان بقاے ہستی و خود پرستی ہے سو جب تک کوئی شئی
انمین سے اندر اوسکے ہوگی تب تک وہ باب افناء مین ہے یہانتک کہ تمام و
کمال فنا حاصل ہوا ور بھٹی سے لہار کے باہر نکلے اور زرگری اسکی پوری ہو
اور آراستہ و پیراستہ ہوکر جامہ و عطر و بخور کے ساتھ سامنے بادشاہ اکبر کے لیجایا
جاوے اور یہ خطاب کیا جاے انك الیوم لدینا مكین امین پہر وہ انس
و ملاطفت پائیگا اور طعام و شراب فضل سے آسودہ ہوگا اور قرب و نزدیکی مین
رہیگا اور اسرار پر مطلع ہوگا حالانکہ یہ اسرار اوس سے مخفی نہونگے اور وہ بسبب
اس عطاء کے ساری اشیاء سے بے نیاز کر دیا جائیگا کیا اسنے نہین دیکھا ہے

کہ ریزے سونے کے متفرق متبذل متداول صبح وشام ہاتون مین عطر فروشون
اور سبزی فروشون اور قصابون اور دباغون اور روغن فروشون اور خاکروبون کے
کہ صاحب پیشہ ہاے گرانمایہ وفرومایہ وکمینہ وپلید کے ہوتے ہین پہر وہ سب ریزے
جمع کرلے بوتہ زرگر مین ڈالے جاتے ہین جب آنچ آگ چمکتی ہے تو وہ گل جاتے
اور پگہل جاتے ہین پہر اونکو بوتہ سے نکالکر ہتھوڑے سے پیٹتے نرم کرتے ہین جب وہ ملائم
ہوجاتے ہین تب اونکو کالبد مین گراکر زیور بناتے ہین پہر جلا دیکر خوشبودار کرتے
ہین پہر اونکو بہتر جگہہ مین اندر خزائن وصنادیق وجاہاے تنگ وتاریک مین
دروازے بند کرکے رکہتے ہین یا کسی عروس وزن نوخاستہ کو وہ زیور پہنا کر
آراستہ ومکرم کرتے ہین اور کبہی وہ عروس کسی بادشاہ بزرگ رتبہ کی زوجہ ہوتی
ہے اس صورت مین قدر وعزت اوس پیرایہ کی اور بہی زیادہ ہوجاتی ہے اور
وہ ریزۂ زر ہاتہہ سے دباغین کی منتقل ہوکر بعد گداخت وکوفت کے قرب دلبر
بادشاہ مین جاتا ہے اسیطرح جب بندہ مومن مجاری قضا وقدر پر شکیبائی کرتا ہے
اور جمیع احوال مین راضی بقضا رہتا ہے دنیا مین بقرب مولی ہوکر متنعم بمعرفت و
علوم اسرار ہوتا ہے اور آخرت مین اندر دار السلام کی سکونت کرتا ہے اور ہمسایۂ انبیاء
وصدیقین وشہداء وصالحین کا ہوجاتا ہے اللہ تعالے کی جوار دوار وقرب مین
اور اوسیکے ذکر وشہود سے انس وآرام پکڑتا ہے تو اب اسکو چاہیئے کہ صبر کرے
اور شتابکار نہو اور راضی بقضا ہے اور حق عزوجل پر تہمت نرکہے یعنی بخل وعدم

اطلاع کی اپنے حال پر تاکہ اللہ کے عفو کی ٹھنڈک اور معرفت حق کی حلاوت اور
اوسکے لطف وکرم وسنت کی لذت اسکو حاصل ہو قول بست ونہم حدیث مین
فرمایا ہے کاد الفقر ان یکون کفرا یعنی لگتا ہی کہ محتاجی کفر مین ڈالدے بندہ خدا
پر ایمان لاتا ہے اپنے سارے کام خدا کو سونپ دیتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے
کہ اللہ اوسپر رزق کا آسان کرنیوالا ہے اور جو کچہہ اوسکو پہنچا وہ چوکنے والا نہتا
اور جو اوس سے چوک گیا وہ اوسکو پہنچنے والا نہتا یعنی جو کچہہ اوسکے نصیب و
مقدر مین ہے وہ البتہ ضرور اوسکو ملیگا یہ اوسکو طلب کری یا نکرے اور جو اوسکے
نصیب مین نہین ہے اوسکو ہر چند طلب کرے وہ ہرگز نہین ملیگا پہلے اعتقاد
کا فائدہ یہ ہے کہ جو کچہہ اوسکو پہنچے یہ نہ جانے کہ میری کوشش وزور بازو سے مجھے
پہنچا ہے اور فائدہ اعتقاد ثانی کا یہ ہے کہ جو چیز اسکو نہین پہنچی اوسکی نایافت پر
حسرت نہ کھائے اور تاسف نکرے و من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث
لا یحتسب و من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ بندہ یہ بات کہتا ہے اور حالت عافیت مین
ہوتا ہے تو اللہ اوسکو بلا و فقر مین مبتلا کرتا ہے وہ سوال وزاری کرنے لگتا ہی
لکن اللہ اوس بلا کو اوس سے دور نہین کرتا پس وہ بندہ اوس ایمان و اعتقاد
سے جو ساتہہ خدا کے رکہتا تہا پہر کر ورطہ کفر مین جا گرتا ہے اسدم یہ قول آنحضرت
صلعم کہ کاد الفقر ان یکون کفرا ثابت و متحقق ہوجاتا ہے ف تصویر و تقدیر اسکے حکم
کی یون بہی ہوسکتی تہی کہ آغاز ہی سے اللہ اوسکو مبتلا ء فقر و بلا کرتا اور بسبب اوسکے

ورطہ کفر وسخط وانکار مین گرجاتا ولکن اسکے تصویر یون کی کہ بعد غنا کے فقر مین
اور بعد نعمت کے بلا مین گرفتار ہوا یہ اسلئے کہ بلا ونعمت اس صورت مین سخت تر
ہوتی ہین اور وقوع ورطہ کفر مین بیشتر ہوتا ہے پہر جس کسی کے ساتھہ اللہ تعالے
تلطف کرتا ہی اور اوس سے وہ بلا دور کردیتا ہے اور تدارک اوسکا ساتھہ عافیت
وسلامت وغنا کے فقیر سے فرماتا ہے اور اوسکو توفیق شکر وحمد وثنا کی دیتا ہے
وہ عافیت وغنا مرتے دم تک دائم رہتی ہے اور جس شخص کے ساتھہ اللہ ارادہ
آزمایش وفتنہ وابتلار کا کرتا ہے تو اوسکی بلا ومحتاجی ہمیشہ قایم رکہتا ہے اوس سے
مدد ایمان کی منقطع ہوجاتی ہے وہ بسبب اعتراض کرنے اور تہمت لگانے کے
حق تعالی پر اور بسبب شک کرنے کے اوسکے وعدے مین کافر ہوجاتا ہے اور
اسی حالت کفر بخدا اور انکار آیات مین اللہ سے ناراض وخشمگین ہوکر مرجاتا ہی
رسول خدا صلعم نے اسیطرف اشارہ کیا ہے ان اشد الناس عذابا یوم القیامۃ
دجل جمع اللہ علیہ فقر الدنیا وعذاب الآخرۃ نعوذ باللہ من ذلک یہی وہ فقر
عنی ہے جس سے حضرت نے پناہ مانگی ہے یعنی ایسی محتاجی جو بندہ کو خدا سے
فراموشی لائے ف یہان تک دو شخصونکا حال بیان ہوا ایک وہ شخص جو مبتلا
فقر ہوکر ورطہ کفر مین جاگرا اسکو فقر مضطر کہتے ہین دوسرا وہ شخص جسکے ساتھہ
لطف کیا اور اوسکو غنی کردیا اور توفیق شکر کی بخشی کہ یہ غنی شاکر ہے رہا فقیر صابر اوسکو
افضل ٹہیرا کر فرمایا ہے کہ تیسرا شخص وہ ہے کہ اللہ نے اوسکے اصطفا و اجتبا کا

ارادہ کیا ہے یعنی اوسکو ساتھہ نعمتہاے ظاہر و باطن و کمال عقلی و حسی کی برگزیدہ
کیا اور خاصان درگاہ سے ٹہیرایا اور دنیا و آخرت مین اپنا حبیب و خلیل بنایا اور
وارث انبیاء و سید اولیاء کیا اور عباد و علماء و حکماء و شفعاء و شحنہ مین اوسکو
عظیم و متبوع و معلم و ہادی طریق مولی و سنن ہدی اور بچانیوالا راہ ہلاک سے کیا
اور اوسکی طرف صبر کے پہاڑ اور موافقت رضا کے دریا بہیجے اور اوسکو فعل مولی مین
فانی کیا پہر اوسکو عطاء بسیار دی اور ناز و نعمت مین پالا ساعتہاے روز و شب مین
اندر جلوت و خلوت کے کبہی ظاہر مین اور کبہی باطن مین ساتھہ انواع لطف و فنون
عطیہ کے سوا اوسکے سلئے یہ عطف و عطا حین لقا یعنی موت تک دائم و قائم رہتا ہے

قول سی ام بندہ اکثر یہ بات کہتا ہے کہ مین کیا کرون کہ مقصود کو پہنچون اور
اسکا کیا حیلہ ہے سو اسکا جواب یہ ہے کہ وہ اپنی جگہہ ٹہیرا رہے اپنی حد سے آگے نہ بڑہے
یہانتک کہ جسنے اوسکو حکم قیام کا اوسکے مقام مین دیا ہے اوسکی طرف سے کشائش
آئے قال تعالے اصبروا و صابروا و رابطوا و اتقوا اللہ یعنی مشقت طاعت و
سختی راہ دین پر صبر کرو اور اعداے دین پر غلبہ و زور لاؤ اور مخالفت ہواے
نفس امارہ پر شکیبا رہو اور سرحد اسلام کی نگاہبانی کرو اور نفس کو ساتھہ طاعت
و عبادت حق اور خلاف خواہش نفس بدکردار کے باندہو اور اللہ سے ڈرو غرضکہ
مومن کو حکم دیا ہے مصابرت و مرابطت و محافظت و ملازمت کا پہر ترک صبر سے ڈرایا ہے اور
فرمایا کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور صبر نہ چہوڑو کیونکہ ساری خیر و سلامتی اسی صبر مین ہے

حدیث مین آیا ہے کہ الصبر من الایمان کالراس من الجسد یعنی جسطرح سر بریدہ زندہ نہین رہ سکتا ہے اسیطرح ایمان بے صبر کے کامل نہین ہوتا اور خود ساری عبادات وطاعات بلکہ حقایق ایمان افراد صبر ہین کہ جبتک ان کی اضداد سے صبر اختیار نکریگا انکا وجود نہوگا فضیلت صبر مین آیا ہے کہ ہر شے کے لئے ایک مقدار ثواب کا ہے مگر صبر کہ یہ گزاف ہے یعنی اسکے ثواب کا کچھہ حد واندازہ نہین ہے جسطرح اللہ نے فرمایا انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب پس جب بندہ نگہداشت صبر مین پرہیزگاری کریگا اور حدود کی محافظت رکھیگا تو اللہ نے جو وعدہ اوس سے اپنی کتاب مین کیا ہے وہ پورا کریگا وہو قولہ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب اور یہ شخص بسبب صبر کے یہانتک کہ کشایش آئی منجملہ متوکلین کے ہوگا اور اللہ نے صفت توکل پر وعدہ کفایت مہمات کا کیا ہے اور فرمایا ہے ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ اور بندہ ہمراہ اس صبر و توکل کی محسنین مین ٹہیریگا اور اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ ہم اچھی جزا دینگے وکذلک نجزی المحسنین اور اللہ اسکو دوست رکھیگا بسبب اس احسان وخلوص کے ان اللہ یحب المحسنین غرضکہ صبر ہر خیر وسلامت دنیا وآخرت کا ہے اور اسی صبر سے مومن حالت رضا و موافقت کی طرف ترقی پاتا ہے پھر دوسری ترقی اس مقام سے یہ ہوتی ہے کہ افعال آلہیہ مین فنا ہوجاتا ہے یہ حالت بدلیت وغیبت کی ہے ابدال کو کوئی ارادت وخواست

وفعل واختیار نہین رہتا ہے وہ ارادت وفعل حق مین غائب وفانی ہوتی ہین

آمد خبری ز آمد او	۵	من بعد خبر نماند ما را

اب چاہیئے کہ ترک کرنے سے اس حال کے حذر کرے ورنہ دنیا وآخرت مین مخذول ہوگا اور خیر دارین اوس سے فوت ہوجاویگی **قول سی** ویکم بندہ جب اپنے دل مین کسی شخص کی دشمنی یا دوستی پاوے تو اوس شخص کے اعمال کو کتاب و سنت پر عرض کرے اگر یہ اعمال اوسکے ان دونون مین مبغوض ہون یعنے مخالف ونامرضی خدا ورسول تو اپنے اس موافقت پر ساتھ خدا ورسول کے خوش وشادمان ہوا ور اگر عمل اوسکے ان دونون مین محبوب ہون اور یہ اوس شخص کو دشمن رکھتا ہے تو پھر جان لے کہ مین صاحب ہوئی نفس ہون میرا دشمن رکھنا اوسکو خواہش نفس سے ہے اور مین اس بغض مین ظالم ستمگار جفاکار ہون اور اللہ ورسول کا عاصی ونافرمان ہون اور مخالف ہون کہ مین تو اسکو دشمن رکھتا ہون اور وہ دونون اسکو دوست رکھتے ہین اب چاہیئے کہ یہ شخص اپنے اس بغض سے طرف اللہ کے توبہ کرے اور اللہ سے اوس شخص کی محبت کا خواہان ہو اسیطرح اللہ کے دیگر احباب و اولیاء کی محبت کا سائل ہو تا کہ دوستی دوستان حق مین موافق خدا ہے **ف** اِس کلام مین اشارہ ہے طرف اسکے کہ مسلمان کو چاہیئے کہ اولیاء خدا کو دوست رکھے اِسلیئے کہ وہ دوست خدا کی ہین اور انمین سے کسی کا دشمن نہو اور گرد تعصب کو ساحت انصاف سے دور کرے تا کہ ورطۂ زیغ

وضلالت مین نگرے اور جو ربط داخلاص وخصوصیت ساتھہ پیر کے ہوتی ہے
وہ اور چیز ہے وہان پھر غیر سے خبر نہین رکھتا ہے دشمنی کی کیا گنجایش ہے

خوبان بسے بچشم در آیند وبگذرند	آن شوخ دیگر ند کہ در سینہ جا کنند

اسیطرح اوس شخص کی حق مین جسکو دوست رکھتا ہے عمل کرے یعنی اوس دوست
کے اعمال کو قرآن وحدیث پر عرض کرے اگر کتاب وسنت مین وہ اعمال محبوب
ہون تو اوسکو دوست رکھے اور اگر مبغوض ہون تو دشمن رکھے تاکہ یہ دوستی
ودشمنی براہ ہوائے نفس نہ ہو کیونکہ اسکو تو یہ حکم ہے کہ یہ خلاف اپنے ہوائے
نفس کے کرے قال تعالیٰ ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ
قول سی ودوم بندہ اکثر یہ کہتا ہے کہ جسکو مین دوست رکھتا ہون یہ محبت
میری ہمیشہ ساتھہ اوسکے نہین رہتی درمیان مین کوئی مانع آکر حائل ہوجاتا ہے
یا یہ دوست غائب ہوجاتا ہے یا مرجاتا ہے یا آپسمین دشمنی ہوجاتی ہے اور
انواع اموال تلف ہوجاتے ہین اور ہاتھہ سے فوت ہوتے ہین سو اسکا جواب
یہ ہے کہ اس محبوب خلق اور عنایت یافتہ اور نظر کردۂ عنایت اور رشک کردہ کو
یہ معلوم نہین ہے کہ اللہ تعالیٰ غیور ہے اوسنے اسکو اپنی بندگی کے لئے پیدا
کیا ہے تاکہ وہ اوسی کے ساتھہ مشغول رہے غیر سے کچھہ کام نرکھے اور یہ یون چاہتا
ہے کہ غیر کا ہوجائے کیا اسنے یہ قول اللہ تعالیٰ کا نہین سنا ہے یحبہم ویحبونہ
وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اور حضرت نے فرمایا ہے اذا احب اللہ

عبدا ابتلاہ فان صبر اقتناہ قیل یارسول اللہ ما اقتناہ قال لم یذلہ مالاً ولا ولداً یعنی حبیب اللہ کسی بندے کو دوست رکہتا ہے تو اوسکو مبتلا کرتا ہے اگر اوسنے صبر کیا تو اوسکو چن لیتا ہے کہا چننا اوسکا کیا ہے فرمایا اوسکے لئے نہ مال چہوڑتا ہے اور نہ اولاد یعنی بلکہ سب واپس لیکر اوسکو فقیر مجرد کر دیتا ہے یہ اسلئے کہ جب اوسکے پاس مال و اولاد ہوگی تو وہ ضرور اونکو دوست رکہیگا اوسدم محبت حق عزوجل کی شاخ در شاخ اور پراگندہ ہوجائے گی اور کم یا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر درمیان حق و غیر اللہ کے مشترک ٹہیر گی اور اللہ شریک کو قبول نہین کرتا ہے کیونکہ وہ غیور ہے اور ہر شے پر قاہر و غالب ہے ٥

حسن غیور او نپسند و شریک را	آئینہ را بدست نگیرد نگار ما

اب اللہ اوس شریک و انباز کو ہلاک و معدوم کر دیگا تا کہ اس بندہ کا دل خالص اللہ کے لئے رہجائے بغیر کسی شریک کے **ف** کوئی کہے کہ شرع مین ترغیب آئی ہے محبت اولاد پر اور فرمایا ہے من لا یرحم لا یرحم تو جواب اسکا یہ ہے کہ مہربانی وادا حقوق شرعیہ اور بات ہے اور تعلق باطن کا اور انہماک دل کا اس شغل مین اور بات ہے کہ یاد حق سے مانع ہو اور باعث ترک حق و دوستی خدا کا ٹہیرے کہ اسطرح کی محبت ممنوع و مکروہ ہے **حکایت** امام حسین علیہ السلام نے علی مرتضیٰ سے پوچہا تہا کہ آپ مجہکو دوست رکہتے ہین کہا تم میرے اور حضرت کے فرزند ہو مین تمکو کسطرح دوست نرکہونگا کہا آپ حق تعالےٰ کو بہی دوست رکہتے ہین

فرمایا اسکا پوچھنا کیا اللہ کی دوستی سب پر مقدم و مختار ہی کہا وہ دوستی ایکدل مین کسطرح سما سکتی ہین علی مرتضیٰؓ خاموش ہو گئے پھر کہا بھلا اگر آپ کو مخیر کرین ہمارے وجود و بقاے ایمان ہین تو آپ کسکو اختیار کرین فرمایا ایمان کو اختیار کرون کہا بس اب آپکی محبت حقیقی نہ ہین منحصر رہی اور جو محبت آپکو ہمسے ہے وہ محبت نہین ہے بلکہ شفقت و مہربانی ہے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے اونکی تحسین و آفرین کی اور فرمایا کہ ایسی بات سواے خاندان نبوت کے اور جگہہ سے نہین آتی ہے انتہی

سفتاح مین کہا ہے و نیز ترک آن و قطع از ان در ابتدائی حال ست از براے تحصیل و تحقیق محبت مولی سبحانہ و بعد از تحقیق و حصول آن ضرر ندارد چنانکہ در آخر مقالہ تصریح بدان میمایند انتہی غرضکہ جب دل بندہ کا ساد ہو ذی آمیزش وبے انباز ہو گیا تو اب یہ قول حق عز و جل ثابت و راست و درست ہو جاتا ہے یحبہم و یحبونہ یہانتک کہ جب دل شرکا و انداد یعنی اہل و مال و ولد و لذات و شہوات و طلب ولایات و ریاسات و کرامات و حالات و منازل و مقامات و جنّات و درجات و قربات و زلفات سے پاکیزہ ہو گیا تو اندر دل کے کوئی خواہش و آرزو باقی نہین رہتی ہے وہ ایک آوند رخنہ دار کی طرح ہو جاتا ہے کہ اوسمین کوئی پتلی چیز تھم نہین سکتی ف یہ تمثیل و تشبیہ کلام حضرت شیخ رضی اللہ عنہ مین مکرر بار بار واقع ہوئی ہے بجہت غایت مطابقت کے ساتھہ مقصود کے اسیطرح اور مطالب و مقاصد بھی بقصد تاکید و تقریر مکرر آئی ہین گویا اس جگہہ متابعت طرز کلام مجید ہی کہ یہ طریقہ وہان بھی سلوک سے اور حقیقت مین

کاام انبیاء و اولیا کا ظل و پر تو ہے اوس آفتاب کے نور کا بالجملہ جب دل لوث شرک سے پاک ہوا اور ارادہ کسی چیز کا اندر اوسکے نرہا تو اب وہ فعل آلہی سے شکستہ ہو جاتا ہے جب اوسمین کوئی ارادہ پیدا ہوتا ہے تو اللہ کا فعل اور اللہ کی غیرت اوسکو توڑ دیتی ہے اور گرد اوسکے سراپردہ ہائے عظمت و جبروت و ہیبت لگا دیے جاتے ہین اور پیچھے اون سرادقات کے خندق کبریا و سطوت کھودے جاتے ہین اب کیا ذکر ہے کہ اوس دل تک کوئی شے منجملہ اشیاء کے جا سکے اسدم دل کو اسباب مال و ولد و اہل و اصحاب و کرامات و حکم و عبادات کچھ سضرت نہین کرتے اور کارخانہ جمعیت مین خلل انداز نہین ہوتی ؎

گرت مال و جاہ ست و زرع و تجارت		چو دل با خدا ہست خلوت نشینی

کیونکہ یہ سارے اسباب دل سے باہر ہوتے ہین اور اللہ اوس بندہ پر غیرت بھی نہین کرتا ہے بلکہ یہ ساری اشیاء اللہ کی اوس بندہ کے لیے کرامت و لطف و نعمت و رزق ہو جاتی ہین اور جو لوگ پاس اس بندہ کے آتے ہین اونکے لیے منفعت و تکریم و رحمت و حفظ ہوتا ہے کیونکہ یہ بندہ نزدیک اللہ کے مکرم ہے اور واسطے عباد کے بدرقہ و شحنہ و گماشتہ و کہف و پناہ و حرز و شفیع دنیا و آخرت ہوتا ہے **ف** امام وقت شیخ ابوالحسن شاذلی قدس سرہ نے فرمایا ہے مین خلق سے کیون ناامید نہون حالانکہ مین اپنے آپ سے ناامید ہو گیا ہون کہ کچھ نفع اپنی ذات کو پہنچا ئون اور حق سے کیون ناامید ہون حالانکہ مجھے حق تعالے نے

سے امید ہے کہ اوروں کو مجھسے نفع پہنچائے یعنی میرے ذریعہ سے -

قول سی وسوم لوگ چار قسم ہین ایک وہ شخص ہے جو نہ زبان رکھے اور نہ دل یعنی نہ زبان ناطق بحکمت رکھتا ہے اور نہ دل کہ محل علم و معرفت و اسرار ہی اور یہ عامی غافل ناآزمودہ کار ہوتا ہے اور سفساف یعنی خرد و خوار ورد ی ہی کہ اللہ کچھہ قدر و وزن اوسکا نہین رکھتا اور اوسمین کچھہ خیر نہین ہوتی یہ شخص اور اسکے امثال خشالہ یعنی بہوسی ہین انکے لیے کچھہ قدر و اعتبار نہین مگر یہ کہ اللہ کی رحمت انکو عام ہوجائے اور انکے دل کو طرف ایمان کے راہ یاب فرمائی اور جوارح واسطے طاعت کے جنبش کرین یعنی اس تقدیر پر یہ عوام لوگ اس درجہ سے نکل سکتے ہین اور اس قسم مین داخل نہین رہتے یا مراد ادنی مرتبہ ایمان و عمل کا ہے جو عوام و جہال کو حاصل ہوتا ہے یعنی اس قسم مین ایسے لوگ بھی ہوتے ہین کہ فی الجملہ ایمان و عمل رکھتے ہین جسکی وجہ سے خلود نار و عذاب دوزخ سے رہا ہونگے اگرچہ اور کمالات و درجات سے محروم ہین سو بندہ کو چاہیے کہ اس قسم اول سے حذر کرے کہ کہین اونمین سے نہوجائے کہ نہ زبان حکیم ہی رکھتے ہین اور نہ قلب سلیم بلکہ انکے درمیان مین بھی نہ آئی اور کچھہ اعتبار انکا کرے اور نہ اونمین سے ہے کہ یہ اہل عذاب و غضب و سخط اور سکان سقر و اہل نار ہین نعوذ باللہ منہم مگر یہ کہ عالم باللہ اور معلم خیر و ہادی دین اور قائد و داعی الی الاسلام ہو کہ اس صورت مین اسکو اونکے درمیان مین رہنا پہنچ سکتا ہے اونکو طرف طاعت خدا کے بلا ئے اور

معصیت خدا سے ڈراے کہ اسدم یہ شخص نزدیک اللہ کے عالم بزرگ نقا دخیر ہوگا
اور اسکو ثواب رسل وانبیا کا ملیگا حضرت نے علی مرتضی سے فرمایا تھا لان یھدی
اللہ بک رجلا خیر لک مما طلعت علیہ الشمس دوسری روایت یون ہے لان یھدی
اللہ بک رجلا خیر لک من حمر النعم معلوم ہوا کہ ثواب راہنمائی کا اور اعمال کے ثواب سے
بزرگتر ہوتا ہی دوسرا شخص وہ ہے جو زبان رکھتا ہے نہ دل اور ناطق بحکمت ہے لکن
اوس حکمت پر کام نہین کرتا اور عامل نہین ہے لوگونکو طرف اللہ کے بلاتا ہے اور
خود اللہ سے بہاگتا ہے اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم لوگون کے عیب کو
بد کہتا ہے اور خود اپنے حق مین اوسی عیب پر دائم قائم ہے

واعظان کین جلوہ بر محراب و منبر میکنند		چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند

لوگون کے لیے مظہر اپنی عبادت و پارسائی کا ہے اور خود بڑے بڑے گناہ لیکر
اللہ کا سامنا کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قاصد معصیت گویا رب العزت سے لڑنے کو
باہر نکلتا ہے سو اسکا انجام ظاہر ہے کہ سواے ہلاک کے اور کیا ہوگا غرضکہ حبیب کسی
کے ساتھ تنہا ہوتا ہی تو گویا آدمی کیصورت مین ایک گرگ جامہ پوش ہے

انیکہ می بینی خلاف آدم اند		نیستند آدم غلاف آدم اند

ایسے ہی شخص سے حضرت نے ڈرایا اور فرمایا ہے اخوف ما اخاف علی امتی
علماء السوء یعنی بڑا ڈر مجھکو اپنی امت پر انہین دانایان بدکار اور دانشمندان
ریاکار کا ہے کیونکہ علماء بے عمل کی پیروی کرنے سے لوگ گمراہی مین گرفتار ہوجاتے ہین

گو وہ زبان سے تعلیم خیر کرتا ہی لکن جب خود اوسنے عمل نکیا تو اوسکی بات کا کیا اثر ہوگا بلکہ اور نقصان پہنچیگا نعوذ باللہ من ہذا سو ایسے شخص سے دور رہے اور دوڑ کر بہاگے ؎

ازین دیو مردم کہ دام ودد اند	نہان شو کہ ہم صحبتان بد اند

یہ بُعد و گریز اسلیے چاہیے کہ کہین وہ شخص اسکو اپنی زبان شیرین و گفتگو سے با مزہ سے اوچک نہ لے اور اسکے دل مین محبت معاصی و شہوات کی نہ ڈالدے اور پہر یہ آتش معاصی سے جل ہین کر رہجاے اور بربادوسکے باطن و دل کی اسکو قتل کر ڈالے اس سے معلوم ہوا کہ عامی مومن نسبت انجام سکے بہتر ہوتا ہے عالم بے عمل سے و لہذا اہل علم و تجربہ و اصحاب کشف و شہود سنے کہا ہے البلاهة ادنى الى الخلاص من الفطنة البتراء ؏ تیسرا وہ شخص ہے کہ دل رکہتا ہے نہ زبان یعنے قلب تو انوار علم و معرفت سے روشن ہے لکن زبان شرح و بیان سے بند ہے قفل خاموشی دہن پر لگا ہے مکالمت و مخالطت خلق سے آنکو جدا کر رکہا ہے ؎

ستم کشان محبت دم از فغان بستند	گرہ ز جبہہ کشادند و بر زبان بستند

یہ وہ بندۂ مومن ہے جسکو اللہ پاک سنے اپنے خلق سے چہپا رکہا ہے اور اوسپر پردہ اپنی پناہ کا ڈالا ہے تاکہ اوسکے علم و معرفت کی حقیقت پر خلق مطلع نہو اور اوسکو اوسکے عیوب کا شناسا بنایا ہے ؎

خواہی کہ عیبہای تو بر تو شود عیان		یکدم منافقانہ نشین در کمین خویش

آور اسکے دل کو شناخت عجائب عجیب وخودبینی و دقائق سمعہ وریاکاری سے درخشان وسنور کیا ہے اور اسکو سختی ودشواری صحبت وآمیزش خلق کی بتلادی ہے اور ناسپاری وشوم وبخوست گفتگو پر عارف کیا ہے اور اسکو یقین ہوگیا ہے کہ سلامتی اسی خاموشی وگوشہ گیری وکنج نشینی مین ہے یعنی باوجود علم ودانش کے جو اسنے خاموشی اختیار کی ہے اوسکا باعث یہی ہے کہ اوسنے سمجھ لیا ہے کہ برگزیدگی اور نجات آفات نفس سے اسی سکوت وصموت مین ہے ولہذا خلوت کو جلوت پر بغرض خاموشی اختیار کیا ہے جسطرح حضرت نے فرمایا من صمت نجا اور فرمایا ہے عبادت کی دس جزء ہین نو جزء خاموشی مین ہین یہ بیان ہے کثرت فضیلت خاموشی کا کیونکہ غالباً جو بلا وآفت آتی ہے دنیا وآخرت مین وہ اسی زبان کی وجہ سے آتی ہے حدیث مین آیا ہے کہ آدمی کو دوزخ مین اوندھے منہ یہی حصاید السنہ ڈالتے ہین غزالی رحمہ نے کلام مین بیس آفتین گنکر بتائی ہین

ہرچہ بر آدمی رسد ز زبان	۵	ہمہ از آفت زبان باشد

سو ایسا شخص اللہ کا ولی اور اللہ کے راز ونیاز مین ہوتا ہے اور محفوظ وسلامت رہتا ہے صاحب عقل وافراد ہمنشین رحمن ومقرب درگاہ اور منعم علیہ ہے ساری خیر وخوبی اسیکے پاس ہوتی ہے چاہیئے کہ بندہ ایسے شخص کا مصاحب ومخالط وخادم بنے اور دوستدار ہو اور اوسکے کام کاج کردے جو اوسکو عارض

ہون اور اوسکی منفعت مین مدد دے کہ اللہ اسکو دوست رکھے گا اور چن لیگا اور اپنی
احباب کے زمرہ مین داخل کریگا اور بندگان صالحین مین شامل فرمائیگا یہ سب بات
برکت صحبت ولی مذکور سے حاصل ہوگی انشاء اللہ تعالےٰ چوتھا شخص وہ ہی جو ملکوت
یعنی عالم ملائکہ وارواح مین ساتھہ عظمت کے پکارا جاتا ہے یہ وہی شخص ہے
جو صاحب لسان وقلب ہے حدیث مین آیا ہے من تعلم وعمل بہ وعلّم دعی فی
الملکوت عظیما یہ وہ آدمی ہے جو عالم باللہ اور عالم بآیات اللہ ہے اللہ نے اوسکے
دل مین اپنے غرائب علم امانت رکھے ہین اور اوسکو ایسے اسرار پر مطلع کیا ہی
جنکو غیر سے لپیٹ رکھا ہے اور یہ اللہ کا برگزیدہ و نواختہ وچیدہ ہے خلق پر بسبب
درجات علم وعمل کے اور اللہ نے اوسکو اپنی طرف کہینچا اور رہ یاب کیا ہی
اور اپنی درگاہ قرب کے اوپر لیگیا ہے اور اوسکا سینہ واسطے قبول ان اسرار
وعلوم کے کشادہ کردیا ہے اور اوسکو ایک دانشمند بزرگ ونقاد خیر وداعی عباد
بسوے خیر اور نذیر مردم اور حجت وراہنما وراہ یافتہ شافع مشفع صادق مصدق
بدل رسل وانبیا ٹہیرایا ہے علیہم صلاتہ وتحیاتہ وبرکاتہ مین کہتا ہون
شیخ الاسلام ابن تیمیہ وابن القیم وغزالی وسہروردی وابن عربی اور اونکی امثال
اسی قسم کے تہے کہ اللہ نے انکو زبان ودل دونون عطا کئے تہے پس ایسا ہی
شخص بنی آدم مین غایت ومنتہی ہوتا ہے اسکے مرتبہ کے اوپر کوئی مرتبہ نہین
ہے مگر مرتبہ نبوت آپ چاہیئے کہ ایسے شخص کی صحبت وخدمت ومحبت وعقیدت کو

لازم پکڑے اگر میسر ہو ورنہ عقیدت و محبت کو تو ہرگز ہاتھہ سے جانی نہ دے کہ بیگانگی و دوری اوسکی موجب خسارت و حرمان ہی اور مخالفت اوسکی سبب او بار و خذلان بلکہ جہانتک ہوسکی اوسکی مخالفت و منافرت سے پرہیز کرے اور اوسکی دشمنی سے کنارہ پکڑے اور اوسکی بات مانے اور اوسکی نصیحت کی طرف رجوع لائے کیونکہ سلامتی اوسکی بات مین اور اوسیکے پاس ہے اور ہلاکی و گمراہی اوسکی غیر کے پاس ہے مگر جسکو اللہ توفیق دے اور درستی و راستی سے اوسکی مدد فرمائے اور اوسکی کردار و گفتار کو سیدھا کردے تہمنے یہ تقسیم لوگونکی بتادی ہے اب اگر کوئی شخص ناظر و قابل و صاحب فکر و مستعد ہو تو وہ اپنے نفس مین نظر و تامل کرے ہم کیا کہین کہ وہ کسکے پاس بیٹھے اور کیا کھائے اور کیا کرے کہ وہ خود عاقل و زیرک ہے اور اپنے نفس کی نگہداشت کرے اگر محترز و پرہیزگار اور شفیق و مہربان نفس و جان ہے تاکہ کوئی مکروہ اوسکو نہ پہنچے هدانا الله وایاك لما یحبه ویرضاه دیناً و اخرى ہی جمع کرنا اپنی ذات کا ساتھہ مخاطب کے تنبیہ ہے کمال شرف و عظم پر اس مدعا کے اور تکریم ہے اجابت دعا کی اللهم وفقنا وحققنا بذلك یا عزیز یا رحیم

قول سی و چہارم بندہ کا خفا ہونا اپنے رب پر اور تہمت لگانا جبل و بخل و سفہ کی اوسپر اور اعتراض کرنا حق پر اور منسوب کرنا عزوجل کا طرف ظلم کے اور دیر سمجھنا ملنے مین رزق و تونگری کے اور تاخیر جاننا کشف اندوہ و بلا مین عجب بات ہے کیا اس شخص کو یہ نہین معلوم ہے کہ لکل اجل کتاب یعنے ہر مدت کے لیے ایک سرنوشت و نہایت ہی اور واسطے ہر بلا و اندوہ کے ایک پایان و غایت

وسیری ہوناہی جو نہ آگے بڑہے اور نہ پیچہے ہٹے اوقات بلایا کے دگرگون نہین
ہوتے ہین کہ وہ بلا عافیت ہوجائے اور وقت سختی کا نرمی نہین ہوتا اور حالت
درویشی کی حالت تونگری کی نہین ہوجاتی یعنے جو چیز جسوقت مین مقدر ہے
برخلاف اوسکے توقع رکہنا نچاہیئے اور خدا پر اعتراض وغصہ نکرے ٥

کردگار آن کند کہ خود خواہد	حکم بر کردگار نتوان کرد

بلکہ لایق یہ ہے کہ بندہ حسن ادب کرے اور خاموشی کو لازم پکڑے اور صبر ورضا
وموافقت رب کی اختیار کرے اور خفا ہونے سے اپنے رب پر تائب ہو اور
فعل حق پر تہمت نہ لگائے اللہ کے یہان استیفار حق کا عباد سے اور انتقام لینا
بغیر گناہ کے مقتضاے طبع پر نہین ہوتا ہے جسطرح کہ بعض بندے بعض کے ساتہہ
کیا کرتے ہین بلکہ اللہ تعالے متفرد ہی ساتہہ ازل کے اور سابق ہے سب اشیا کے
پر اوسینے سب اشیا پیدا کی ہین اور اونکے مصالح ومفاسد بنائے ہین وہ
ہر چیز کی ابتدا انتہا جانتا ہے اور ہر ایک شے کا اقتضاء وانجام پہچانتا ہے
وہ اپنے فعل مین حکیم اور اپنی کاریگری مین متقن ہے اوسکے کام مین مناقضہ نہین ہے
کہ ایک فعل دوسرے فعل کو باطل کردے وہ کوئی کام عبث و بیفائدہ نہین کرتا اور
نہ کوئی امر باطل لعب کی راہ سے پیدا کرتا ہے اوسپر کوئی صفت عیب وخسارت
ونقصان کی روا نہین ہے اور نہ اوسکے افعال مین ملامت ونکوہیدگی آتی
ہے مومن کو چاہیئے کہ چشم داشت کشادہ رکہے اگر موافقت سے فعل حق کے

عاجز ہے اور اوسکی قضا و قدر پر خوشنود رہے اور اوسکے فعل مین فانی ہو جائے
حتی یبلغ الکتاب اجلہ اگر ایسا کریگا تو حالت بلا و محنت کی اپنی ضد سے بدل
جائیگی زمانے گزرنیکے اور مدت کے تمام ہونے سے جسطرح کہ موسم سردی ختم
ہوکر موسم گرمی آتا ہے اور رات تمام ہوکر دن نمایان ہوتا ہے یعنی ہر چیز کا ایک
وقت ہے جبتک وہ وقت نہین آتا ہے امید رکھنا اور طلب کرنا اوسکا وقت سے
پہلے ہرزہ گری و بیہودگی ہے کہتے ہین اکثر قبض ابناے دنیا کا دو چیز سے ہے
قسمت سے زیادہ طلب کرتے ہین اور وقت سے پہلے چاہتے ہین اور یہ دونون محال
ہین جب کوئی روشنی روز کی درمیان مغرب و عشا کے طلب کریگا تو ہرگز نملیگی بلکہ
رات کا اندہیرا بڑہتا جائیگا یہانتک کہ جب تاریکی شب کی اپنی نہایت کو پہنچ جائیگی
اور سپیدی آخر شب کی نکلیگی تب روز روشن آئیگا خواہ یہ اسکو طلب کرے اور
چاہے یا چپکا رہے اور ناخوش ہو پہر اگر یہ چاہیگا کہ جسوقت دن نکلا ہی اوسیدم رات
آجائے تو یہ خواہش قبول نہو گی کیونکہ اسنے شے کو اوسکی غیر وقت مین طلب کیا ہے
اب یہ خاسر منقطع خشمناک سرگشتہ پشیمان دہشت زدہ خاموش رہیگا اس سے
یہی بہتر ہے کہ اس سبکو چھوڑ کر موافقت امر و فعل خدا کی لازم پکڑے اور نیک
گمان ہو اور صبر جمیل اختیار کرے یعنی نہ زبان سے شکوہ کرے اور نہ دل سے
اسلیئے کہ جو چیز اسکے لیئے ہے وہ اس سے سلب نہین کیجائیگی اور جو اسکے نصیب مین
نہین ہے وہ اسکو تمہین دی جائیگی مجھے اپنی بقا کی قسم ہے کہ بندہ دعا کرتا ہی

اور سامنے رب کے زاری وخواری بجالاتا ہے واسطے عبادت وطاعت بجا آوری امر
کے جوکہ اس آیت مین ہے ادعونی استجب لکم اور اس آیت مین ہے
واسألوا اللہ من فضلہ اسکے سوا اور آیات واخبار بھی ہین جنمین ترغیب دعا
وسوال کی آئی ہے پس بندہ داعی ہوتا ہے اور رب اوس دعا کو قبول کرتا ہے
جسکہ وقت اجابت کا آجاتا ہے اور اللہ اوس کام کا ہونا چاہتا ہی اسی مین اوس بندہ
کی مصلحت دنیا وآخرت کی ہوتی ہی ؎

آنکس کہ توانگرت نمے گرداند		او مصلحت تو از تو بہتر داند

جسطرح کوئی دہقان کسی بادشاہ سے اسپ عربی مانگے اور وہ اوسکو ندے
اسلئے کہ اوسکو زیان ہوگا یا اوسکے بدل مین گاو دے کہ یہ عین شفقت ورحمت ہے
حق مین اوس گنوار کے ؎

بس دعاہا کان زیان ست ووبال		از کرم مے نشنود شان ذو الجلال

یا وہ اجابت دعا موافق قضا وانتہاء اجل کے پڑتی ہے حاصل یہ ہی کہ حصول مقصود
کے لئے بتقدیر آلہی ایک وقت معین اور مدت مخصوص مقرر ہی کہ اوس سے پہلے
وقوع اوسکا نہین ہوتا ہے اللہ تعالے اپنے بندہ پر مہربان ہے منع وعطا مین
رعایت اوسکی صلاح حال کی کرتا ہے تاخیر کچھ اسلئے نہین ہے کہ دعا مستجاب
نہوگی اور عطاء دعا ممنوع ہو بلکہ وعدہ اجابت وعطا کا تو مطلق ہی مقید ساتھ اوس وقت کے
نہین ہے کہ بندہ چاہتا ہے اگر دنیا مین نہ پائیگا تو آخرت مین ضرور پائیگا لہذا اللہ

یا کم تا خیر اجابت مین متہم نکرے اور دعا کرنے سے عاجز نہو کیونکہ اگر اس دعا
کرنے مین سود مند نہوگا تو زیان کار بھی نرہیگا اگر اس جہان مین یہ دعا قبول نہوئی
تو اوس جہان مین تو ضرور ہی ثواب اس دعا کا ملیگا ف یہ کلام برسبیل تنزل
وارخار عنان کے فرمایا ہے بنظر ہوائے نفس داعی کی ورنہ نفع آخرت کہ باقی
و پایندہ ہے اہم واتم واکمل واجمل ہے نفع دنیائی ناپایدار سے حدیث مین
آیا ہے ان العبد یری فی صحائفہ یوم القیامۃ حسنات لا یعرفھا فیقال
انھا بدل سوالک فی الدنیا لم یقدر قضاؤہ فیھا او کما ورد دوسری حدیث مین آیا ہے
کہ امر دعا و اجابت کا دائر ہی ایک مین تین چیزون مین سے یا تو سوال کو پورا کر دیتے ہین یا کوئی بلا
مانند اوسکے دور کر دیتی ہین یا آخرت کے لئے ذخیرہ کر رکھتی ہین مفتاح مین کہا ہے تحقیق این مطلب
در رسالہ تسلیۃ المصائب زیادہ برین کردہ شدہ است آنجا باید نگریست انتہی یہ
رسالہ فارسی مین ہے اسی نام کا ایک رسالہ مستقلہ میرا اردو مین ہے اوسمین مصائب
انبیاء اولیاء صلحاء علماء امراء ونحو ہم کا ذکر کیا ہے اور جو آیات واحادیث تسلیہ بخش
خواطر اہل بلا مین اونکو لکھا ہے الحاصل اقل احوال داعی یہ ہے کہ وہ اپنے رب کا
ذاکر اور موحد ہوتا ہے کیونکہ اللہ سے مانگتا ہے اور غیر اللہ سے سائل نہین ہوتا
اور اپنی حاجت غیر کے سامنے نہین لیجاتا اب یہ درمیان دو حالت کی ہے اپنے
سارے زمانے مین کیا رات دن کیا تندرستی و بیماری کیا محنت واندوہ وناز ونعمت
کیا سختی و سستی کہ یا تو سوال کرنے سے باز رہیگا اور راضی بقضائے حق ہوگا

اور موافق دستر سل ساتھہ فعل حق کے رہیگا جیسے مردہ سامنے نہلانے والے کے
اور کودک شیر خوارہ ہاتھہ مین دایہ کے اور گیند سامنے سوار کی جسکو وہ چوگان سے گردش
دیتا ہے تو اسصورت مین تقدیر جسطرح چاہیگی اوسکو لوٹے پہیر یگی اب یہ اوس قدر
کا تابع ہے ؎

چکند بندہ کہ گردن نہند فرمان را	چہ کند گوے کہ تن در ندہد چوگان را

پہر اگر مقدر مین ناز و نعمت ہے تو اس بندہ کو شکر و ثنا کرنا چاہیے اور اللہ عزوجل کی طرف
سے مزید عطا ہوگی جسطرح فرمایا ہے لئن شکرتم لازیدنکم اور اگر مقدر مین محنت
و اندوہ و سختی و بلا ہے تو بندہ کی جانب سے صبر و موافقت ہونا چاہیے ساتھہ اللہ کے
توفیق و تثبیت و نصرت و صلوۃ و رحمت کے اور یہ اوسکا فضل ہے کما قال تعالے
ان اللہ مع الصابرین یعنی یہ معیت ساتھہ مدد دینے اور ثابت رکہنے کے ہے
و کما قال ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم سو یہ نصرت دینا بندہ کا خدا کو یون ہی ہوتا
ہے کہ متابعت ہوئی و معصیت سے صبر لازم پکڑے پس جب بندہ نے اللہ کو مدد دی
مخالفت ہوائی نفس مین اسطرح پر کہ اعتراض خدا پر نکیا اور اوسکے فعل پر اپنے حق مین
ناراض نہوا بلکہ اللہ کے لئے اپنے نفس کا خصم بنا اور لڑنے کو کہڑا ہو گیا اور واسطے
خدا کے نفس پر تلوار کہینچی اور جب نفس نے ساتھہ کفر و شرک خفی کے حرکت کی تو
سر اوسکا کاٹ لیا ساتھہ صبر و موافقت کرنے کے رب سے اور مطمئن ہونے کے فعل و
وعدہ رب پر اور راضی رہا اسپر تو پہر اللہ ہی اسکا معین و ناصر ہو جاتا ہے رہی صلوۃ

ورحمت سوفرمایا ہے وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا
الیہ راجعون اولئک علیہم صلوٰۃ من ربہم ورحمۃ واولئک ہم المہتدون
یعنی کلمہ استرجاع کے کہنے پرطرف سے خدا کے درود وبرکت ومغفرت ومہربانی
ولطف واحسان ومنت حال پر بندہ صابر کے ہوتی ہی دوسری حالت یہ ہے کہ بندہ
طرف اپنے ربکے زاری کرتا ہے ساتھ دعا وتضرع کے واسطے اعظام وتعظیم رب کے
اور واسطے بجاآوری حکم ربکے کہ فرمایا ہی ادعوا دبکم اور اسمین رکھنا شئے کا ہی
موضع شئے مین کیونکہ اللہ نے اسکو طرف سوال کے بلایا ہے اور کہا ہے کہ ہماری
طرف رجوع لا اور اس دعا وسوال کو اوسکے لئے ایک استریح یعنی محل آسایش
ٹھیرایا ہے اور اپنی طرف کا ایک قاصد طرف اوسکے مقرر کیا ہے اور سبب پیوستگی
اور دستاویز نزدیکی کا کیا ہے لکن اس شرط سے کہ تہمت لگانے کو خدا پر چھوڑ دے
اور حق پر خفا نہو جبکہ اجابت مین تا وقت اجابت تاخیر ہوا ب ان دونون حالتون
مین اندازہ وقیاس کرے اور انکی حد سے تجاوز نکرے کہ مقام تعبد وتقرب مولے
مین کوئی اور حالت بجزان دو حالتون کے نہین ہے اور اس بات سے حذر کرے
کہ یہ منجملہ ظالمین معتدین کے ہوکر برباد وتباہ وہلاک ہوجائے اور اللہ کچھہ پروا
اسکے ہلاک کرنیکی نکرے جسطرح کہ اوسنے اگلی امتون کو ہلاک کردیا ہے دنیا مین
سختی بلا سے اور آخرت مین عذاب دردناک سے سبحان اللہ العظیم یا عالما
بحالی علیک اتکالی ف ایک جماعت کے نزدیک دعا افضل ہے خواہ اسکے

قبول ہویا نہو کیونکہ مقصود دعا سے اظہار فقر و فاقہ و احتیاج عبودیت ہے اور
یہ بات حاصل ہو گئی اور حدیث مین فرمایا ہے کہ دعا مغز عبادت ہے اور قرآن
مین کہا ہے کہ تم مجھسے دعا کرو مین قبول کرونگا بعض نے کہا کہ سکوت و خمود تحت جریان
حکم و رضا بسابقہ قضا اولی ہے حدیث مین آیا ہے جسکو میرا ذکر دعا و سوال سی
باز رکھیگا مین اوسکو سائلین سے بھی زیادہ دیتا ہون بعض نے کہا زبان سے
مباشر دعا ہو اور دل سے مقام رضا مین رہے تا کہ جامع ہر دو فضیلت ہو بعض نے
کہا اولی یہ ہے کہ اوقات مختلف ہین کسی جگہہ دعا بہتر ہے اور کہین سکوت اور
اسکا علم بھی اوسی وقت مین حاصل ہو جاتا ہے **قول سی و پنجم** بندہ پر ورع و
تقوی واجب ہے ورنہ ہلاک اوسکی بند و قید مین ہے اور ملازم ہے یہ ہرگز اوس
ہلاک سے رستگار نہین ہو سکتا ہے مگر یہ کہ اللہ اوسکو اپنی رحمت و مہربانی و آمرزش
سے ڈھانپ لے حدیث مین آیا ہے کہ اصل و مدار و ملاک دین ورع یعنی پرہیزگاری
ہے اور ہلاک دین طمع ہے اور جو کوئی شخص اردگرد چراگاہ کے پھرتا ہے قریب ہے
کہ وہ اوسمین جا گریگا جیسے کوئی آس پاس کھیتی کے چرتا ہو تو بھلا وہ کہین اوس
سے سلامت رہ سکتا ہی یہ مثال ہے پرہیز کرنے کی شبہات سے عمر بن خطاب نے کہا
ہے ہم نو حصے حلال کے چھوڑ دیتے تھے اس ڈر سے کہ کہین حرام مین گرفتار
نہو جائین اور ابوبکر صدیقؓ نے کہا ہی ہم ستر باب مباح کے ترک کر دیتے تھے
ڈر سے جناح یعنی گناہ کے یہ احتیاط ان لوگون نے براہ تورع کے مقاربت حرام

سے کی تھی حضرت صلعم کے اس قول پر عمل کرنے کو الا ان لکل ملک حمی و ان
حمی اللہ محارمہ فمن حام حول الحمی یوشک ان یقع فیہ دوسری مثال اخذ
عزیمت اور ترک کرنے عمل کی رخصت پر یہ ہے کہ جو شخص بادشاہ کے قلعہ مین آتا ہی
اور پہلے دروازہ سے پہر دوسرے تیسرے در سے گزر کر جو کہ صحن محلسرا کے نزدیک ہوتا ہے
تو وہ بہتر ہے اوس شخص سے جو کہ پہلے در پر متصل صحرا و دشت کے کہڑا ہے اگر اوس
در سوم کو بند کر لیا جائے تو اوسکو کچہہ زیان نہوگا کیونکہ وہ ورہا ہے کو نشک سے دو در
اودہر ہے اور ادہر اوسکے بادشاہ کی خزانی اور لشکر ہین اور اگر وہ در اول
پر ہے اور اوسکو بند کر لین تو وہ اکیلا اوس جنگل مین رہجائیگا اوسکو گرگ و
دشمن بہاڑ کہائینگے وہ ہلاک ہوجائیگا **ف** یہ مثال ہے عمل عزیمت
ورخصت کی جو شخص اندر در دوم و سوم کا آیا ہے اور سدۂ قصر سے نزدیک ہوا ہے
وہ عامل عزیمت ہے کہ مختص بشرف قرب بادشاہ ہوا اور جو شخص کہ بیرون در ہے وہ
عامل رخصت ہے اور مقام قرب و اختصاص سے دور ہے ولہذا فرمایا ہے کہ یہی
حال اوس شخص کا ہے جسنے طریق عزیمت کا سلوک کیا اور اس راہ کو لازم پکڑا
اگر اوس سے مدد توفیق و رعایت کی سلب کر لیجاتی ہے اور منقطع ہوجاتی ہے
تو وہ رخصت مین رہجاتا ہے لکن دائرۂ شرع سے خارج نہین ہوتا اور ارتکاب معصیت
مین نہین پہنستا اگرچہ مقام قرب و مرتبہ فضیلت سے دور جا پڑتا ہے اور جب اسحال
مین اوسکو موت آلیتی ہے تو وہ طاعت و عبادت پر ہوتا ہے اوسکے لئے عمل خیر

کی گواہی دیجاتی ہے اور جو شخص کہ رخص پر ٹہیر گیا اور طرف عزیمت کے نہ بڑھا اگر
اوس سے توفیق سلب کر لیجاتی ہے اور مدد منقطع ہوجاتی ہے اور ہوائے نفس و
شہوات غالب آجاتی ہین اور حرام کو تناول کرنے لگتا ہے تو حد شرع سے باہر
ہوکر گرفتار معصیت ہوجاتا ہے اور منجملہ زمرۂ شیاطین اور اعداء خدا اور ضالین
کے ہوتا ہے اوسکو اگر موت توبہ سے پہلے آلیتی ہے تو وہ ہالک ہوجاتا ہے مگر یہ
کہ اللہ اپنی رحمت و فضل سے اوسکو ڈہانپ لے اور سارا خطر اسمین ہے کہ رخص
کے ساتھہ قیام کرے اور ساری سلامتی اسمین ہے کہ ہمراہ عزیمت کے رہے اسی
عزیمت کا نام تورع و تقوی ہے **قول سی و ششم** بندہ کو چاہیئے کہ آخرت کو اپنا
اصل مال ٹہیرائے اور دنیا کو سود اوس مال کا سمجھے کہ راس المال پر زیادہ ہی
اولاً اپنا زمانہ تحصیل آخرت یعنی کار دین مین صرف کرے کہ حکم مین راس المال کی
ہے پہر اگر کچہہ وقت اوس زمانہ سے باقی ہو تو اوسکو دنیا مین بطلب معاش صرف
کرے یہ نکرے کہ دنیا کو تو اصل مال ٹہیرائے اور آخرت کو اوسکا بیچ و نفع قرار دے
کہ اکثر اوقات و خلاصۂ عمر اسی تحصیل دنیا مین برباد جائے الذین ضل سعیہم
فی الحیوٰۃ الدنیا وہم یحسبون انہم یحسنون صنعا پہر اگر کچہہ اور زمانہ باقی رہے تو اوسکو کار آخرت
مین خرچ کرے وہ یہ ہے کہ نماز پنجگانہ پڑہے لیکن اگر یہ نمازین ایکبارگی اسطرح
پڑہیگا جیسکے ارکان ساقط اور واجبات مخالف یکدیگر ہونگے نہ رکوع ہوگا نہ سجدہ
اور نہ ارکان مین طمانینت یا ماندگی و مشقت و عجز کی وجہ سے بالکل نماز ہی نہ پڑہیگا

اور اداء نماز سے بالکل سو رہے گا اور شب مین مثل ایک مردار کے پڑا ہوگا اور
دن مین بیکار اور تابع نفس و ہوا و شیطان ہوگا حدیث مین آیا ہے کہ ہر آدمی کے
ساتھہ ایک شیطان اور ایک فرشتہ ہوتا ہے شیطان بدی کا حکم کرتا ہے اور
فرشتہ نیکی کا آخرت کو دنیا سے فروخت کر ڈالے گا اور نفس کا بندہ وبارگی اور
مرکب بنجائیگا حالانکہ اسکو یہ حکم تہا کہ یہ نفس پر سوار رہوا اور اوسکی درستی کرے اور اوسکو
اپنا رام بنائے اور اوسکو سلامتی کی راہ مین لیچلے کہ طرق آخرت وطاعت مولیٰ ہین
سو یہ تو اسنے نہ کیا بلکہ اپنے نفس پر ظالم ہوا کہ جو کچہہ اوسنے کہا وہی مانا اور اوسکی
باگ اوسیکے ہاتہہ مین دیدی کہ جدہر چاہے جائے اور شہوات و لذات مین اوسکی پیروی
کی اور نفس و شیطان و ہوی کا موافق و یار غار بنا اب اس شخص سے خیر دنیا و
آخرت کی فوت ہوگئی اور اسنے دونون کا زیان کیا اور عرصۂ قیامت مین سب
لوگون سے زیادہ نادار و مفلس و زیان کار دین ہوکر آیا اور بسبب پیروی نفس کے دنیا
بہی قسمت سے زیادہ اسکو نہ ملی مفتاح مین کہا ہے خسارت بالاتر ازین چہ باشد
کہ دنیا بدست نیامد و دین از دست رفت انتہی اگر یہ شخص اپنے نفس کو راہ آخرت
مین لیچلتا اور آخرت کو اپنا راس المال کرتا تو دنیا و آخرت دونون مین رابح و
متنفع ہوتا نفع آخرت خود ظاہر ہے رہی دنیا سو ساتہہ اہل تقویٰ کے اسبات کا وعدہ
ہے کہ وہ غم و اندوہ سے نجات پاتے ہین اور جہان سے گمان نہین ہوتا ہے وہان
سے اونکو رزق ملتا ہے غرضکہ جتنی دنیا نصیب مین ہے وہ ہنیاً مریئاً اسکو پہنچتی اگر

اور یہ آفت و خواری سے محفوظ و مکرم و معزز رہتا ہے جسطرح حدیث مین آیا ہے ان اللہ
تعالی یعطی الدنیا علی نیۃ الآخرۃ ولا یعطی الآخرۃ علی نیۃ الدنیا یعنی جویائے
آخرت کو دنیا ملتی ہے اور نیز آخرت اور خواہان دنیا کو دنیا ہی ملتی ہے نہ آخرت
اور یہ بات کسطرح نہو گی کیونکہ نیت آخرت کی یہی طاعت خدا ہے اور نیت روح ہے
عبادت کی بلکہ ذات عبادت ہے جب بندہ نے اللہ کی اطاعت کی اور دنیا مین زہد
کیا اور آخرت کو طلب کیا تو وہ خواص خدا اور اہل طاعت و محبت مین ٹھیرا اور اسکو
آخرت ملی کہ وہ جنت و جوار مولی ہے دنیا اوسکی چاکری کرتی ہے اور خدمت
بجا لاتی ہے اور جسقدر دنیا اسکی مقدر مین ہے وہ اللہ اسکو پوری دیتا ہے کیونکہ ساری کائنات
اپنے خالق و مولی کی تابع و محکوم و مقہور ہے اور وہ خالق و مولی اللہ عزوجل ہے
فمن لہ المولی فلہ الکل کے یہی معنی ہین **حکایت** محرر سطور عفا اللہ عنہ نے
کہ ابتدائی عمر شعور سے شغل طلب علم کا اور محبت کتب دین و علماء آخرت کی
رکہتا تہا بضرورت ادائے حقوق اہل و عیال وطن مالوف سے بتلاش معاش سفر
اختیار کیا فامشوا فی مناکبھا وکلوا من رزقہ اس شہر مین جہان اسدم حاضر ہے
ایک نوکری متوسط ملی جو بقدر کفاف ضروری کے تہی اوسپر قانع رہکر طلب رزق مین
ہمیشہ اجمال کیا کبہی سعی ترقی معاش مین نہین کی اوقات فرصت کو غنیمت سمجھکر
مطالعہ کتب و تحصیل علم سنت و کتاب مین بیشتر اور فنون دیگر مین کمتر صرف کیا تمنا یہی
کہ توفیق زیادت علم و عمل کی حاصل ہو کچھ کثرت مال و منال پر نظر قاصر نہ تہی

اللہ تعالے کے کرم فیاض و احسان جم و لطف اتم کا شکر ہزار زبان و دل و ارکان سے ادا نہین ہوسکتا ہے کہ اوسنے علاوہ علم کے اسقدر مال دیا جو میرے حوصلہ سے کہین بڑہکر ہے اور جسکی طرف میرا ذہن انتقال ہی نہین کرتا تھا بلکہ اوسکی تصور سے خیال کو تنگی حاصل ہوتی تھی مین خیال کرتا ہون کہ یہ سب نتیجہ میری حسن نیت کا تھا کہ مینے آخرت کو اپنا راس المال سمجھا ہے اور دنیا کو ایک ہیچ اگرچہ عمل صالح مین بغایت قصور و فتور واقع ہے لکن بحمد اللہ انقلاب نیت کا ہمیشہ طرف ارادۂ خیر کے رہتا ہے چنانچہ اسوقت معاش سالانہ میری مع عیال یکتیم لک مبالغ رائج الوقت سے ہے و للہ الحمد و المنۃ اب مجھکو فقط ایک تمنا باقی ہے وہ یہ ہے کہ مین اس تعلق حاضر و حالت راہنہ سے آزاد ہوکر صحت عقیدہ و عمل صالح پر راہ خدا مین شہید ہون یا احد الحرمین پہنچکر مرون رب انت ولیی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما و الحقنی بالصالحین مین تہ دل سے خواہان ترک تعلق و علیحدگی کا ہون اور انصاف اپنا ساتھہ ان مقالات کتاب کے چاہتا ہون لکن مجھے معلوم نہین کہ کونسا وقت اسکے لئے علم آلہی مین مقدر ہے اور یہ دعا کس دم قبول ہوگی اگرچہ یہ بات یقیناً معلوم ہے کہ رحمت ارحم الراحمین محرومی میری استجابت دعا سے بحسب وعدۂ کریم خود پسند نفرمائیگا کیونکہ اوسنے فرمایا ہے ادعونی استجب لکم اور مین ہمیشہ دل سے یہ دعا و نیت رکھتا ہون انتہی الحاصل جب بندہ دنیا مین مشغول ہوتا ہے اور آخرت سے اعراض و روگردانی کرتا ہے تو اللہ اوسپر خشمناک ہوتا ہے

ونعوذ باللہ من غضب اللہ اور آخرت اوس سے فوت ہو جاتی ہے اور دنیا
اوسپر سرکشی کرتی ہے اور دشوار ہو جاتی ہے آسانی سے ہاتھہ نہین آتی اور یہ شخص
اپنے نصیب و قسمت کے ایصال مین رنج و مشقت اوٹھاتا ہے اسلیئے کہ اللہ اوسپر خفا
ہوتا ہے کیونکہ دنیا اللہ کی مملوک و کنیز ووا ہے اللہ اپنے نافرمان کو خوار و ذلیل
کرتا ہے اور اپنے مطیع فرمان بردار کو بزرگی و عزت بخشتا ہے **ف** یہ معاملہ ساتھہ
مسلمانون کے ہی کہ اگر طاعت کرین اور امر و نہی بجا لائین تو پاداش اوسکی جسطرح کہ
آخرت مین وعدہ کیا ہے دنیا مین بھی پائین اور ناز و نعمت و جاہ و عزت سے
بسر کرین اور اگر نافرمانی کرین اور ادائے حق مین تقصیر روا رکھین تو اوسکی سزا
دونون جہان مین پائین اگرچہ ادنی تقصیر ہو ہے کفار سو وہ دولت ایمان و سعادت
اسلام سے محروم ہین جو گناہ چاہین کرین دنیا مین اونکا کچھہ نقصان نہین ہوتا ہی
اور سزا نہین پاتے بلکہ اور افزایش دنیا کی ہوتی ہے تاکہ مغرور ہو جاوین اور
اللہ تعالے کی استدراج و امہال سے وہان تک پہنچین کہ پہر علاج نہو سکے جسطرح طبیب
کا حال ہے کہ جب صحت بیمار سے نومید ہو جاتا ہے تو پرہیز نہین کراتا بلکہ کہدیتا ہے
کہ اب جو تیرا جی چاہیئے سو تو کہا انتہی بالجملہ اسدم یہ قول حضرت کا متحقق
و ثابت ہو جاتا ہے کہ الدنیا والآخرۃ ضرتان ان ارضیت احدھما اسخطت
علیک الاخری اور اللہ نے فرمایا ہے منکم من یرید الدنیا ومنکم
من یرید الاخرۃ ان دونون کو ابناء الدنیا اور ابناء الاخرۃ کہتے ہین اب یہ شخص

دیکھے کہ انہین سے کس زمرہ مین اور کس قبیلہ مین ہونے کو ان دونون گروہ
مین سے دوست رکھتا ہے اور ابھی یہ دنیا مین ہے پھر جب آخرت مین جا پہنچیگا
تب وہان بھی فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر ہوگا ایک گروہ موقف مین اندر
طول حساب کے کھڑا ہوگا ایسے دن مین جو پچاس ہزار سال کا دن ہے ہماری
گنتی سے جسطرح کہ ذکر اس مقدار کا قرآن کریم مین آیا ہے مفتاح مین کہا ہے کہ
متفلسفان بسبب تنگی حوصلۂ فہم وعقل خود تاویل کنند کہ مراد مبالغہ وکنایت از درازی
آن روز است نہ کہ بحقیقت اینقدر است وخداداناست بآن سلامتی آنست کہ چون
وی تعالے خبر دادہ مارا اعتقاد بآن باید کرد قدرت دیگر بنگر کہ ہمین روز بر جماعہ دیگر کہ درازی
در حساب شان نیفتد چنان بگذرد کہ در آن دو رکعت نماز بگذارند انتہی اور ایک گروہ
سایۂ عرش مین کہ محل عزت وعظمت وحرمت ہے مقیم ہوگا وہان دسترخوان گسترہ
ہونگے بہتر سی بہتر طعام ومیوہ کہ وشہد برف سے سفید تر اور شیر جینا ہوگا جسطرح کہ حدیث
مین آیا ہے اور اپنے گھرون کو جنت مین دیکھ رہے ہونگے یہانتک کہ جب پروردگار
حساب سے فارغ ہوگا یہ مسلمان لوگ بہشت مین داخل ہونگے اور اپنے گھرون کا
رستہ لینگے جسطرح کوئی آدمی دنیا مین اپنے گھر کی طرف بے تکلف چلا جاتا ہے سو
یہ پہنچنا انکا اس مرتبہ کو نہین ہے مگر اسی سبب سے کہ اونہون نے دنیا کو چھوڑ دیا تھا
اور طلب آخرت ومولی مین مشغول ہوئے تھے اور وہ دوسرا گروہ حساب وانواع
شدائد وخواری مین نہین پڑا مگر اسی وجہ سے کہ دنیا مین مشغول رہا اور اوسی مین رغبت

کی اور آخرت مین زہد کیا اور اوس سے نافر ہوا اور کچھہ پروا امر آخرت کی نکی
اور قیامت کے دنکو بہول گیا اور یاد نرکھا کہ کل انجام میرا کیا ہوگا حالانکہ اسکا ذکر
کتاب وسنت مین موجود ہے ف مینے بیان مین دوزخ وجنت کے دو رسالے
مستقل اُردو زبان کے لکھے ہین وہ جامع ہین جملہ ذکر نعیم آخرت وعذاب جحیم کو
ہر مسلمان کو لازم ہے کہ ان احوال واہوال پر واسطے درستی وخوبی دارین کے
اطلاع حاصل کرکے عامل صالح بنے رسالہ جنت کا نام ہادی القلب السلیم
الی درجات جنات النعیم ہے اور رسالہ دوزخ کا نام النذیر العریان من درکات
النیران ہی وباللہ التوفیق ایک مسلمان کو چاہیئے کہ اپنے نفس پر نظر رحمت وشفقت
کرے اور اوسکے لئے بہترین ہر دو قبیلہ مذکور کو پسند کرے اور نفس کو یاران بد و
شیاطین انس وجن سی جدا رکھے اور قرآن وحدیث کو اپنا پیشوا ٹہیرائی اور ان دونو
مین تامل وتدبر کرے اور بموجب انکے عامل فاعل ہو اور قیل وقال ما وشما و
ہوس وترہات بے عمل پر فریفتہ نہو ف دوسری جگہہ فرمایا ہے کہ تصوف قیل
وقال سے نہین لیا گیا ہی لیکن گرسنگی وترک دنیا وقطع مالوفات ومستحسنات سے
ماخوذ ہے رویم قدس سرہ فرماتے تھے التصوف ہو بذل الروح ولا تشتغل
بترہات الصوفیہ قال تعالی ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا
سو لوگون کو لازم ہے کہ اللہ تعالے سے ڈرین اور خلاف اوسکے حکم کے نکرین کہ عمل
کرنا اور رد رسول صلعم پر چھوڑدین اور اپنے نفس کے لئے کوئی عمل وعبادت اختراع کرین

جو رسول نے نہین بتائی اور فرمائی ہے مفتاح مین کہا ہے اینجا معلوم میشود کہ
ریاضات و مجاہدات و اعمال کہ نہ موافق شرع و فرمودۂ حق باشند چنانکہ بعضے
از طوائف درویشان کنند سود نکند ہ

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا	ولکن میفزائی بر مصطفےٰ

جسطرح اللہ تعالےٰ نے حق مین ایک قوم کے جو راہ راست سے گمراہ ہو گئی تھی
اور اوسنے اپنی طرف سے اعمال و عبادات اختراع کئی تھے فرمایا ہی و رھبانیۃ
ابتدعوھا ما کتبنا ھا علیھم ف رہبانیت عبارت ہے کثرت ریاضت و مبالغہ
کرنے سے عبادت مین اور گوشہ گیری کرنا اور خلق سے جدا ہونا اور کسی شہوت و
لذت کے آس پاس نہ پھٹکنا اللہ تعالےٰ نے اِنکے فضول کی شکایت کی کہ اس
گروہ نے خود اپنی جان پر دشواری ڈالی تسپر اوسکی پوری رعایت نکرسکے اور
حقیقت یہ ہے کہ اس قوم نے معنی بندگی کے نسمجھے اور اپنے عمل کو علت جانا اور یہ
نجانا کہ ثواب محض فضل خدا سے ملتا ہے نہ اتلاف حقوق و تالہ و تعبد غیر ماسور بہا
سے ان اللہ یحب ان یوتی رخصہ کما یحب ان یوتی عزائمہ جسطرح بدعت
ایک خاصہ امم سابقہ کا تہا اسیطرح خاصہ اِس شریعت اسلام کا یہ ہے کہ مخصوصان
بارگاہ کو جو خود سے فانی اور ساتھ حق کے باقی اور مرکز اعتدال پر قائم ہین انکو
عمل یسیر پر بدیت تقصیر مین اجر کبیر و ثواب کثیر دیتے ہین کہ اورون کو ہزار ریاضت
و مجاہدت و جان کندنی پر نہین دیتے صحیح بخاری مین قصا اجرت یہود و نصاریٰ

و امت اسلام کا آیا ہے کہ یہود کو ایک قیراط صبح سے دوپہر تک دیا اور نصاری کو
دوپہر سے عصر تک دو قیراط اور اس امت کو عصر سے شام تک تین قراط دئے
اور اونکی شکایت پر فرمایا کہ کیسکی مزدوری مین کمی نہین ہوئی اور یہ زیادتی میرا
فضل ہے جسکو مین چاہون دون اسمین کسیکا کیا اجارہ ہے الحاصل آیت دلیل
ہے رد بدعت و مزید ریاضت پر اللہ نے اپنے نبی کو باطل سے مزکی و منزہ کیا ہے
اور فرمایا ماینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی یعنی جو کچھ دین و شرع پیغمبر
پاس تمہارے لائے ہین وہ سب میرے پاس سے ہے نہ اونکی خواہش نفس سے سو تم
اونکی پیروی کرو پہر فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اللہ
نے اس آیت مین بیان کردیا ہے کہ طریق محبت حق کا یہ ہے کہ پیغمبر کی پیروی
کرے قولاً و فعلاً یعنی گفتار و کردار مین ف پس جب قول و فعل مین اتباع
حاصل ہوگا تو حال مین ہی کہ اثر و نتیجہ اوسکا ہے اتباع ہوگا کہ المواھب اثار
المکاسب اور علت محبت کی حسن ہے یا احسان سو یہ دونون امر ذات
مقدس باریتعالی مین منحصر ہین اور اجل مظاہر و انور مشارق ذات مبارک آنحضرت
صلعم ہے بعد حضرت کے بتفاوت مراتب اتباع و استقامت اولیاء امت مین
سرایت اوسکی ہوئی ہے اور حقیقت محبت کی میل و انجذاب نفس کا ہے طرف
کسی چیز کے بجہت اعتقاد کسی کمال کے محبوب مین جو کہ باعث ہو اوسکے تقرب
پر اور طاعت و موافقت کہ سبب تقرب ہے محبت کو لازم ہے بے اسکی محبت

ناقص ہوتی ہے اور دعوی کمال محبت کا دروغ ہوتا ہے اگرچہ اصل محبت باقی ہے لاتلعنوہ فانہ یحب اللہ ورسولہ دلیل ہے اسپر اور حضرت کا اتباع سبب محبت حق کا اسلیے ہی کہ جب کوئی کسی کا پیرو ہوتا ہے تو جس جگہہ وہ پہنچتا ہے یہ بھی اوسکے پیچھے اوسی جگہہ مین پہنچ جاتا ہے اور حضرت مقام محبت و محبوبیت مین مقیم ہین تو آپکی تابعین بھی صاحب اسمقام کے ہونگی المرء مع من احب اسی طرف اشارہ ہے اگرچہ اوس جگہہ جہان حضرت ہین کوئی نہین پہنچ سکتا ہے کیونکہ آپکا مقام اعلی وارفع ہے ہر شخص سے لکن دایرہ وسیع ہے اور اوس مقام مین منازل ومراتب متعدد ہین اور علاقہ محبت کا جذاب ہوتا ہے

آنجا کہ توئی کجا بود منزل ما	۵	درراہ طلب شکستہ شد محمل ما	
لکن شب و روز با تو یکجا بودیم		ما بر در تو مقیم تو در دل ما	

حضرت نے کہا ہے اکتساب میری سنت ہے اور توکل میری حالت اوکا قال سو بندہ طالب آخرت درمیان حضرت کے سنت اور حالت کے وارہے ہے اگر اسکا ایمان سست وضعیف ہے تو وظیفہ اسکا کمائی کرنا ہے کہ یہ سنت ہے اور اگر اسکا ایمان قوی ہے تو حالت اسکی توکل ہی قال تعالے وعلی اللہ فتوکلوا اور فرمایا ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ اور فرمایا ان اللہ یحب المتوکلین تپس جب اللہ توکل ومتوکلین کو دوست رکہتا ہے تو ضرور گرفتاری اسباب سے کہ ضد توکل ہین اوز غیر محبوب خدا نگاہ رکھیگا ۵

محال ست چون دوست دارد ترا	که در دست دشمن گزارد ترا

اللہ نے بندہ کو حکم توکل کا دیا ہے اور اپنے نبی کو فرمایا وتوکل علی اللہ آمین تنبیہہ ہے اس بندہ کو اور حضرت نے فرمایا ہے من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھو رد یہ حدیث شامل ہے جملہ رزق واعمال واقوال کو سوا حضرت کے ہمارا اور کوئی نبی نہین ہے جسکی ہم پیروی کرین اور نہ کوئی کتاب ہے سوا قرآن کے جسپر ہم عامل ہون تو اب سالک راہ کو چاہیئے کہ ہرگز دائرہ سے ان دونون کے باہر نجائے کہ ہلاک ہوجائے اور ہوی وشیطان اوسکو گمراہ کردین قال تعالے ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ اور سلامتی ہمراہ کتاب وسنت کے ہی اور ہلاک ہمراہ غیر ان دونون کے انھین دونون کے طفیل سے بندہ حالت ولایت وبدلیت وغوثیت تک ترقی کرتا ہے ف حالت ولایت یہ ہی کہ اتباع ہوائے نفس سے محترز مجتنب ہو حالت بدلیت یہ ہے کہ اپنے فعل وارادہ سے خالی وفانی ہوا ندرا سکے بجز فعل وارادہ مولی کے کچھ باقی نرہے حالت غوثیت یہ ہے کہ بامر خدا خلق خدا پر حاکم ہو مفتاح مین کہا ہی کہ ازینجا معلوم شد کہ طریقہ سلسلۂ عالیۂ قادریہ اتباع کتاب وسنت واجتناب از وقوع در مہاوی بدعت ست پیر ما فرمود کہ در سلاسل دیگر از چیزہاے دیگر پسند اما درین سلسلہ از شریعت زنہار کہ تا شریعت مطہرہ شکایت نکند از تو انتہی قول سی وہفتم مجھے کیا ہوا ہے کہ مین مومن کو دیکھتا ہون کہ وہ اپنے ہمسایہ کے طعام و

شراب ولباس ونکاح ومسکن وتقلب پر غنا اور نعمتہائے مولی میں حسد کرتا ہی اور جو قسمت اللہ نے اوسکو نصیب کی ہے اوسپر حاسد ہے ف حسد یہ ہے کہ کسی کی نعمت کے زوال کی آرزو وخواہش کرے خواہ اوس نعمت کو اپنے لیے چاہی یا نچاہے اور بعض نے کہا ہے کہ اپنے لئے چاہے اور یہ خاص ہے ساتھ غیر ظلمہ کے کیونکہ تمنائے زوال نعمت ظالم جس سے دوسرے کو آزار پہنچتا ہی حسد مذموم نہین ہے اور اگر خواہان نعمت کا اپنے لئے ہی بے آرزو زوال کے دوسرے سے کہ مثلاً جو اوسکے پاس ہے وہی میرے پاس بہی ہو اور اوسکو غبطہ یعنی رشک کہتے ہین تو یہ مذموم نہین ہے بلکہ عموم کریمہ واسئلوا اللہ من فضلہ مین داخل ہے انتہی اس مومن کو کیا یہ بات معلوم نہین ہے کہ حسد ایمان کو سست وناتوان کردیتا ہے یعنی ایمان بسبب طریان اس صفت ذمیمہ کے جسکے ضمن مین اور ذمائم بہی ہین ضعیف ہوجاتا ہے اور شک نہین کہ مبدئ ظہور اس ذمیمہ کا بہی ضعف یقین وظلمت جہل ہے لاجرم بسبب اجتماع ظلمات بعضہا فوق بعض کی نورانیت ایمان مین ایک طرح کا فتور آجاتا ہے اور حاسد نظر مولی سے گرجاتا ہے اور حسد اوسکو دشمن خدا بنادیتا ہے کیا اسنے یہ حدیث نبوی نہین سنی ہے کہ ان اللہ یقول الحسود عدو نعمتی حاسد دشمن ہے میری نعمت کا یعنی وہ نہین چاہتا کہ میری نعمتین میرے بندون مین ظاہر ہون اور فرمایا ہے ان الحسد لیاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب تہیں

مسکین بیچارہ کس چیز پر حسد کرتا ہے اوسکی قسمت پر یا اپنی قسمت پر اگر اوسکی قسمت
پر جو اللہ نے اوسکو نصیب کی ہے حسد کرتا ہے اس قول مین نحن قسمنا
بینهم معیشتهم فی الحیاۃ الدنیا الخ تو اوس محسود پر ستمگر و ظالم ہے وہ تو
اپنی مولی کی نعمت مین غلطان و متصرف ہے جو براہ تفضل اوسکو عطا کی ہی
اور اوسکے مقدر مین رکھی ہی اور کسی اور کا کچھہ حصہ و نصیب و بہرہ اوسمین نہین
ہے تو اب اس حاسد سے بڑہکر اور کون ستمگار جفا کار ظالم ناہنجار ہوگا اور کون
اس سے زیادہ تر بخیل و احمق و ناقص العقل ٹہیریگا اور اگر یہ حسد اپنی قسمت پر
ہے اور گمان کرتا ہے کہ جو کچھہ اوسکے پاس ہے وہ میرا نصیب ہے جو اوسکو
دیدیا ہے یا ممکن ہے کہ یہ چیز میری قسمت مین ہوتی تو یہ نہایت درجہ کا جہل
ہے کیونکہ تیرا نصیب غیر کو نہین ملسکتا اور نہ تجھسے منتقل ہو کر اوسکی پاس
جاسکتا ہے حاشا للہ اللہ نے فرمایا ہے ما یبدل القول لدی و ما انا
بظلام للعبید یعنی اللہ کسی بندہ پر ظلم نہین کرتا ہے کہ جو اوسکی قسمت و
تقدیر مین ہے وہ اسکے غیر کو دیدے تو یہ تو بالکل اس حاسد کا ظلم ہے اپنی
بہائی پر اور سخت نادانی ہے بلکہ حسد کرنا اسکا زمین پر جو کہ معدن کنوز و دفائن
انواع زر و سیم فراہم آوردہ پادشاہان گذشتہ ہی جیسے عاد و ثمود و کسری و
قیصر اولی تر ہے اسکی حسد کرنے سے اپنے بہائی پر اور اگر یون کہتا ہی کہ یہ
مال و منال اللہ نے میرے پاس کیون نرکہا اور مجھکو کسلیے ندیا اور اوس

دوسرے کے پاس کیون رکہا تو یہ جنگ ہے ساتہہ حق تعالی کے جو فاعل مختار ہے
اور جو چاہے سو کرے اِس حاسد کی مثال ایسی ہی جیسے ایک شخص نے ایک
بادشاہ کو مع اوسکی شوکت و غلبہ و لشکر و حشم و خدم اور ملکیت اراضی و جمع حاصل
اور آمدنی ملک اور تنعم کے بانواع نعیم و لذات و شہوات دیکہا لکن اوسپر حسد
نکیا پہر ایک جنگلی کُتّے کو دیکہا کہ وہ ایک کُتّے کی سگان پادشاہ مین سے خدمت
کرتا ہے اور صبح و شام اوسکے ساتہہ بسر کرتا ہے اور اِس کُتّے کو بچا کُہچا سڑا
گلا سا کہانا اوس سگ پادشاہ کا دیا جاتا ہی یہی اسکا قوت ہے آپ لگا یہ کتا اوسپر
حسد کرنے اور اوسکو دشمن رکہنے اور تمنا کرتا ہے کہ وہ مرجائے اور ہلاک ہو جائے
اور بجائے اوسکے مین قائم ہو جاؤن اور اوس سگ شاہی کا خلیفہ بنون اور
یہ آرزو اوسکی خست و دناءت طبع و فرومائگی ہمت کی راہ سے ہی نہ زہد و دین
و قناعت کی راہ سے سو بہلا سارے زمانے مین کوئی شخص بہی اِس سے
زیادہ احمق تر و گول تر و سیکتر و نادان تر ہوگا جو کہ اِس کُتّے پر حسد کرتا ہی یعنی
یہی حال اوس شخص کا ہے جو لوگون پر بابت اشیائے خسیس لذات و شہوات
فانیہ دنیا کے حاسد ہے اور بسبب طلب دنیا کے حکم کلاب کا رکہتا ہے امام
ہمام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے ؎

وما هي الا جيفة مستحيلة	عليها كلاب همهن اجتذابها
فان تجتنبها كنت سلما لاهلها	وان تجتذبها نازعتك كلابها

آدمی کو چاہیئے کہ لوگون کی قسمت پر نظر نکرے ہمّت بلند رکھے ۵

ہمت بلند دار کہ نزد خدا و خلق	باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو

پہر اگر یہ مسکین یہ جانتا کہ کل کے دن وہ ہمسایہ اسکا طول حساب روز قیامت سے کیا کچھہ دیکھیگا اگر اوسنے اللہ کی اطاعت اوس نعمت مین نہین کی ہے اور اوسکا حق ادا نہین کیا ہے اور سچا آوری حکم کی نہین کی ہے اور نہ اوسکی نہی سے باز رہا ہے اور اوس نعمت سے کوئی مدد اوسکے بندون پر اور اوسکی طاعت پر نہین لی ہے تو یہ تمنا کریگا کہ کاش ایک ذرہ اس ناز و نعمت کا اوسکو ندیا جاتا اور ایک دن بہی وہ نعیم کو نہ دیکھتا کیا اسنے نہین سنا کہ حدیث مین کیا آیا ہے انہ لیتمنین اقوام یوم القیامۃ ان تقرض لحومھم بالمقاریض مما یرون لاصحاب البلایا من الثواب اسیطرح اسکا ہمسایہ اوسدن جو پچاس ہزار برس کا ہوگا سورج کی دہوپ مین کہڑا ہو کر طول حساب سے بسبب تنعم کے دنیا مین یہی تمنا کریگا اور شخص جسکو دنیا مین یہ نعمت نہین دی گئی ہے اس محنت و شدت سے علیحدہ سایہ عرش مین کہاتا پیتا چین اوڑاتا شادمان خوشحال آسودہ ہوگا اسلیئے کہ اسنے دنیا کی سختیون پر اور تنگی رزق و آفات و فقر و حاجتمندی پر صبر کیا تہا اور اپنی قسمت پر راضی و خوشنود تہا اور اپنے رب سے تدبیر و تقدیر کی بابت موافق تہا کہ یہ فقیر ہو اور اسکا غیر تونگر اور یہ سقیم رہے اور اسکا غیر تندرست اور یہ سختی مین ہو اور اسکا غیر نرمی مین اور یہ خوار ہو اور اسکا غیر گرامی قدر

جعلنا اللہ وایاک ممن صبر علی البلاء وشکر علی النعماء وسلم وفوض الامر الی رب الارض والسماء ٥

کار خود را بخدا باز گزار	کہ نمی بینم ازین بہتر کار

قول سی و ششم جسنے معاملہ کیا اپنے مولی سے یعنی سلوک طریق طلب مین ساتھ راستی وخلوص کے بیلے آمیزش ریا وشرک کے وہ ماسواے مولی سے صبح وشام اندوہگین وبے آرام ووحشتناک ہوتا ہے تم کو نچاہیئے کہ جو مقام اوسکو حاصل نہین ہے اوسکا دعوی کرے بلکہ یہ چاہیئے کہ موحد بنی مشرک ہنو اور نشانہ تیر قضاو قدر ٹہیرے یہ تیر اوسکو بطور خراش آکر لگتے ہین نہ واسطے قتل کرنے کے اور اگر فرضاً مار ہی ڈالے تب بہی کچہہ ڈر نہین ہی ٥

اے دل تمام نفع ہی سودائے عشق مین	ایک جان کا زیان ہے سو ایسا زیان نہین

کیونکہ جس کسی شخص کا تلف ہونا راہ خدا وطلب محبت خدا مین ہوتا ہی تو اللہ کے فضل وکرم ولطف پر واجب ہے کہ اوسکا بدل وعوض کرے ٥

کشتگان خنجر تسلیم را	ہر زمان از غیب جانی دیگر ست

قول سی و نہم لینا یعنے کسی مال ورزق کا بلکہ اختیار کرنا کسی مذہب وراہ اور کسی فعل وقول کا اور ہر کام وپیشہ کا ہوا وبداخلت نفس سے بے امر وحکم خدا کے کہ باطن مین نورانیت قلب وصفائی وقت وصحت حال سے پیدا ہو جسطرح کہ دنیا کو ہوتا ہے عناد وشقاق ہی یعنی راہ راست سے پہر جانا اور برخلاف حق کے گزرنا

آور اخذ کرنا بے وجود ہوائے نفس کے وفاق و اتفاق ہے یعنی سازگاری کرنا
ہے ساتہہ حق کے اور حق کے ساتہہ ایک ہوجانا ہے اور ترک کرنا اسکا باوجود
امر و عدم ہوا کے ریاء و نفاق ہے اور حلیۂ صدق و اخلاص سے عاطل اور
برہنہ ہونا ہے طالب صادق کو تو یہ چاہیئے کہ جب نیت صحیح ہاتہہ آجائے کام
کرے اور گفتگو سے خلق کا ملاحظہ اور اونکی ملامت کا خوف نرکہے جہ جائے اِسکے
کہ امر بہی اوسکے ساتہہ منضم ہو ۵

میکند انکار او و ہمچنان در کار خویش		کار جامی عشق خوبان ست ہر سو عالمے

قول چہلم یہ امید نرکہے کہ زمرۂ روحانیین مین داخل ہو یعنی اوس گروہ مین جو
کہ قیود بشریت و کدورات جسمانیت سے گزر کر اور صاف ہوکر متصف باحکام روح
و صفات ملکیت ہوگئے ہین بلکہ روح مجرد ہوکر صفات روحانی سے بہی متجرد
و متفرد و فانی ہوکر جمیع ماسوائے حق سے گزر گئے ہین یہانتک کہ اپنے تمام
وجود کا احکام بشریت و صفات جسمانیت مین دشمن بنجائے اور سارے اعضا
اور جوارح سے جدا اور اپنی ہستی سی علیحدہ و تنہا اور اپنے حرکات و سکنات و
سمع و بصر و کلام و بطش و سعی و عمل و عقل سے منفرد ہو جائے اور جو کچہہ قبل وجود
روح کے اندر اسکے تہا اور جو کچہہ بعد نفخ روح کے اندر اوسکے پیدا کیا گیا ہے
اون سبسے مباین بنجائے کہ یہ سب اِسکے حجاب ہین اِسکے رب سے جب وہ نری
روح ہو گیا اور سارے علائق صوری و معنوی سے معرا ہوا تو سر السر غیب الغیب

مبائن جمیع اشیاء اپنے سر مین ہوجاویگا اور سب اشیا کو دشمن و پردۂ مقصود وظلمت گردانیگا جسطرح کہ ابراہیم خلیل نے فرمایا ہے فانھم عدو لی الا رب العالمین اور یہ بات خلیل جلیل علیہ السلام نے حق مین اصنام کے کہی تھی سو اب اسکو چاہیئے کہ اپنے مجموع وجود و اجزا کو اصنام ٹھیرا سے ہمراہ سائر خلق کے اور کسی شئے کا اس وجود و خلق سے مطیع نہو اور یکبارگی اونکی پیروی نکرے جب ایسی حالت ہوگی تو اسرار و علوم لدنیہ و غرائب اون اسرار پر امین بنایا جائیگا ٥

چشم بند و گوش بند و لب ببند	گر نہ بینی سر حق بر ما بخند

اور اوسپر تکوین و خرق عادات رد کیئے جائینگے جو کہ قبیل سے اون قدرتونکی ہین جو واسطے مومنین کے جنت مین ہونگے اور وہ اسحالت مین ایسا ہوگا کہ گویا بعد موت کے آخرت مین زندہ کیا گیا ہی اب اسکا سارا وجود مظہر قدرت الٰہی ہوجاویگا سننا دیکھنا بولنا پکڑنا چلنا سمجھنا سب باللہ تعالے ہوگا اور اللہ ہی کے ساتھہ قرار و آرام پکڑیگا یعنے سب امور اشیا مین منظور و موجود نظر شہود مین سوائے خدا اور اوسکی قیومیت کے اور کچھہ نہوگا اور ماسوا حق سے اندھا بہرا ہوجائیگا اور غیر حق کا وجود نہ دیکھیگا ٥

تو او نشوی ولی اگر جہد کنی	جائے برسی کز تو توئی برخیزد

ف یہ مقام فنا فی التوحید کا ہے کہ بندیکا وجود و فعل و ذات و صفات

فانی ہوجاتا ہے اور اوسکی نظر شہود مین سوائے ذات وصفات وافعال حق
کے کچھہ باقی نہین رہتا یہ مرتبہ اعلی واکمل ونہایت مراتب قرب وتوحید کا
ہے اور شامل ہے جمیع مدارج واقسام توحید کو لکن یہ حالت اوسوقت معتبر و
صحیح ہوتی ہے کہ حفظ حدود کا اور لزوم اوامر ونواہی کا باقی وموجود رہتا ہی
اگر کوئی رشتے حدود سے کم ہوجائیگی تو وہ مفتون ٹھیریگا اور شیاطین ساتھہ
اوسکے تلاعب کرینگے سو یہ چاہیئے کہ حکم شرع کی طرف رجوع لائے اور اوسکو
پکڑے رہے اور ہوس وہوی کو چھوڑدے کل حقیقة لایشهد لها الشرع فهی
زندقة انتهی یعنی کفر والحاد انکار دین وآخرت ونفی احکام ربوبیت ہے
ف بعض متاخرین صوفیہ نے مراتب قرب کو چار قسم ٹھیرایا ہی ایک قرب نوافل
یہان بندہ فاعل اور حق آلہ ہے اور یہ مرتبہ فناے صفات کا ہی حدیث بی
یسمع وبی یبصر تمامہ اسی پر محمول ہی دوم قرب فرائض یہان حق فاعل اور
بندہ آلہ ہی اور یہ مقام فناے ذات کا ہی الحق ینطق بلسان عمر اسی مقام
مین فرمایا ہے سوم مقام جامع ہر دو مرتبہ مذکور ومارمیت اذ رمیت لکن
اللہ رمی اسیطرف اشارہ ہے چہارم وہ مقام ہے کہ ان سب مقامات سے
ارفع واعلی ہی اسجگہہ شہود بندہ مقرب کا مقید بفاعلیت وآلیت نہین ہوتا ہے
کمال اسمقام کا مخصوص ہے ساتھہ خاتم الانبیا وعلیہ الصلوة والسلام کے
ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیهم اور من یطع

الرسول فقد اطاع اللہ اشارہ طرف استقامت کے ہی سو یہ تقسیم اصطلاح جدید
متاخرین ہی اور کلام حضرت شیخ رضی اللہ عنہ واضاہ مین اشارہ طرف مجمل مقام
قرب کے ہی بغیر ملاحظہ اس اعتبار و تقسیم کے پس کوئی یہ توہم نکرے کہ انھون نے
اشارہ طرف بعض مرتبۂ فنا کے فرمایا ہے نہ طرف کل مراتب کے ف مفتاح
مین کہا ہے کہ حقیقت کوئی امر مباین و مخالف شریعت کے نہین ہی بلکہ حقیقت
شریعت ہے کہ جسپر ایمان لائے ہین اوسکو عیانا دیکھ لین اور اگر کسیکو ایسا کشف
ہو کہ مخالف شریعت ہے تو وہ دروغ و باطل ہوگا اور اگر اوسکو اعتقاد کریگا تو
کافر ہوجائیگا ابو سلیمان دارانی قدس سرہ نے فرمایا ہی اکثر کوئی نکتہ راہ
مواجید کا مجھپر کشف ہوتا ہے اور حسن وجمال کے ساتھ جلوہ کرتا ہی تاکہ
مین اوسکو قبول کریون لکن جبتک دو گواہ عدل اوسکی درستی و راستی پر
گواہی نہین دیتے ہین مین قبول نہین کرتا وہ دو گواہ کون ہین ایک کتاب
اللہ دوم سنت رسول اللہ ف شہود توحید کا ساتھ حفظ حدود شریعت کے
مقام صدیقین و عارفین و اہل تحقیق کا ہے بعض لوگ اسجگہہ سراسیمہ ہوجاتے
ہین اور بعض دائرۂ اسلام سے باہر نکل جاتے ہین اور دین برباد کردیتے ہین
اور کہنے لگتے ہین کہ جب توحید ہے تو پھر شریعت کیا ہے اور بعض کہتے ہین کہ
شریعت واسطے پاسبانی و نگاہبانی خلق و انتظام کارخانہ آبادانی کے ہے
بعض کی سیماے حال سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ ائمہ نے جو وصیت حفظ

حدود شریعت کی سے ہے وہ اسی غرض سے کی ہے اور مقتدا بننے کو یہ کام کرتے
ہین وگرنہ کوئی ضروری بات نہین ہی نعوذ باللہ من الزیغ والزلل اور
ایک جماعت جو آپکو محقق کہتی ہے اوسکا یہ قول ہے کہ حفظ مراتب کا شرط ہے
ورنہ زندقہ ہے شریعت بھی منجملہ شیونات واعتبارات وجود کے ہی سو یہ عبارت
اصطلاح اہل وحدت وجود پر تو درست ہی لکن زبان شریعت وعرف دین سے
ناآشنا ہے مفتاح مین کہا ہے دینی کہ بیشک از شارع آمده خود ہمین شریعت
دادامر ونواہی دور نبوت وحقیقت آنچہ ترددواست کہ اورا باین توجیہات
وعبارات اثبات نمایند او خود ہست واصل ست فرضاً اگر توحید نباشد کمال فوت
خواہد شد وشریعت اگر نباشد ایمان زوال مے پذیرد توحید حالی را میگوئیم کہ
کہ بحکم واقعہ وجود داشتہ باشد اما این سخنان توحید کہ عوام الناس بدان تفوہ
مینمایند وبتقلید اعتقاد میکنند بے تجلی ایمان وعمل صالح آن خود عین زندقہ
والحادست وتوحید حالی ست کہ بعد از عمل شریعت واتباع آن نورانیتی در
باطن پیدا میگردد کہ باآن اینچنین چیزے مینماید کارے باید کرد کہ آن شریعت
واعتقاد مسلمانی جمع گردد وبنوعی باید فہمید کہ منافات باین نداشتہ باشد نہ
این را تابع آن ساختہ ودر ورطۂ تذبذب افتادہ توجیہات نمایند واصل را تابع
فرع ساختن خلاف وضع ومنافی طریقۂ انصاف ست پس توحید محتاج بتوجیہ
نہ شریعت واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل قول جہیل ویکم ہم ایک مثال

تونگری کی بیان کرتے ہین تو نے دیکھا ہوگا کہ بادشاہ ایک مرد عامی کو کسی
ایک شہر پر ولایت وحکومت دیتا ہے اور خلعت بخشتا ہے اور اوسکے لئے نقارہ
ونشان عقد کرتا ہے اور کوس وطبل ولشکر عطا فرماتا ہے وہ ایک مدت دراز
تک اسی حال پر رہتا ہے یہانتک کہ جب وہ اپنی اس ولایت پر مطمئن ہو
بیٹھتا ہے اور اپنی حالت کی بقاء وثبات کا یقین کرلیتا ہے اور خوشنین
ہوجاتا ہے اور پہلی حالت ونقصان وذلت وخواری ومحتاجی وگمنامی
کو بھول کر اوسکے اندر ناز وتکبر ونخوت وکبریاء آجاتا ہے تو بادشاہ کی طرف سے
حکم اوسکے عزل کا صادر ہوتا ہے اوس حال مین کہ وہ اپنے حال مین نہایت
شادان وفرحان تہا پہر بادشاہ اوسکے جرائم کی جو اوسنے کئی تھے بازجست
کرتاہی اور جس امرونہی مین وہ حد سے آگے بڑہ گیا تہا اوسکا سطالبہ فرماتاہی
اور اوسکو ایک تنگ وسخت قیدخانہ مین بند کردیتا ہے اور وہ مدت دراز تک
محبوس رہتا ہے اور اوسکی یہ مضرت وخواری ودرویشی دائمی ہوجاتی ہے
اور ساری نخوت وبزرگی نکل جاتی ہے اور نفس شکستہ ہوجاتا ہے اور آتش
ہوائے نفس خاموش ہوجاتی ہے یہ سب حالات سامنے بادشاہ کے اور
اوسکے علم سے ہوتی ہین لکن چونکہ صلاح وقت وعلاج حال اوسکا اسی مین ہے
بادشاہ تغافل کرتا ہے اور اسی خواری وزاری ومحنت وشدت مین اوسکو
باقی رکھتا ہے تہیر بادشاہ اوسکو بنظر مہربانی ورحمت نظر کرتا ہے اور مہربان ہوکر

حکم اوسکے اخراج کا حبس سے دیتا ہے اور اوسکے ساتھہ احسان کرتا ہی اور خلعت
پہناتا ہے اور بدستور والی شہر کردیتا ہے بلکہ مثل اوسکے ایک دوسرے شہر کی
ولایت بہی اوسکے حوالہ کرتا ہے اور اسکو ایک اپنی موہبت اور بخشش اوسپر سمجہتا ہے
کیونکہ یہ ولایت اوسکو بے سابقۂ استحقاق کی باوجود تقصیرات وجرائم کے عطا کی ہی
اور اوسکے اون گناہون سے درگزر کیا آب یہ ولایت ہمیشہ کو واسطے اوسکی صاف
اور کفایت کردہ شدہ اور گوارا شدہ باقی رہتی ہے اسیطرح حال بندۂ مومن کا
ہے کہ جب اللہ اوسکو اپنی طرف نزدیک کرتا ہے اور قبول فرما لیتا ہے تو سامنے
اوسکے چشم دل کے دروازہ رحمت ومنت وانعام کا کہولدیتا ہے وہ اپنے دل
سے وہ چیز دیکہتا ہے جو نہ آنکہہ نے دیکہی اور نہ کان نے سنی نہ کسی بشر کے
دل پر گزری یعنی مطالعہ کرنا غیوب ملکوت ارض وسموات کا اور قرب لطف باری
تعالےٰ اور کلام بامزہ نرم ونازک اور نوید خوش امید بخش اور نازو اجابت دعا
اور تصدیق قول اور وفاء وعدا ور کلمات حکمت طرف اوسکی دل کے پہینکے جاتے
ہین اور پہر جائے دور سے کہ مقام عزت وکبریائی حق ہے اوسکی طرف ڈالے جاتی
ہین اور وہ اسکی زبان پر ظاہر ہوتے ہین اور باوجود ان نعم باطن کے نعمتہائے
ظاہر بہی اوسکے جسد وجوارح پر پوری کیجاتی ہین جیسے تندرستی وخوبی وفراخی
ماکول ومشروب وملبوس ومنکوح کے حلال ومباح سے اور حفظ حدود وعبادات
ظاہرہ کا اور اللہ ان ظاہر وباطن کی نعمتون کو واسطے بندہ مومن مجذوب کیلیے

ایک مدت دراز تک دائم قائم رکھتا ہے یہانتک کہ وہ بندہ اس حال پر مطمئن
دخاطر جمع ہو بیٹھتا ہے اور یقین کرلیتا ہے کہ یہ حال ہمیشہ واسطے اوسکے
رہیگا تب اللہ اوسپر دروازے آزمایش و بلا وانواع محنت کی ذات و مال واہل
و ولد مین کہولدیتا ہی اسدم وہ ساری نعمتین جو پہلے سے اوسپر کی تہین منقطع ہوجاتی
ہین وہ حیران وشکستہ دل اور سبسے منقطع ہوکر رہ جاتا ہے اگر اپنی ظاہر پر
نگاہ کرتا ہے تو وہ چیز دیکہتا ہے جو اوسکو بُری لگتی ہے اور اگر طرف اپنے دل
اور باطن کے نظر کرتا ہے تو وہ چیز دیکہتا ہے جو اوسکو اندوہگین کرتی ہے
اور اگر اللہ سے کشف ضر کا سائل ہوتا ہے تو اجابت نہین دیکہتا ہے

من از سر زندہ گردم گر تو بامن یکسخن گوئی		تو میدانم نگوئی لیک من گفتار میگویم

اور اگر کسی وعدۂ جمیل کا طالب ہوتا ہے تو اوس وعدے کو جلدی نہین پاتا اور
اگر کسی شئے کا موعود کیا جاتا ہے تو اوسکے ایفا پر مطلع نہین ہوتا اور اگر کوئی
خواب دیکہتا ہے تو اوسکی تعبیر وتصدیق پر کامیاب نہین ہوتا اور اگر طرف خلق
کے راجع ہونے کا قصد کرتا ہے تو کوئی راہ طرف اِس رجوع کے نہین پاتا
اور اگر اوسکو کوئی رخصت اس بارہ مین ظاہر ہوتی ہے اور اوسپر عمل کرتا ہے
تو عقوبات طرف اوسکے شتابی کرتے ہین اور خلق کا ہاتہ اوسکے جسم پر مسلط
ہوتا ہے اور اونکی زبان اوسکی آبرو پر اور اگر اوس حالت محنت وابتلا سے
جسمین داخل کیا ہے اقالہ ومعافی چاہتا ہے طرف حالت اولی کے اجتبا

پہلے تو قبول نہین ہوتا اور اگر رضا وطیبت وتنعم بالبلار کا طالب ہوتا ہی تو یہ
مرتبہ بہی نہین دیا جاتا بالجملہ جب راہ نشاط وآسایش کی ہرطرف سے بند اور
مجال گریز کا تنگ ہوجاتا ہے تب نفس گہلنے اور ہوا گم ہونے مین آور ارادہ
وآرزو کوچ کرنے مین اور اُکو ان نیست ونابود ہونے مین قدم رکہتے ہین اور
یہ حالت واسطے اوسکے مستمر رہتی ہے بلکہ سختی وفشار واستواری بلا زیادہ
ہوتی جاتی ہے ؎

اگر نظر انداختی ما را بہ یکبار این چنین		نورِ چشم من چہ واقع شد گناہ من چہ بود

یہانتک کہ جب بندہ اخلاق انسانیت وصفات بشریت سی فانی محض ہوکر روح
مجرد رہجاتا ہے تو اپنی باطن مین یہ ندا سنتا ہے ارکض برجلک ھذا مغتسل
بارد وشراب جسطرح کہ ایوب علیہ السلام سے کہا گیا تہا قصہ ابتلا ایوبؑ
کا مشہور ہے کہ جب بارگاہ حق مین نالان ہوئے اللہ نے اونکو شفا دی ایسے ہی
اس بندۂ مبتلا کو الہام ہوتا ہے کہ پاے طلب سے زمین توبہ ومعذرت کو مارے
تا کہ چشمہ مغفرت ورحمت کا جوش مین آئی اور اوس چشمہ سے نہا کر لوٹ
ظاہر وباطن سے پاک ہو اسدم اللہ اوس بندہ کے دل پر دریاے رحمت
ورافت ولطف ومنت کو برساتا ہے اور اوسکو اپنی رحمت وروح وطیب معرفت
ودقائق علوم سے زندہ کرتا ہے اور اوسپر ابواب نعمت وناز ومحبت کے کہولدیتا
ہے اور لوگون کے ہاتہہ ساتہہ بذل وعطا وخدمت کے سار احوال مین آور

زبانین اونکی ساتھہ حمد وثنا وذکر طیب کے ہر محل مین اور پاؤن ساتھہ کوچ کرنے
کے طرف اوسکے مطلق کر دیتا ہے گردنین اوسکی رام اور ملوک وارباب اوسکے
مسخر ہو جاتی ہین اور اپنی نعمتین ظاہر و باطن کی اوسپر تمام کرتا ہے اور خود مولی
اوسکی تربیت ظاہر کا اپنی خلق ونعمت سے ہوتا ہے اور اپنے لطف وکرم سے
پرداخت اوسکے باطن کی کرتا ہے اور یہ حالت واسطے اوسکے تا وقت مرگ و
احوال برزخ باقی رہتی ہے پہر اوسکو محض اپنے فضل وکرم سے ایسی حالت
ونعمت مین داخل کرتا ہے جسکو کبھی آنکھہ نے دیکھا اور نہ کان نے سنا اور نہ دلپر
اوسکا خطرہ گزرا کما قال تعالے فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین
جزاء بما کانوا یعملون **قول چہل و دوم** نفس کی دو حالتین ہین جسکو نئے
تیسری حالت نہین ہے ایک حالت عافیت کی دوسری حالت بلا کی **ف**
مراد عافیت سے سلامتی ہے بلا و سختی و ہر مکروہ ظاہر و باطن سے اور یہ شامل
ہے تمام خیرات دنیا و آخرت کو اور یہی مراد ہے اوس حدیث سے کہ بہترین سوال
جو خدا سے کیا جائے سوال عافیت ہے یہ حدیث پچاس طریق سے آئی ہے
اور نزدیک اِس قوم کی عافیت سکون و آرام ہے دل کا ساتھہ حق کے اور یہ
شامل ہے بلا کو بہی نسبت اون لوگون کے جو راضی ببلا رہتے ہین اور عرف
مین عافیت عبارت ہے صحت وتندرستی وسلامتی امراض واعراض وآلام و
اسقام سے اور ہونا فراخی وآسایش کا اسباب آلات دنیا مین اسجگہہ یہی معنی

مراد ہین اور بلا مقابلہ ہین عافیت کے ہے جو نسے معنی ہون انتھی پس جبکہ
نفس بلا ہین گرفتار ہوتا ہے تو کام اوسکا بے صبری اور ناشکیبائی و ناراضی
ہے قضا سے اور اعتراض و تہمت کرنا ہے حق عزوجل پر اور بدگمان ہونا ہے
ساتھہ خدا کے جیسے جہل و سہو و نسیان و بخل و ظلم و سفہ کی نسبت کرنا طرف اوسکے
تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا اوسدم نہ صبر ہوتا ہے اور نہ رضامندی اور نہ
موافقت ساتھہ ارادت حق کے بلکہ بے ادبی و شرک ساتھہ خلق و اسباب کے
اور کفر اور جب عافیت ہین ہوتا ہے تو کام اوسکا شادان ہونا اور تکبر کرنا اور
حد سے گزر جانا اور نعمت حق کو ناخوش رکھنا اور شہوات و لذات کے درپی ہونا ہے
جب ایک شہوت و خواہش پائی تو اب دوسری شہوت کا خواہان ہوتا ہے
اور جو نعمت پاس اوسکے موجود ہوتی ہے ماکول و مشروب و ملبوس و منکوح و
مرکوب و مسکون سے اوسکو حقیر و خوار جانتا ہے اور ان نعمتون ہین عیب و
نقصان نکالتا ہے حالانکہ اگر تمام جہان کے لوگ جمع ہون تو ایک نعمت بھی
ویسی پیدا نکرسکین اور اللہ نے یہ نعمت اوسکو بے سابقہ استحقاق کی محض اپنے
فضل و کرم سے دی ہے اور یہ اوس نعمت سے اعلی تر اور روشن تر کا طالب
ہوتا ہے جو اسکی قسمت ہین نہین ہے اور جو قسمت ہین ہے اوس سے روگردان
ہوتا ہے نفس کی خاصیت یہی ہے کہ وہ اپنی قسمت پر راضی نہین ہوتا ہے
اور زیادہ تر و بہتر اوس سے جستجو کرتا ہے اور انسان کو محنت و مشقت دراز مین

ڈالتا ہے اور جو کچھہ اوسکے ہاتھہ مین ہے اور مقسوم ہے اوسپر راضی نہین ہوتا
اور مرتکب سختیون کا ہوتا ہے اور جہالک مین گھستا ہے اور تعب طویل اوٹھاتا
ہے جسکی کچھہ غایت و نہایت دنیا مین نہین ہے کیونکہ ہر دن طلب زیادت
مین اور ایک تعب دیگر مین پہنتا ہی پہر عقبی مین اور زیادہ تعب مین گرفتار
ہوگا اور پشیمانی اوٹھایگا جسطرح کہا ہے کہ سخت ترین عذاب جستجو اوس چیز
کی ہے جو قسمت مین نہین ہے پہر جب نفس کسی بلا مین گرفتار ہوتا ہے تو
سوا اوس بلا کے دور ہونے کے اور کچھہ آرزو نہین کرتا اور ہر نعمت و شہوت
و لذت کو بہول جاتا ہے اور کسی شئے کا اون نعمتون مین سے طالب نہین
ہوتا پہر جبکہ اوس بلا سے عافیت مین آجاتا ہے تو اوسی رعونت و مستی و گوالی
و شادی و تکبر کی طرف رجوع کرتا ہے اور طاعت رب سے روگردان ہوکر
معاصی الٰہی مین منہمک ہوجاتا ہے اور جو بلا و سختی اوسپر نازل ہوئی تھی
اوسکو بہول جاتا ہے اب یہ طرف سخت تر کے اوس انواع بلا و گزند سے پہرا
جاتا ہے یہ اوسکی عقوبت ہے بسبب اکتساب و ارتکاب عظائم جرائم یعنے
کفران نعمت و طغیان کی معاصی مین ۵

چو قدر دولت وصل ترا ندانستم		فراق ہر چہ بمن میکند سزاوار است

اور اسمین باز رکہنا ہے اوسکا اور روکنا ہی گناہون سے زمان آیندہ مین کیونکہ عافیت
و نعمت لائق اوسکے نہین ہے بلکہ نگہبانی و مصلحت اسکی اسی مین ہی کہ یہ

بلا وسختی و شکنجہ مین کہچا رہے اور تربیت اوسکی ساتہہ لطف خفی کے ہو لیس اگر
یہ بندہ وقت دور ہونے بلا کے حسن ادب کو نگاہ رکہتا ہے اور ملازم طاعت
و شکر و رضا بالمقسوم رہتا ہے تو یہ امر واسطے اوسکے دنیا و اخری مین بہتر ہوتا ہے
اور نعیم و عافیت مین زیادتی پاتا ہے اور اللہ سے راضی و خوش ہوتا ہے اور
خوشحالی و خوشوقتی و خوش زندگانی اور توفیق و لطف و سازگاری و مہربانی کا
پابندہ ہوتا ہے اب جو کوئی یہ چاہے کہ دنیا و آخرت مین سلامت و بے گزند رہے
اوسپر واجب ہے کہ صبر و رضا اختیار کرے اور خلق کے سامنے شکوے کرنا
چہوڑ دے اور اپنی ساری حاجتین سامنے رب عزوجل کے نازل کرے اور
طاعت خدا کو لازم پکڑے اور امیدوار کشایش کا رہے اور طرف حق کے
منقطع ہو جائے کیونکہ اللہ غیر اللہ سے بہتر ہے غالباً اور حاجت کا طرف اوسکی
لانا بہتر ہے لیجانے سے طرف اوسکی غیر کے غالباً اسی لئے کہا ہے کہ اگر ہاتہہ ساتہہ
اسباب و وسائط کے مارین اور شہود حق کو نگاہ رکہین اور پہنچنا نعمت تک طرف سے
خدا کے جانین تو بہی کچہہ حرج نہین ہے لیکن قطع اسباب کرنا اور بیواسطہ رب
الارباب سے خواستگار ہونا بہتر ہے محروم ہونا حق سے اور نہ پانا نعمت کا بالفعل
حقیقت مین عطا ہے کہ اس جگہہ یہی مصلحت و حکمت ہے شاید دوسرے وقت مین
بیشتر و بہتر اس سے دے بہلا جو مولی واسطے اپنی بندے کے پسند کرے
اوس سے اور کیا چیز بہتر ہوگی ٥

گر وصال تو نباشد بفراق تو خوشم		ہم فراق تو مرا بہ ز وصال دگران

اللہ کا بندے کو عقوبت کرنا نعمت ہے خدا کی کہ بسبب اس عذاب کی آلائش معصیت سے پاک کر کے مستحق دخول جنت کا فرماتا ہے اور بلا بھیجنا اللہ کا بندے پر دوا ہے اور وعدہ اوسکا نقد آور نسیہ اوسکا فی الحال سے ہے جب یہ فرمادیا کہ مینے دونگا تو گویا دیدیا اور وعدہ بالفعل مین ایک عنایت ہے جو نزدیک محب کے شیرین بر حصول موعود سے ہوتی ہے غرضکہ خدا کا قول فعل ہے انما قوله و امره اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون سارے افعال حق کے نیک اور متضمن حکمت و مصلحت ہوتے ہین اتنی بات ہے کہ اُسنے علم مصالح کا اپنی عباد سے پوشیدہ کر رکھا ہے اور خود ساتھ اس علم کے منفرد و تنہا دیکھتا ہے تو اولی اور الیق بحال بندہ یہ ہے کہ رضا و تسلیم مین ہو اور گردن حکم قضا و قدر پر رکھے ۵

جامی از یار پسندیدہ سیر بد حاشا		کان پسندیدہ بجز کار پسندی نکند

اور مشغول عبودیت ہو کر امر و نہی بجالاوے قدر کو تسلیم کرے ۵

اگر بخشے زہی رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا		سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آوے

اور مشغول ہونے کو ساتھ لوازم ربوبیت کے چھوڑ دے یا یہ مراد ہے کہ افعال ربوبیت پر معترض نہو کیونکہ یہی ربوبیت علت اقدار ہے دنیا مین اور مجاری و اصول قضا و قدر سے ہے اور لم کیف و متی اور تہمت لگانے سے حق جمیع حرکات

وسکنات حق مین خاموش رہے یعنی یون نہ کہے کہ چرا چنین شد و چگونہ شد و کے خواہد شد پس حاصل امر مسلمانی یہی دو چیزین ہین ایک امتثال دوم تسلیم یعنی عبادت وعبودیت غرضکہ جو کچھہ کہین ویسا ہی کرے اور جسطرح رکہین اوسیطرح پر رہے ٭

سرزن زچون وچرادم کہ بندۂ مقبل		قبول کرد بجان ہر سخن کہ جانان گفت

یہ جو کچھہ اس جگہہ کہا گیا ہی اس سب کی سند حدیث عبداللہ بن عباس ہے بطریق عطاسے ابن عباس نے کہا بینا انا ردیف رسول اللہ صلعم اذ قال لی یا غلام احفظ اللہ یحفظک اللہ احفظ اللہ تجدہ امامک واذا سألت فاسأل اللہ و اذا استعنت فاستعن باللہ جف القلم بما ھو کائن ولو جھد العباد ان ینفعوک بشئ لم یقضہ اللہ لک لم یقدروا علیہ ولو جھد العباد ان یضروک بشئ لم یقضہ اللہ علیک لم یقدروا فان استطعت ان تعمل للہ بالصدق فی الیقین فاعمل وان لم تستطع فان فی الصبر علی ما تکرہ خیرا کثیرا واعلم ان النصر بالصبر والفرج مع الکرب وان مع العسر یسرا یعنی اے لڑکے حق کو نگاہ رکھہ اسطرح پر کہ اوامر ونواہی کو بجالا اور قضا وقدر کو مان اللہ تجھکو نگاہ رکھیگا اپنی رحمت ومغفرت ونصرت سے تو اللہ کو نگاہ رکھہ مراقبہ علم وحضور ومعیت سے تو اوسکو اپنے سامنے پائیگا نصر وعون وامداد واسعاد سے اور جب تو مانگے کوئی حاجت تو اللہ ہی سے مانگ نہ کسی اور سے ٭

از خدا خواہم و زغیر نخواہم بخدا		کہ نیم بندۂ دیگر نہ خدائے دگرست

اور جب تو مدد چاہے اپنے کاموں مین تو اللہ ہی سے چاہ ایاک نعبد وایاک نستعین ترکیب حصر ہے وہ قلم جس سے احکام قضا و قدر لکھے گئے ہین خشک ہوگئی اوسپر جو کچھ ہونیوالا تہا دوسری حدیث مین آیا ہے کہ اللہ نے مقادیر خلق کو پچاس ہزار برس پہلے پیدا کرنے سے خلق کے لکھ رکھا ہے اگر سارے بندے کوشش کرین کہ تجھکو کچھ نفع پہنچائین جو نفع کہ اللہ نے مقدر نہین کیا ہے تو وہ اسپر قدرت نہین رکھتے اور اگر اسین کوشش کرین کہ تجھکو کچھ نقصان پہنچائین جو اللہ نے قضا و قدر نہین کیا ہے تو اسپر توانائی نہین رکھتے۔

حکایت جس شہر مین فی الحال میری بود و باش ہے اسجگہ کے سارے بندے درپے آزار ہوگئے تھے اور اب تک ہزار ہا تکرگزند رسانی کرتے ہین فانہم عدو لی الا رب العالمین لکن بحسب مضمون اس حدیث صادق مصدوق کے حق تعالے نے مجھکو اونکے اضرار و آزار سے جسکے وہ تہِ دل سے خواہان و خواستگار ہین یعنی قتل و ہلاک و نفی بلد و نقص ثمرات و نحوہا محفوظ رکھا اور اونکے منہ سیاہ کردیے وللہ الحمد لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک ؎

لو الثقلان الانس والجن اجمعوا	یریدون ایلاما لا صغر نملة
یکون لہا رب السموت ناصرا	لما ظفروا منہا بادنی مضرة

مین جب اپنی تنہائی و بیکسی و ضعف حال اور قلت حیلہ و مقال کو خیال کرتا ہون اور اللہ تعالے کی اس نوازش و کرم فیاض و فضل جسم کو اپنی نسبت معلوم

وشہود پاتا ہون تو بجز اسکے کہ اقرار عبودیت کا اور اعتراف تقصیر شکر نعمت کا کرون کوئی طریقہ احسان شکر کا میسر نہین آتا بالجملہ پہر حضرت نے اس حدیث مین یہ فرمایا کہ اگر تجہسے بن سکے کہ تو اللہ کے لئے کوئی کام سچے دل سے ہمراہ یقین کے کرے تو کر اور اگر نہ بنے یعنی بسبب کسی عارض کے جو ایمان و یقین مین خلل نہ آئے تو نا امید مت ہو کہ صبر کرنے مین مکروہ پر خیر کثیر ہے معلوم ہوا کہ صابر کو اگر بعض اعمال خیر و نوافل مین تقصیر پیش آئی اور اوسکو بجا نہ لاسکے تو صبر کرنا مصائب و بلا پر بہی کفارہ اوس تقصیر کا ہوجاتا ہے اور کبہی یہ صبر سبب رفع درجات کا ہوتا ہے پہر فرمایا کہ جان رکہہ کہ نصر صبر مین ہے اور کشاد کار دنیا و آخرت ہمراہ غم و اندوہ کے ہے اور ہر دشواری کے ساتہہ آسانی لگی ہوئی ہے ٥

مشکلے نیست کہ آسان نشود	مرد باید کہ ہراسان نشود

ان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے کہ اللہ کی قضا و قدر خواہ نخواہ ہوتی ہے اگر تو نے صبر کیا تو تجہکو اوسکا اجر ہوگا اور اگر بے صبری کی تو تجہپر اوسکا بار رہا اور علی مرتضی نے کہا ہے وہ سواری جو کبہی ٹہوکر نکہائے اور وہ تلوار جو کبہی کند نہو صبر ہے مشائخ رحمہم اللہ تعالے نے فرمایا ہے مصیبت وقتی ست کہ صبر نکند و چون صبر کرد اجر یافت دیگر مصیبت نماند ٥

واذا اتصبت مصیبۃ فاصبر لہا	عظمت مصیبۃ مبتلی لا یصبر
وعوضت اجرا من فقید فلا یکن ٥	فقید اعلا یا فی قاجرک ذہب

گرہمین خواہی کشادہ دین ودنیائی حرج	۵	صبرمیکن صبران الصبر مفتاح الفرج

مومن کو چاہئے کہ اس حدیث کو اپنے دل کے لئے آئینہ بنائے تاکہ اوسکے مضمون مین اپنے دل کا احوال دیکھے اور خوبی وزشتی و درستی و نادرستی قلب کے معلوم کرے بلکہ اس حدیث کو اپنا شعار و دثار اور ہر وقت کے لئے ایک سخن وحکایت ٹہیرا سے کہ دل سے اوسکو کہتا رہے اور سارے حرکات و سکنات مین اس حدیث پر عمل کرے یہانتک کہ دنیا و آخرت مین ساری آفات انفسی وآفاقی سے سلامت رہے اور دونون جگہہ عزت وارجمندی اللہ کی رحمت وعنایت سے پائے **قول چہل وسوم** جب کسی شخص نے جس کسی شخص سے سوال کیا وہ نہین کیا مگراس وجہ سے کہ وہ جاہل باللہ ہے اور اوسکا ایمان ناتوان وسست وضعیف ہے اور اوسکی معرفت ویقین کمزور ہے اور اوسکا صبر کمتر ہے یعنی اگر ایمان کو قوت ہوتی اور صبر کو طاقت توہرگز اللہ کو چھوڑ کر خلق سے سوال نکرتا اور پریشان ومضطرب نہوتا اور پارسائی نکی کسی شخص نے سوال کرنے سے مگر بسبب وفور علم کے ساتھہ اللہ کی اور بوجہ قوت ایمان و یقین وزیادت شناخت رب کی کہ ہر دم دائم ہے یعنی ایک چشم زدن بھی خدا سے غافل نہین رہتا ہے اور بسبب شرم وحیا کی خدا سے کہ بین خالق کے ہوتے خلق سے کیا مانگون سوال سے باز رہتا ہے ۵

شرست باد اکہ من بسویت نگران		باشد تو تہی چشم بسوے دگران

ف شیخ اجل اکرم عارف باللہ علی متقی رحہ نے بعض رسائل مین لکھا ہے کہ
اس راہ کے طالب کو چاہیئے کہ پانچ علم کی تکرار کرتا ہے تاکہ وہ اوسکے ذہن
مین بیٹھہ جائین اور موجب حصول توکل کے ہون اول یہ جانے کہ علم حق
کا ساری خلق کو شامل ہے اور احوال خلق کو محیط ہے بخلاف آدمی کے کہ
بہت سے فقرا شہر اور جہان مین ہوتے ہین جنکو وہ جانتا پہچانتا نہین ہے
اگرچہ سخی ہو اور جب نہ جانے گا تو کسطرح اونکو دیگا دوم یہ جانے کہ اللہ تعالے
قادر ہے پہچانے پر رزق وعطا کے جہان کہین کوئی فقیر ومحتاج ہو اگرچہ اقصائے
عالم مین کیون نہو اور آدمی کو یہ قدرت نہین ہے اور جب یہ نہین کرسکتا تو کسطرح
رزق پہنچایگا سوم اللہ تعالی پر نسیان وفراموشی روا نہین ہے بخلاف
آدمی کے کہ کچھہ جانتا ہے پھر اوسکو بھول جاتا ہے اکثر یہ ہوتا ہے کہ کسی فقیر کو
گھر کے دروازے پر بٹھا کر کہہ جاتا ہے کہ مین گھر مین جا کر کچھہ تیرے لیے
بھیجتا ہون پھر گھر مین جا کر بھول جاتا ہے چہارم یہ کہ حق تعالے کو ملال
وکلال نہین ہوتا کہ کوئی کام کرے پھر تھک جائے اور ماندہ ہوجائے بخلاف
آدمی کے کہ عطا کرنے کو بیٹھتا ہے ذرا دیر نہین ہوتی کہ ملول ہوجاتا ہے اور
اوٹھہ کھڑا ہوتا ہے پنجم یہ کہ اللہ کے خزانے کو فنا ونقصان نہین ہے
وہ کبھی ختم نہین ہوتا بخلاف مال آدمی کے کہ دینے اور سخاوت کرنے سے
سپری ہوجاتا ہے انتہی قول چہل وچہارم اللہ تعالے عارف کا ہر سوال

قبول نہین کرتا ہے اور نہ ہر وعدہ جو اوسکے ساتھہ ہوا ہے وفا کیا جاتا ہے
تاکہ اوسپر امیدواری غالب نہو اور ترک خوف سے کہ لازم حقیقت عبودیت ہے
غرور و استبداد مین گرفتار نہو جائے اسلیے کہ ہر حالت و مقام کے لیئے ایک خوف
و رجا ہوتا ہے جسکے زوال و تنزل سے ترسان اور اوسکی ثبات و ترقی کا امیدوار
رہتا ہے یہ بیم و امید گویا دو پر ہین طائر کے کہ بے اِنکے وہ اوڑ نہین سکتا اسیطرح
حال و مقام سے کہ بے خوف و رجا کے باقی نہین رہتی فقط اتنی بات ہے
کہ خوف و رجا ہر مقام کا مناسب و لائق اوس مقام کے ہوتا ہے مثلاً خوف اہل ایمان
کا یہ ہے کہ کہین ایمان زائل نہو جائے اور تصدیق مبدل بشک نہو اور کہین
مغاک دوزخ و درکات آتش مین نہ جا پڑے یا مرتبۂ کمال سے انحطاط نہو جائے
اور مواقع معصیت و ملال مین گر پڑے اور خوف اہل ارادت و سلوک کا یہ
ہے کہ آداب و شرائط طلب و ترقی مین کوئی خلل نہ آنے پاوے اور خوف اہل قرب کا
طفح سکر و غلبۂ حال اور اقدام سے بساط انبساط پر اور زیغ بصر و ادنی التفات
سے طرف ماسوا کے ہوتا ہے اور خوف منتہیون کا خروج و انقلاب نفس سے
ہوتا ہے کہ کہین وہ قیود و سلاسل سیاست و احتراس و استرسال و توسع لذات
و شہوات و ترک نوافل خیرات سے باہر و برگشتہ نہو جائے اور رجا برخلاف و ضد
خوف کے جمیع مراتب مین اور خوف و رجا سارے احوال و مقامات مین دائمی
ہوتا ہے غایت یہ ہے کہ بعض رجا کو غالب رکھتے ہین اور ترجیح دیتے ہین

کہ شعر انس و محبت ہے یہ تمسک ہے ساتھہ ذیل رحمت کے امام محمد بن علی شوکانی
نقشبندی رح کا مسلک یہی تہا انکی تالیفات مین ہر جگہہ غلبہ رجا کا خوف پر ہے
اور بعض کو اہتمام خوف کا بیشتر ہوتا ہے کہ طالب ہیبت تازیانہ بیم سے تیز تر
چلتا ہے اور کام زیادہ کرتا ہے امام محمد بن محمد غزالی کا مسلک کتاب احیاء
العلوم و نحوہ مین یہی ہے ہر جگہہ بہر مار خوف کی رجا پر ہے مفتاح مین کہا ہے
بالجملہ ہر دو باید تا کار کشاید ؎

انہا کہ خواص در گہہ تکریم اند	وحشت زدگان عالم التسلیم اند
نومید مشو کہ رحمت حق عام ست	مغرور مشو کہ خاصگان در بیم اند

بعض نے کہا ہے کہ مدت حیات تک غلبہ خوف کا چاہیئے اور وقت نزول موت
کے رجا پیدا ہو یہ نشان ہے سعادت کا امام نووی اسیطرف گئے ہین بیچ
اسباب مین دو رسالے مستقل اردو زبان مین لکہے ہین جو بحمدہ تعالی طبع ہو کر
شائع و مطبوع ہو چکے ہین اور یہ جو بعض نے کہا ہے کہ عارف محقق دائرہ
خوف و رجا سے رستگار ہے سو یہ نری ایک عبارت ہے وہان تو ہیبت و انس
بجاے خوف و رجا کے بیٹہا ہے گویا کہ خوف و رجا مین ملاحظہ مکروہ و محبوب
کا ہے اور صاحب اس مقام کا تجلی صفات مین ہے اور انس و ہیبت مین
یہ بات ساقط ہوتی ہے اور ملحوظ وہان ذات ہے انتہی الحاصل عارف مقرب
خدا کا ہے اوسکی حالت و مقام یہ ہے کہ وہ کسی شئے کو بجز خدا کے نہ چاہے

اور طرف غیر حق کے مائل و مطمئن و مستانس نہو تیسیں طلب کرنا اوسکا اجابت اپنے سوال کے اور وفا اپنی عہد کے سوا اوس چیز کے ہے کہ جسکے درپے وہ ہو رہا ہے اور لائق اوسکے حال کے سب ہے مراد نفی ماسوا و قطع نظر ہے مدعا سے اور عدم التفات ہے سوے غیر خدا کے تسوا اس عدم اجابت و وفا مین دو امر ہین ایک یہ کہ رجا اوسپر غالب نہو اور کہین وہ دہوکے مین مکر رب کے نہ آجاوے اور قیام با لادب سے غفلت کرے اور اس ترک ادب کے وجہ سے ہلاک ہو جائے دوسرا امر عدم اجابت و وفا مین خوف شرک کا ہے کہ کہین رب عز و جل کو ساتھ کسی شے کے اوسکے ماسوا سے شریک نکر بیٹھے کیونکہ جہان مین حسب ظاہر بعد انبیاء علیہم السلام کے کوئی شخص معصوم نہین ہے اسلیئے حق اوسکے سوال کو قبول اور عہد کو وفا نہین فرماتا ہے تاکہ عادۃً بسائل اور طبعاً اوسکا خواہان نہو نہ امتثالاً للامر کہ یہ دعا کرنے سے واقع ہوا ہے کیونکہ اجابت و وفا نکرنے مین شرک شہوت طبع و ارادۂ نفس کا ساتھ حق عز و جل کے لگا ہے اور وجود شرک خفی کا سارے احوال و اقدام اور جملہ مقامات مین کثرت سے ہوتا ہے لکن مناسب ہر حال و ہر قدم و ہر مقام کی جسطرح کہ کہا ہے حسنات الابرار سیئات المقربین مفتاح مین کہا ہے انچہ مقربان آنرا شرک و ریا نام میکنند دیگران آنرا عین توحید و اخلاص میدانند انتہی یہ ذکر اوسوقت کا ہے کہ عارف اپنی طرف سے عادت دعا و سوال کے کرے اور اگر سوال کرنا اوسکا بامر

بامر خدا ہے تو یہ سوال اوسکے لئے موجب مزید قرب حق کا ہوگا جیسے نماز روزہ وغیرہ
فرائض ونوافل کہ فرض مین امر بطریق ایجاب کے ہوتا ہے اورنفل مین بطریق استحباب
کے کیونکہ اسدم وہ عارف بجالانے والا حکم خدا کا ہے **ف** عبارت متقدم مین جو
یہ گزرا کہ کبھی وہ وعدہ جو ساتھہ عارف کے کیا جاتا ہے وفا نہین کیا جاتا ہے بظاہر
وعدۂ حق مین خلف نکلتا ہے اور یہ باتفاق روا نہین ہے سو اسکا جواب یہ ہے
کہ شاید وہ وعدہ کسی دوسرے وقت پر موقوف ہوتا ہے دنیا یا آخرت مین اور اگر کسی
وقت معین مین بہی وعدہ کیا ہے تب بہی ہوسکتا ہے کہ وہ مشروط ومقید ہو ساتھہ
ایسے شروط وقیود کے جسپر بندہ کو اطلاع نہین دیگئی ہے اگرچہ وہ شرط یہی کیون
نہو کہ سوال ودعا نکرے اور یہ لازم نہین ہے کہ جو کچہہ علم الٰہی مین ہو اوسپر بندہ کو مطلع
کیا جائے قال تعالی ولا یحیطون بشیٔ من علمہ الا بما شاء اسی جگہہ سے یہ
بات کہی ہی کہ خوف انبیاء ومبشرین کا حکم لا ابالی ہے نہ عدم وثوق سے وعدۂ کریم
مثال پر **قول جمیل ونجم** لوگ دو قسم ہین ایک منعم علیہ یعنی جسپر افاضہ انعام واکرام کا
ہوا ہے دوسری مبتلی بقضا یعنی گرفتار بلا سو جسپر انعام ہوا ہے وہ تیرگی ونے صفائی
زندگانی سی اوس نعمت عطا شدہ مین خالی نہین ہے وہ بڑے ناز وآرام مین تہا اِس
انعام سی کہ تقدیر نے آکر اوس نعمت کو مکدر کردیا اور طرح طرح کی آفتین اور بلائین
اور مصیبتین بیماریون اور دردون اور رنجون کی نفس ومال واہل وولد مین
آگئین جنہون نے اوس عیش وحیات کو تیرہ وبے مزہ کردیا گویا اوسنی کبھی کچہہ آرام ہی

نہ پایا تہا اور نہ کبہی کوئی انعام اوسپر کیا گیا تہا وہ اسدم اوس نعمت وحلاوت کو بہول جاتا ہی اگرچہ ہنوز تونگری اوسکی طرف سے مال وجاہ وغلام وکنیز اور امن اعدا کی باقی ہے سو آدمی حال مین ناز ونعمت کے ایسا ہوتا ہے کہ گویا بلا کا سرے سے وجود ہی نہین ہے اور حالت بلا ومحنت مین ایسا ہوتا ہے کہ گویا نعمت کا وجود ہی نہ تہا یہ سب تفاوت اوسکے احوال کا بسبب اوسکی جہل ونادانی کے ہی ساتہ اپنے مولیٰ کے اگر وہ یہ جانتا کہ اوسکا مولیٰ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور ایک حال سے دوسرے حال پر تغییر وتبدیل کرتا رہتا ہے شیرین ساز وتلخ کن اور تونگر اور درویش ساز اور بلند وپست نما اور معز ومذل ومحیی وممیت ومقدم ومؤخر ہے تو ہرگز اوس نعمت پر جو اوسکے پاس ہے مطمئن نہوتا اور دہوکا نکہاتا یعنی بسبب خوف عدم وزوال وملاحظۂ تبدل وانتقال کے ہ

بر مال وجمال خویش مغرور مشو	کان را بشبی برند واین را بہ تبی

اور حالت بلا مین ہرگز کشاد کار سے ناامید نہوتا کہ شاید زمانہ غم ومحنت کا جاتا ہے اور ایام شادی وراحت کے آوین نیز تفاوت احوال مردم کا محنت وغم مین اسلئے ہی کہ یہ لوگ حقیقت حال دنیا سے جاہل ہین نہین جانتے کہ دنیا سرا ہے بلا ومحنت اور تیرگی زندگانی وجا ہے تکلیف ومشقت وکدورت زیست ہے اور اصل دنیا کی اور صفت ذاتی اوسکی یہی بلا واندوہ ہے اور حال عارضی اوسکا کبہی برخلاف اصل کے ہوتا ہے نعمت ہے **ف** اسی جگہ سے سید طائفہ جنید بغدادی رحمۃ

فرمایا ہے کہ مینے اپنے لئے ایک اصل وقاعدہ باندہا ہے جس سے مین خورسند رہتا ہون وہ قاعدہ یہ ہے کہ دنیا اصل مین جگہہ غم واندوہ ومحنت وبلا کی ہے جو کچھہ اس باب سے پہونچتا ہے مین غمگین نہین ہوتا کہ اپنی اصل پر ہے اور اگر شادی ونعمت وراحت آتی ہے تو اوسکو مفت جانکر غنیمت گنتا ہون انتہی سو یہ دنیا مثل درخت ایلوے کے ہے جو ایک داروے تلخ ہے پہلا میوہ اوسکا تلخ ہے طعم وذوق مین اور پہلا پہل اوسکا شہد وشیرین ہے نفع وخاصیت مین آدمی اوسکی حلاوت کو نہین پہنچتا جبتک کہ اوسکی تلخی کو نہ پیئے پس ہرگز اوسکا شہد نہین پی سکتا جبتک کہ زہر نہ پیئے اور محنت نہ کھینچے اب جو کوئی بلاے دنیا پر شکیبائی کریگا اوسکو نعمت دنیا کی ملیگی مزدور کو مزدوری جب ہی ملتی ہے کہ ماتھے مین پسینا آجاتا ہے اور بدن ماندہ ہوجاتا ہے اور جان اندوہ دیکھتی ہے اور سینہ تنگ ہوجاتا ہے اور زور گھٹ جاتا ہے اور نفس خوار ہوتا ہے اور خواہش جی کی ٹوٹ جاتی ہے چاکری مین ایک آدمی کی جو کہ مثل اپنے ہے ؎

مزد آن گرفت جان برادر کہ کار کرد	نا بردہ رنج گنج میسر نمیشود

پس جب مزدور یہ ساری تلخین پی جاتا ہے تب کہین پیچھے اوسکے اچھا طعام وادام اور عمدہ نانخورش وسالن اوسکو ملتا ہے اور میوہ ولباس وراحت وسرور وآسایش وخوشی ہاتھہ آتی ہے اگرچہ اقل قلیل ہو کیونکہ مدت دنیا کی اور اس جگہہ کے عیش وسرور کی غایت کوتاہ ہے اول دنیا کا تلخی ومحنت وشدت ہے جیسے

کرانہ بالا تر شہد کا کہ کسی برتن مین ہو آمیختہ تلخی ہوتا ہے اور کہانے والا اوسکا قرار گاہ ظرف تک کہ کرانہ پایان ہے آور تناول خالص تک نہین پہنچتا مگر بعد تناول صفحۂ علیا کی آسیطرح جب بندہ اداء اوامر حق عز و جل اور انتہاء نواہی الٰہی اور تسلیم و تفویض مجاری قدر و قضا پر صبر کرتا ہے اور اوسکی تلخی کو پی جاتا ہے اور اوسکا بار اوٹہاتا ہے اور ہواے نفس کے خلاف کرتا ہے اور اپنی مراد کو چہوڑ دیتا ہے تو بعد اسکی اللہ اوسکو طیب عیش اوسکی آخر عمر مین دیتا ہے اگرچہ اوّل عمر مین وہ بلا و محنت و شدت دیکہتا ہے مگر آخر کو خوشی و راحت پاتا ہے اور اوسکو ناز و آسایش و علیہ و ارجمندی حاصل ہوتی ہے آور خود حق اوسکے کاروبار کا براہ لطف و کرم متولی ہو جاتا ہے ؎

بفقر و نیستی یکدو روزہ خوش میباش	کہ یار خود ز کرم عذر خواہ ما گردد

آور اوسکو غذا دیتا ہے جسطرح بچۂ شیر خوار کو غذا ملتی ہے بغیر اسکے تکلف و تحمل مؤنت و گرانباری کی دنیا و آخرت مین جسطرح کہ کہانے والا صفحۂ علیا ئے عسل سے بسبب کہانے شہد کے تہ آوند سے مزہ پاتا ہے بناءً علے ہذا بندۂ منعم علیہ کو لائق ہے کہ مکر خدا سے امن مین نرہے اور نعمت پر مغرور و فریفتہ ہو کر یقین اوسکے دوام کا نکرے اور اسکی ملنے سے غافل نہو اور بند نعمت کو سست اور بترک شکر ڈہیلا نکرے حضرت نے فرمایا ہے نعمت وحشی ہے اوسکو شکر سے قید مین لو سو شکر نعمت مال کا یہ ہے کہ جس منعم مفضل نے وہ عطا کی ہے اوسکا اقرار کرے وہ

منعم اللہ پاک ہے اور اوس نعمت کو سارے احوال مین بیان کرے واما بنعمة ربك فحدث یعنی حالت قلت وکثرت وقبض وبسط وجمع وتفرقہ مین اور یہ دیکھے کہ یہ نعمت محض اللہ کا فضل واحسان وامتنان ہے دوسرا اور شکر نعمت کا یہ ہی کہ اوس نعمت کا مالک بنکر نہ بیٹھے کہ لوگون پر بہ سبب وجود مال کے تکبر کرے یا بندگی وشکستگی ترک کرکے خدا پر تمرد کرے اور اپنی حد سے حکم خدا مین بڑہ جائے اور اوسکے امر کو دربارۂ مال ترک کردے کہ وجہ حلال سے تحصیل نکرے اور اسراف وتبذیر نچہوڑے تیسرا شکر نعمت مال کا یہ ہے کہ جو حقوق شرعی اوس مال مین ہین اونکو ادا کرے جیسے زکوۃ وکفارہ ونذر وصدقہ اور فریادرسی کسی مظلوم فریادخواہ اندوہگین کی اور بازپرس احوال خداوندان حاجت کے جو کہ سختیون مین وقت تقلب احوال اور تبدیل حسنات کے ساتہہ سیئات کے گرفتار ہین مراد تبدیل حسنہ ساتہہ سیئہ کے یہ ہے کہ زمانہ اونکی نعمت وفراخی کا زمانہ سختی وگزند سے بدل گیا ہے اور شکر نعمت عافیت کا جوارح واعضا مین جیسے ہاتہہ پاون آنکہہ کان زبان وغیرہ ہین یہ ہے کہ ان اعضا سے طاعات مین مدد لے اور محارم سے انکو روکے اور سیئات ومعاصی سے باز رکہے یہ شکر کرنا نعمت کا قید کرنا ہے کہ کوچ کرنے اور جانے سے اور درخت نعمت کو پانی دینا اور پالنا ہے اس سے اوس درخت مین شاخین نکلتی ہین اور پتے پیدا ہوتے ہین اور وہ اچہا پہل لاتا ہے اور اوسکا میوہ شیرین ہوتا ہے اور انجام اوس میوہ کا سلامتی وبے گزندی ہوتا ہے

سبب اوسکو چباؤ تو خوش مزہ ہے اور نگلو تو آسانی سے گلے اوتر جاوے اور اوسکے
پیچھے تندرستی آئی اور بدن مین نشو و نما ہو پہر اوسکی برکت جوارح پر گوناگون طاعات
و قربات و اذکار سے ظاہر ہو گویا یہ سارے انوار و برکات و خیرات آثار ہین شکر
نعمت کے پہر اسکے بعد بندہ آخرت مین اللہ کی رحمت مین داخل ہوتا ہے اور
ہمیشہ کے لیے بہشتون مین ہمراہ نبیین و صدیقین و شہدا و صالحین کے
رہتا ہے و حسن اولئک رفیقا پہر اگر بندہ نے شکرگزاری نعمت حق کی نکی اور
آرایش و زینت دنیا پر فریفتہ ہو گیا اور اوسکے مزے اوڑائے اور ظاہر کی تری
و تازگی پر مطمئن ہو بیٹھا اور دنیا کی چمک دمک پر آرام پکڑا اور ابتدائے ذوق و
لذت دنیا مین پہنس گیا جسکا انجام شدت و محنت ہے جسطرح کہ ہوا سے سرد گرم
اول روز تابستان مین چلتی ہے پہر دن چڑہنے پر لو چلنے لگتی ہے اور نرمی و
تازگی متاع دنیا پر دہوکا کہایا جسکا ظاہر نرم و ملایم و خوش و نازک ہے اور
باطن مین درشت اور گزندہ ہے جیسے پوست سانپ بچہو کا اور اوسکے زہر سے
جو قاتل ہے اور باطن کی تہوت مین رکہا گیا ہے غافل ہو گیا اور مکائد مصائد
دنیا مین گرفتار ہوا یعنے اوسکے حیلہ و مکر و جنگ دبدگالی ہین اور خوبی و لذت و
شہوت مین جو مثل دام کے ہے جس سے وہ لوگون کے دلون کو شکار کرتی
ہے پہنس گیا اور یہ جال اوسنے واسطے گرفتار کرنے اور قید مین لانے اور
ہلاک کرنے کے بچہار کہا ہے تو اس شخص کو یہ ہلاک مبارک ہو اور اس تباہی اور

محتاجی شتاب کا ہمراہ خواری وسبکساری و اہانت وحقارت کی دنیا مین مترده ملے
اگر دولت گئی فقیر ہوگیا ورنہ جو خواری وزاری ونگونساری مرگ سے آیگی اور
آخرت مین اوسکو پایگا وہ تو صدچندان ہے اور عذاب اوس جہان کا آتش
دوزخ مین ایک شعلۂ حوالہ ہے **ف** ذکر تہنیت وبشارت کا اس جگہہ بطریق سخریہ و
استہزا کے ہے جیسے فبشرھم بعذاب الیم فرمایا ہے یہ حال اوس شخص
کا ہے جو منعم علیہ ہے کہ اگر وہ شکر کریگا مراتب ودرجات مذکور پایگا اور اگر شکر نکریگا تو
مہالک ودرکات مین جا پڑیگا رہا وہ شخص جو گرفتار بلا وآفت ہے سو کبھی ابتلا
اوسکی بطور عقوبت وسزا کے ہوتی ہے مقابلہ مین اوس گناہ وجریمہ کے جو اوسنے
کیا ہی اور کوئی معصیت اوس سے ہوئی ہے اور کبھی ابتلا اوسکی بطور کفارۂ ذنوب
کے ہوتی ہے واسطے پاک وخالص کرنے کے چرک گناہ سے جسطرح کہ زر ونقرہ
کو گلا کر خالص وبے آمیزش کرتے ہین اور کبھی یہ ابتلا واسطے بلندی درجات ووصول
کے منازل عالیات تک دین وعلم ومعرفت مین ہوتی ہے تاکہ یہ شخص بسبب اوس
بلا کے اہل علم وصاحب حالات ومقامات سے معرفت وقرب مین جا ملے جنکے لئی
عنایت پروردگار خلق وخالق انواع مخلوقات کے سابق ہو چکی ہے اور مولی نے
اونکو میدان آفات وبلا مین رفق والطاف کی اونٹنیون پر پہرایا ہے اور اونکو
بادنرم نظرہائے لطف سے آسایش وراحت دی ہے اور دیکھنے سے بگوشۂ چشم
عنایت خود حرکات وسکنات مین سکون بخشا ہے یہ ابتلا اونکی کچھہ اسلئے نہین ہوتی ہی

کہ وہ ہلاک ہوجائین اور درکات دوزخ مین جاگرین ولکن اللہ نے اونکی
آزمایش کی ہے ساتھ اس بلا کے واسطے اونکی برگزیدگی وچیدگی اور پہنچانے
کے درجات عالیہ تک اور ان بلایا سے اونکی حقیقت ایمان کو بزور استخراج کیا
ہے اور اوس حقیقت کو شرک خفی استناد واعتماد سے نعم واسباب پیدا اور دعوی
نفس سے دربارۂ توحید وتجرید اور نفاق ادعا احوال ومعارف وحقائق سے
جو باطن مین نہین ہین صاف وپاک وتمیز کیا ہے اور بسبب ان آفات گوناگون
کے اونپر انواع علوم صفات قہریہ جلالیہ کو بارکیا ہے بلکہ لطیفہ جمالیہ کو بھی
مخفی طور پیدا اور وہ اسرار جو بسبب حالت مشغولی نعمت کے مکشوف نہ تھے اور
وہ انوار جو علم وانکشاف کو لازم ہین اونپر کھلے پس جب یہ لوگ ظاہر وباطن مین
خالص ہوگئے آمیزش شرک ودعوی ونفاق سے اور انکے سرائر اور بواطن
پاک ہوگئے تب اونکو مخلصات خاص مین منجملہ ملازمان درگاہ وہمنشینان مجلس
رحمت کے دنیا واخری مین ٹھیرایا دنیا مین دلون سے اور آخرت مین اجسام سے

ف کاملین کو جو کمال آخرت مین نعیم جنت ورویت حضرت عزت سے بدن ظاہر
کے ساتھ حاصل ہونے والا ہے وہ دنیا مین دل اور باطن سے حاصل ہوتا
ہے وہان اوسکو چشم سر سے دیکھین گے اور یہان دیدۂ دل سے دیکھتے ہین یہان
کمالات روحانی حاصل ہوتی ہین اور وہان لذات جسمانی حاصل ہونگی یہان
کا نات تراہ ہوتا ہے کیونکہ دنیا مین پردہ درمیان مین ہے جس سے ظاہر

باطن سے جدا ہے جب یہ پردہ اوٹھہ جائیگا تو ظاہر و باطن ایک ہو جائیگا اور بصر و بصیرت ایک حکم مین ہو گی جس نے یہ کہا ہے کہ ؎

امروز چون جمال تو بے پردہ ظاہر است		در حیرتم کہ وعدۂ فردا برائے چیست

سو یہ کہنا اس قائل کا مستی و غلبہ ونے تمیزی سی ہے ورنہ نظر ہوش و تمیز مین البتہ ایک پردہ درمیان مین پڑا ہے ؎

کہہ سکے کون کہ یہ جلوہ گری کسکی ہے		پردہ چھوڑا ہے وہ اوسنے کہ اوٹہائے نہبنے

لکن غایت صفا و لطافت سے ایسا نظر آتا ہے کہ گویا پردہ نہین ہے ؎

حجاب چہرۂ جان میشود غبار تنم		خوشا دمی کہ ازین چہرہ پردہ بر فگنم

سو یہ بلائین پاک کرنے والی دل کی ہین چرک شرک خفی سے اور تعلق سے ساتہہ خلق و اسباب و آرزو و خواہش کے جو حالت وجود نعمت مین ناگاہ پیدا ہو جاتی ہے اگرچہ عارف کو وہان بہی تعرف و شہود صفات کا حاصل ہوتا ہے لکن با وجود اسکے احتمال تعلق بما سوا کا بخاصیت نفس و طبیعت کے باقی ہے اور یہ بلائین سبب گداخت و ریخت نفس و طبیعت کی ہوتی ہین جسطرح سونے چاندی کو بوتہ مین گلاتی ہین اسیطرح دعاوی و ہوسات و طلب اعواض بطاعات ان بلاؤن کی وجہ سے گل جاتی ہین کیونکہ امراض و آلام و اسقام مین کوئی طاعت و عبادت نہین بنتی اگرچہ اجر و ثواب و تعرف جو اوسمین حاصل ہے وہ ما فات سے چند در چند زیادہ ہوتا ہے اور بسبب ان بلایا کے بستان بہشت و فردوس برین اور سار گلزار

جنان مین درجات و منازل عالیات حاصل ہوتے ہین تو علامت ابتلار کی
بروجہ مقابلہ و عقوبات کی یہ ہے کہ بندہ وقت وجود بلا کے صبر نہین کرتا اور سامنے
خلق اور سارے خویش و بیگانہ و یار و اغیار کی ناشکیبائی و گلہ و شکوہ ظاہر کرتا ہی
اور علامت ابتلاء کی بطور تمحیص و تکفیر خطیات کے یہ ہے کہ صبر جمیل میسر ہو بدون
شکوے اور اظہار جزع کے سامنے دوستون اور ہمسایون کے اور ادار ادام
و طاعت سے ملول و ستوہ نہو کیونکہ جب صبر کیا اور طاعت سے مزہ پایا تو نورانیت
اوسکی باطن کو پاک کردیگی اور تاریکی معصیت کو دل سے نکالکر پھینکدیگی اور علامت
ابتلار کے واسطے ارتفاع درجات کے یہ ہے کہ رضا و موافقت ساتھ ارادہ حق
کے پائی جائے اور نفس بذکر مولی مطمئن اور بفعل خداوند زمین و آسمان آرمیدہ
ہوا اور بلا مین تا وقت انکشاف بمرور ایام و ساعات فائق و بے اختیار رہے
ف رضا نزدیک بعض کے سکون و آرام پانا ہے ساتھ مجاری اقدار کردگار
کے اور نزدیک بعض کے وجدان حلاوت ہے فعل حق سے اور یہ مرتبہ اعلی
و ارفع ہے سلوک مین کوئی مقام بالاتر رضا سے نہین ہے جسطرح کہ کوئی
حال محبت سے شریفتر و نفیس تر نہین ہے یہ رضا ابھی محبت سے اوٹھتی ہے
جسقدر محبت بیشتر و قوی تر ہوگی رضا صاف تر و کامل تر ہوگی **ف** صبر و رضا
منجملہ مقامات قلب کے ہین دل جب اپنے قرار پر ہوتا ہے اور تقلب سے محفوظ
تو رضا حاصل ہوتی ہے اگرچہ نفس و طبیعت کو بسبب اوس خاصیت کے جو یہ

رکھتے ہین قلق وکراہت کیون نہو اسکا کچھہ غم نہین ہے محبوب اگر تلوار ماریگا
توضرور الم اوسکا نزدیک طبیعت کے باقی ہوگا لکن اس جہت سے کہ ہاتھہ سے دوست
کے اور اوسکی جانب سے ہی محبوب وشیرین ہے کل شئ من الملیح ملیح انتہی ۵

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت		سر دوستان سلامت کہ تو خنجر آزمائی

قول چہل و ششم حضرت نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی کہتا ہے من شغلہ ذکری عن مسألتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین یعنی جس کسیکو میرا ذکر قلبی یا لسانی سوال ودعا کرنے سے باز رکہتا ہے مین اوسکو سائلین سے زیادہ تر دیتا ہون یہ اسلیئے ہے کہ جب اللہ تعالے کسی مومن کا اصطفا واجتباء چاہتا ہے تو اوسکو احوال مین چلاتا ہے اور اوسکا امتحان انواع محن وبلایا ومصائب سے کرتا ہے اور اوسکو بعد تونگری کے محتاج کردیتا ہے اور وہ مضطر ہوتا ہے طرف سوال کرنے کے خلق سے دربارۂ رزق جبکہ ساری جہات رزق کی اوسپر بند ہو جاتے ہین پہر اوسکو مسئلۂ خلق سے نگاہ رکہتا ہے اور وہ بیچارہ بحکم ضرورت معیشت کے لوگون سے قرض ووام لیتا ہے پہر اللہ تعالی اوسکو قرض ستانے سے بہی محفوظ رکہہ کر کسب کی طرف مضطر کرتا ہے اور کسب کو اوسپر سہل وآسان کردیتا ہے تب وہ اپنے ہاتہہ کی کمائی سے کہاتا ہے اور یہ کمائی کرنا سنت ہے حضرت کی یا عادت ہے خدا کی حدیث مین آیا ہے کہ ہر پیغمبر ایک پیشہ رکہتا تہا میرا پیشہ جہاد ہے بیان مین جواز وسنیت وشرف وافضیلت حرفہ کی رسالہ رفو الخرقہ ایک تحریر مستقل ہے

پہر اللہ اوس بندہ پر کسب کرنا مشکل کر دیتا ہے یا تو اوسکو طاقت کمائی کی نہین
رہتی یا اوس پیشیہ مین کچہہ فایدہ حاصل نہین ہوتا تب اوسکو الہام سوال کرنے کا
خلق سے کرتا ہے اور اوسکو یہہ حکم بامر باطن دیتا ہے یا تو صریح صیغۂ افعل سے
کہ ایسا کر یا اوسکے دلمین یقین اوس امر کا آجاتا ہے اور یہہ مومن اوس امر کو اپنے
باطن مین جانتا پہچانتا ہے یا اللہ اوسکو جتلا دیتا ہے اور یہی ظاہر ہے
اور اوسکی عبادت یہی ہوتی ہے کہ وہ اس امر کو بجالاوے اور اگر ترک کریگا تو عاصی ٹہیریگا
مطلب اس امر سوال سے یہہ ہوتا ہے کہ خواہش اوسکے نفس کی جاتی رہے
اور نفس شکستہ ہوجاوے یعنی بسبب ذل وانکسار کے جو سوال کرنے مین خلق
سے ہوتا ہے اور یہہ حالت ریاضت کی ہے کہ اللہ نفس مومن کو اسطرح رام
کرتا ہے اور یہہ امر لابد حالت مخمصہ واضطرار مین ہوگا ورنہ امر کرنا سوال حرام کا
لازم آئیگا غرضکہ یہہ سوال اوسکا بطریق جبر کے ہوتا ہے نہ بطریق شرک کے ساتہہ خدا کے
پہر اللہ اوس بندہ کو اس سوال کرنے سے نگاہ رکہتا ہی اور جزماً حکم قرض لینے
کا دیتا ہے جسکا ترک کرنا ممکن نہین ہوتا جیسے پہلے حکم سوال کا بجزم وقطع دیا تہا
پہر اوسکو اس حالت سے کہ قرض ستانی ہے نقل کرکے خلق سے جدا کر دیتا ہے
اور اوسکا رزق یون مقرر کرتا ہے کہ اب وہ اللہ ہی سے سوال کرتا ہے اور ساری حاجتیں
اپنی مانگتا ہے اور اللہ اوسکو دیتا ہی اور اگر وہ خاموش بیٹہا ہے اور سوال سے
روگردان ہوتا ہے تو پہر اوسکو نہین دیتا اور یہہ طلب وسوال زبان سے ہوتا ہے

اور ضرور ہے کہ دل بھی ساتھہ اوسکے موافق ہوگا پھر اللہ اوسکو سوال لسان سے
طرف سوال قلب کے نقل کرتا ہے اور یہ ساری حاجات اپنے دل سے مانگتا ہے
اور اللہ اوسکو دیتا ہے اگرچہ دل ہی سے سوال کرے اور زبان پر نہ لائے یہانتک
کہ اگر زبان سے مانگے تو اوسکو نہ دے یا اگر خلق سے مانگے تب بھی نہ دے یہ اسلیئے
کہ اوسکو خلق و معاملہ خلق سے قطع کرکے اپنے سوال مین منحصر کیا ہے پھر اللہ تعالے
اوسکو خود اوس سے اور سوال سے بالکل بے نیاز کردیتا ہے ظاہراً و باطناً اور جو چیز
اوسکی اصلاح کرے اور کجی کو راست کردے وہ بے سابقۂ سوال و طلب کے
عطا فرماتا ہے ماکول و مشروب و ملبوس و جمیع مصالح بشر سے بغیر اسکے کہ اس
شخص کو کچھہ بھی اوسمین دخل ہو سوال کرنے یا قرض لینے یا کسب کرنے کا یا اوسکے
دل مین خطرہ تک اس امر کا گزرے بلکہ خود اوسکا متولی و کارساز ہوجاتا ہے یہی معنی
ہین اس آیت کے ان ولیی اللہ الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصالحین
اور اسدم قول حضرت کا من شغلہ ذکری عن مسألتی الخ متحقق و ثابت
ہوجاتا ہے اور یہ وہ حالت فنا کی ہے جسپر احوال اولیاء و ابدال کا ہے یعنی
یاد حق مین سوال و طلب حوائج سے باز رہنا حالت نیستی کی ہے اور یہ حالت
نہایت احوال مذکورین ہے اور نہایت نزدیک اس قوم کی عبارت ہے فنا فی اللہ
سے کہ سیر سالک تا خدا منتہی ہوجائے اور صفات بشریت مضمحل ہوکر رسوم خلقیت
محو ہوجادین اور جب بندہ اس مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے تو دروازہ ولایت مین داخل

ہوکر منتہی وکامل ہوجاتا ہے اور بعد فرق کے ساتھہ جمع کے مشرف ہوتا ہے اسکے
بعد سے سیر فی اللہ شروع ہوتی ہے اور اسجگہہ تجلیات صفات حق سے تربیت پاکر
سیر من اللہ مین جا کرتا ہے اور فرق بعد الجمع کو پہنچ کر دوسردن کی تکمیل کرتا ہے انتہی
پہر کبھی طرف اس بندہ کے بعد پہنچنے کے مرتبہ فنائے ولایت و بدلیت کے امر تکوین کو رد کرتے
ہین کہ عبارت ہی خرق عادات وکرامات سے اب جس کسی چیز کی حاجت اوسکو ہوتی
ہے وہ سب باذن خدا موجود ہو جاتی ہے یعنی وہ حقیقت مین حق کا فعل ہے
جو ہاتھہ پر ولی کے ظاہر ہوا ہے جیسے معجزہ ہاتھہ پر پیغمبر کے **ف** قید لفظ کبھی سے
یہ ثابت ہوا کہ ظہور کرامات وخرق عادات کا لازم وشرط مقام ولایت نہین ہے
یہ بات ہوتی ہے اور نہین بہی ہوتی اگر ہوتی ہے تو واسطے مصلحت ارشاد وتحصیل یقین
مریدین کی ہوتی ہے یا واسطے مزید یقین وتثبیت ولی کی اور اگر نہین ہوتی ہے تو
اسلئے کہ کوئی کسی ولی کو متصرف اور مختار نسمجہہ لے کہ جو چاہے سو کرے اور کسیکو
نفع نقصان پہنچائے مطلب اس رد تکوین کا طرف اوسکے وہی ہے جو بعض
کتب آسمانی مین آیا ہے ابن آدم انا اللہ لا الہ الا انا اقول للشئ کن فیکون
اطعنی تقول للشئ کن فیکون **ف** بہید اسمین یہ ہے کہ جب بندہ نے حق کی
اطاعت وفرمان برداری کی اور اپنے اختیار سے باہر ہوا اور ظلمات صفات بشریت
سے فانی وخالی ہوگیا اور ہر فنا کے لئے بقا اور ہر خلا کے لئے ملا لازم ہے تو
ناچار وہ انوار صفات ربوبیت کے ساتھہ باقی رہتا ہے اور آثار قدرت حق کے

بیرون پردۂ اسباب وعادت سے ظاہر ہوتی ہین غرضکہ بندہ جب اپنی عادت سے خارج ہوتا ہے توحق بہی اپنی عادت کا خرق کرتا ہے اورجب تک بندہ مضیق عادت مین مقید وگرفتار رہتا ہے تب تک حق سبحانہٗ وتعالےٰ بہی اپنی عادت پہ برقرار رہتا ہے ٥

توکز سرائے طبیعت نمی روے بیرون		کجا بکوئے حقیقت گزر توانی کرد

قول چہل وہفتم ایک پیرمرد نے خواب مین مجہسے پوچہا کہ وہ کیا چیز ہے جس سے بندہ اللہ کا تقرب چاہے اورجستجو کرے مینے کہا اسکی ایک ابتدا انتہا ہے ابتدا ورع ہے یعنی تقوی وپرہیزگاری کہ عبارت ہے اجتناب محرمات ومکروہات سے جہانتک بن سکے اور انتہا اوسکی رضا وتسلیم وتوکل ہے ٥

رضا بدہ بقضا وز جبین گرہ بکشا		کہ بر من وتو در اختیار نکشادست

ف خلاصہ اس خواب برکت مآب کا وہی ہے جو قول اوّل مین گزرچکا ہے کہ ذوران کمال ولایت ومراتب ولایت کا منحصر ہے تین امر مین ایک امتثال امر کا دوم اجتناب معاصی سے سوم رضا بقدر ہمراہ توکل وتسلیم کے کلام حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کا ہر مقالہ مین اسیکے اِردگرد آس پاس گہومتا چکر مارتا ہے کوئی بیان صراحت یا اشارت سے طرف ان امورسہ گانہ کے خالی نہین ہے اس مدعا کو بانواع عبارت اس کتاب مستطاب مین مجملاً ومفصلاً بیان فرمایا ہے اور عجائب وغرائب قوالب مین اسکو ادا کیا ہے یہ بہی ایک کرامت ہے حضرت شیخ رض

کو توانائی حاصل نہین ہے واللہ یختص برحمتہ من یشاء **حکایت** امام احمد نے رب العزت کو خواب مین دیکھا تھا پوچھا اے رب تیرا تقرب کس چیز سے حاصل ہوتا ہے فرمایا تلاوت قران سے کہا سمجھے یا نسمجھے فرمایا سمجھے یا نسمجھے **قول جہل و حمق** مومن کو چاہیے کہ پہلے ادا فرائض مین مشغول ہو کیونکہ ترک فرائض و واجبات سے گنہگار و عاصی ہوگا جب فرائض سے فارغ و خالی ہو تب سنن موکدہ مین مشغول ہو کہ ترک کرنے سے سنن کی عتاب ہوتا ہے اور یہ ترک بے ادبی ہے پہر بعد سنن کے نوافل و فضائل مین مشغول ہو کہ انکے کرنے مین ثواب ملتا ہی اور نکرنے مین کوئی گناہ و بے ادبی نہین ہوتی ہے اور جبکہ فرائض سے فارغ نہین ہے تب تک سنن مین مشغول ہونا حمق و رعونت و نشان جہل و بیخبری و سبکی عقل کا ہے کیونکہ ترک کرنا اوس چیز کا جو لازم و ضروری ہے اور اہتمام کرنا اوس چیز مین جو کہ ضروری نہین ہے قاعدۂ عقل و خرد و دانش سے دور ہے اسلیے کہ دفع ضرر کا اہم ہے عاقل پر جلب نفع سے بلکہ حقیقت مین نفع اس صورت مین منتفی ہی اور اسی قیاس پر بجالانا نوافل کا ہمراہ ترک فرائض کے نامقبول و باطل ہے ولہذا فرمایا ہی کہ اگر فرائض سے پہلے سنن و نوافل مین مشغول ہوگا تو وہ قبول نہونگے اور یہ شخص خوار و ذلیل ہوگا **ف** یہ جو کہتے ہین کہ نوافل سے سبب جبر نقصان فرائض کے ہوتے ہین سو اوس صورت مین ہین کہ فرائض بجالاوے اور بعض حقوق جو قبیل واجبات سے نہین ہین بلکہ سبب کمال ہین فوت ہوجاوین

تب یہ جبر نقصان ہوتا ہے نہ یہ کہ مکفر فوت فرائض ہون اہل علم نے کہا ہے کہ
بجالانا نوافل کا ہمراہ ترک فرائض کے ایسا ہے جیسے کوئی پاس اوس شخص کے
جسکا قرضدار ہے ہدیہ بھیجے اور قرض ادا نکرے تو یہ ہدیہ ہرگز قبول نہوگا البتہ
اگر بعض حقوق و صفات قرض مین کچھہ نقصان ہوگیا ہوگا تو بھیجنا ہدیہ کا جبر
نقصان کریگا یہ بھی کہا ہے کہ جسکے نزدیک نوافل اہم ہین فرائض سے وہ مخدوع
ممکور ہے علماء کہتے ہین ہلاک لوگون کا دو کام مین ہے ایک اشتغال نافلہ مین
بتضییع فرائض دوم عمل جوارح مین بدون مواطات قلب کے انتہی بالجملہ مثال اس
شخص کے جو کہ مشتغل نوافل قبل فرائض کے ہے ایسی ہے جیسے کسی شخص
کو بادشاہ اپنی خدمت کو بلائے اور وہ اوسکے پاس نجائے اور کسی امیر کی
خدمت مین جو اوس بادشاہ کا غلام و خادم ہے اور اوسکا زیر دست ہے واسطے
خدمت کے کہڑا ہو علے مرتضی نے رفعاً کہا ہے ان مثل مصلی النوافل وعلیہ
فریضۃ کمثل حبلی حملت فلما دنا نفاسہا اسقطت وجہ تشبیہ کی کہینچنا رنج
و مشقت کا ہے بیفائدہ فلاھی ذات حمل ولاھی ذات ولادۃ یہ اسلئے کہ حمل
ساقط ہوگیا وکذلک المصلے لایقبل اللہ لہ نافلۃ حتی یؤدی الفریضۃ
دوسری مثال یہ فرمائی ومثل المصلی کمثل التاجر لایحصل لہ ربحہ حتی یاخذ
راس مالہ فکذلک المصلے بالنوافل لایقبل لہ نافلۃ حتی یؤدی
الفریضۃ ہ

حافظ ہر انکہ عشق نوزرید و وصل خواست		احرام طوف کعبۂ دل بی وضو بہ بست

اسیطرح حال اوس شخص کا ہے جو تارک سنت و مشتغل نوافل ہے اور وہ نوافل کچہہ راتبۂ و وظیفہ دائمی ہمراہ فریضہ کے نہین ہین اور نہ شارع سنے اوسپر نص کی ہے اور نہ اوسکو موکد ٹہیرایا ہے سو منجملہ فرائض کے ایک ترک کرنا حرام کا ہے اگرچہ واجب کا بجالانا بہی فرض ہے ولکن اہتمام ترک حرام کا کرنا اشد و اقوی ہے اور رعایت جانب اجتناب کے اہم و اقدم ہے رعایت امتثال سے کیونکہ دفع ضرر کا اہم ہوتا ہے جلب نفع سے اور خود فعل واجب مستلزم ہے ترک حرام کو اور ترک حرام مستلزم ہے فعل واجب کو اسلئے کہ اوسکی ضد ہے دوسرا فرض ترک کرنا شرک خلق کا ہے ساتھہ حق تعالے کے کہ اسناد افعال کی بروجہ استقلال طرف خلق کے کرے اور اسباب و وسائط پر مستبد و معتمد ہو اور قضا و قدر پر اعتراض کرے اور راضی بقضا نہو اور یہ کہ اجابت و طاعت خلق کے معصیت و نا مرضیات حق مین ترک کردے اور اللہ پاک کے امر و طاعت سے روگردان ہو حضرت سنے فرمایا ہے لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ اللہ مفتاح مین کہا ہے حاصل کار مسلمانی امتثال اوامر تشریعی و استسلام احکام ارادی ست انچہ فرماید کردن و چنانچہ دارد بودن انتہی قول جہل و نہم جسنے خواب کو بیداری پر کہ سبب اگاہی و ہوشیاری کی ہے اختیار کیا اوسنے ایسی چیز اختیار کی جو کمتر و فروتر ہے رتبہ مین اور طنا اپنا مردون مین اور بیخبری اپنی تمام نیک کامون سے پسند کی کیونکہ خواب برادر مرگ ہے

اور سونا مشابہ مرنے کے ہے تعطیل جوارح و قوی مین و لہذا اللہ پاک پر خواب روا و ممکن نہین ہے کہ وہ ہر آن ایک کام مین ہے اور سارے صفات نقائص اوسکی ذات پاک سے منتفی ہین اسیطرح فرشتے بوجہ قرب جناب اقدس اور تنزہ کے صفات بشریت و اسباب فترت سے خواب سے منفی ہین اسیطرح اہل جنت کیونکہ وا رفع و اطہر و انفس و اکرم جگہہ مین ہونگے اون سے بہی خواب دور ہے اور خواب ایکطرح کا نقصان ہے اونکی حالت مین اسلئے کہ خواب کسل و فترت ہوتی ہے تصاعد بخارات غلیظہ سے جو جوف سے طرف دماغ کے چڑہتے ہین اور قوی و آلات معطل ہوجاتے ہین اور اسمین شک نہین ہے کہ کسل و فترت و عطلت قوی منجملہ نقائص کی سے ہے اور غالب سبب خواب کرنے کا بے شوقی و بیحضوری ہے اور اہل جنت ہمیشہ مطالعۂ صفات و شہود ذات حق اور شوق و ذوق حضور و آگاہی مین ہونگے اونکو خواب کہان سے آئیگی ع این سخن بیگانہ را گو آشنا را خواب نیست ✦ پس ساری خیر و خوبی بیداری و ہشیاری مین سے ہے اور ساری برائی خواب و غفلت مین نیک کامون سے اور چونکہ غالب سبب خواب کا تکثیر طعام و شراب ہے اسلئے جو کوئی ہوائے نفس و شرہ طبیعت سے بے ملاحظہ احتیاط کی کہاتا ہے وہ بہت کہاتا ہے اور بہت پیتا ہے اور بہت سا سوتا ہے خیر کثیر فوت ہوجاتی ہے اور طاعت و عبادت و تفکر و اعتبار سے باز رہتا ہے اور جو کوئی تہوڑا سا طعام حرام کہاتا ہے وہ مانند اوس شخص کے ہے جو بہت سا طعام مباح

ہوائے نفس سے کہاتا ہے یعنی کم کہانا طعام حرام مین نہ بائندد اور حکم مین بہت کہانیکے ہے بلکہ اوس سے بہی بدتر ہے حلال کہاتے اور کم کہائے اوس سے جو حرام کہائے اور بہت ساکہائے حرام ایمان کو چہپا لیتا اور اوسکی نورانیت کو تاریک کردیتا ہے جسطرح کہ شراب عقل کو تاریک کردیتی ہے اور چہپا لیتی ہے اور حکم مین مجانین وبہائم کی کردیتی ہے پس جب ایمان تیرہ و تاریک ہو گیا توپہر نہ نماز ہی نہ عبادت نہ اخلاص اور کہان سے ہو کہ نہ عقل ٹہکانے ہے اور نہ شعور نہ ادراک ہے اور جو کوئی بہت ساحلال بامر آلہی جسکو اپنے باطن مین پاتا ہے کہا گیا نہ ہوائے نفس و حرص طبیعت سے جسطرح بعض شتہیوں کو نفس اونکا اسیر ہو گیا ہے حالت توسع و آسودگی مین اذن بعض مباحات کا دیتی ہین تو وہ مثل اوس شخص کے ہوگا جو طعام حلال کہاتا ہی اور کم کہاتا ہے نشاط پاتا ہی مین اندر عبادت و قوت کے سو حلال نور در نور ہے اور حرام ظلمت در ظلمت کوئی خوبی اسمین نہین ہے حلال کا ہوائے نفس سے کہانا بغیر امر کے ایسا ہے جیسے مہلا حرام کا کہانا ایسے کہانے سے نیند آتی ہے کوئی خیر اوسمین نہین ہے ف یہ چار قسمین ہوئین ایک کم کہانا حلال سے اگرچہ ہوائے نفس ہو دوسرے بہت کہانا حکم سے یہ اسی کم کہانے کے حکم مین ہے تیسرے بہت کہانا حلال سے ہوائے نفس چوتہے کم کہانا حرام سے ان دونون کا ایک حکم ہے اور بہت کہانا طعام حرام کا سب سے زیادہ بدتر ہے اور کم کہانا حلال سے اگر بامر آلہی ہو تو سب سے زیادہ اصفی و اعلیٰ ہے

ف غزالی رح نے احیاء العلوم مین بیان شہوت اکل وشہوت فرج کا کیا ہے اور ان دونون کو منجملہ مہلکات کے بتایا ہے اِسکی بحث ہمارے رسالہ لسان العرفان وغیرہ مین بھی بسط سے آئی ہے اور بعض نے جو خواب کو بیداری پر ترجیح دی ہے اوسکے وجوہ اور ہین لکل وجہۃ ھو مولیہا اگر کوئی اِس نیت سے خواب کرے کہ اوسقدر مدت تک گناہ سے باز رہیگا تو عجیب نہین کہ یہ خواب اوسکے حق مین بہتر ہو بیداری یا گناہ سے ؎

ظالمے را خفتہ دیدم نیم روز		گفتم این فتنہ ست خوابش بردہ بہ

یا مثل اِسکے ؎

سحر کرشمۂ وصلش بخواب مے دیدم		زہے مراتب خوابی کہ بہ ز بیداری ست

ایک بزرگ ہمیشہ بیدار رہتے تھے ایکبار اتفاقاً سو گئے رب العزت کو خواب مین دیکھا تب سے جس جگہہ بیٹھتے سوتے کہ شاید پھر وہ دولت بیدار نصیب ہو واللہ اعلم

قول پنجاہم بندے کا حال دو قسم سے خالی نہین ہے یا تو وہ قرب خدا عزوجل سے غائب ہوتا ہے یا خدا سے قریب اور اوس تک واصل ہوتا ہے اگر غائب ہے تو پھر بسبب اِس بیٹھہ رہنے اور طلب نکرنے اور سستی و تقصیر کرنے حظ وافر و نصیب بسیار و تمام اور نعیم قائم دعز دائم اور کفایت مہمات بزرگ اور بے گزندی و توانگری و نازنینی سے دنیا و آخرت مین کیا ہے آسکو تو یہ چاہیئے کہ اوٹھہ کر دوڑنے اور تیز چلنے مین طرف درگاہ حق کے شتابی و جلدی کرے اور دد نو بازو سے

طرف عزوجل کے اور سے ایک باز وترک کرنا لذات وشہوات نفس کا ہے حرام ہو
یا مباح اور سارے آسایش کا چھوڑ دینا دوسرا باز و برداشت کرنا آزار ورنج
وسختیون اور ناخوشیون کا اور سوار ہونا عزیمت اور عمل سخت پر اور خارج ہونا قیدو
تعلق خلق سے اور باہر آنا ہواے نفس وآرزوہاے دنیا وآخرت سے ہے
یہانتک کہ ساتھ وصول وقرب جناب حق کے فیروزمند وکامیاب ہوا اور پاس
اللہ تعالے کے ساری آرزوئین اپنی پائی اور کرامت عظمی اور عزت کبری
اور بزرگی وجوانمردی وغلبہ ارجمندی زیادہ آرزو سے حاصل ہو پھر اگر یہ شخص
اون لوگون مین سے ہے جو مقرب بارگاہ اور واصل حق ہین اور اللہ کی
عنایت نے اونکو پالیا ہے اور رحمت ورعایت اونکی شامل حال ہے اور محبت
حق نے اونکو طرف اپنے کھینچ لیا ہے اور مہربانی خدا اونکو پہنچ گئی ہے تو اس
کو حسن ادب اور نگاہداشت سطوت ربوبیت کے کرنا چاہیے جس حال مین
یہ ہے او سپردہ ہو کا نکھاے اور فریفتہ نہو کہ خدمت مین تقصیر کرے اور بری طرح
کا خادم بنے اور رعونت اصلی اور جبلت بشری کی طرف مائل وخالد ہو جائے اور
جہل ونادانی وظلم وزشت کاری وشتابی سے بے تامل وتوقف ہر کچھ کر بیٹھے
جسطرح فرمایا ہے وحملها الانسان انه کان ظلوما جهولا یعنی آدمی نے
امانت کو اوٹھا لیا جو عبارت ہے طاعت خدا سے امر ونہی مین بے شک آدمی
ستمگار وسخت نادان عاقبت کار سے ہے یہ وصف انسان کا باعتبار اکثر و

اغلب جنس کے ہے ورنہ ایسے لوگ بھی نہین ہین جن سے اِن دونون وصف کا ظہور نہین ہوتا ہے اگرچہ اونکی اصل جبلت مین یہ اوصاف رکھے گئے ہین اور فرمایا وکان الانسان عجولا یعنی آدمی بڑا جلد باز ہے سو جن چیزون کو اس بندہ نے چھوڑ دیا ہے جیسے گرفتاری خلق وہوائے نفس وخواست ماسوائے حق اور تخییر وتدبیر اور ترک صبر وموافقت ورضا وقت نزول بلا کے اُنکی طرف التفات کرنے سے دل کی نگاہداشت کرے اگرچہ مقربین وواصلین درگاہ سے کیون نہوگیا ہو اور قیود وتعلقات بشریت سے چھوٹ گیا ہو لکن تب بھی اِس حفظ قلب سے غافل نہو یہ اِسلئے کہ جبلت بشریت اسیطرح پر واقع ہے لہذا کید نفس سے آگاہ رہے تاکہ طرف اِن اشیاء کے میل والتفات نہو ف یہان سے معلوم ہوا کہ اہل نہایت کو باوجود تمامی سیر وسلوک کی سیاست وپاسبانی نفس سے غفلت کرنا نچاہیئے کہ نفس اِنکے ہاتھہ مین اگرچہ اسیر ہے اور اِنکی قید مین پڑا ہے لکن مردہ ومعدوم تو نہین ہوا ہے اسیر کی اگر خبرداری نہوگی تو ممکن ہے کہ وہ اپنے زور سے یا غیر کی معاونت سے بند کو توڑ کر نکل بہاگے گا ۵

نفسے دارم کہ ہر نفس مہ گردد ✤	گویم کہ ریاضت دہمش بہ گردد
ہر چند بجہد لاغرش گردانم	از یک سخن فضول فربہ گردد

اسلئے سبیل سلامت ووصول تا مقام تمکین یہ ہے کہ ساری کوشش اسمین رہے کہ کچھہ اثر ہستی وخودپرستی کا باقی رہنے نہ پاوے اور مطلقا فانی ہوجاوے

ولہذا فرمایا ہے کہ سامنے حضرت عزوجل کے افگندہ وافتادہ ہوجائے تاکہ اسکے
لئے کوئی فعل واختیار و تدبیر کار نہو جیسے گیند سامنے سوار کے کہ وہ اوسکو چوگان
سے اولٹتا پہیرتا ہے اور جیسے مردہ ہاتھہ مین نہلانے والے کے اور جیسے بچہ
شیر خوارہ گود مین دایہ اور مان کے یہ مثال ہے تنزل کی اعلی سے طرف ادنی
کے کہ اگر اوسطرح کا نہین ہے تو اسطرح کا ہونا تو ضرور ہی چاہئیے اور ماسوا سے
نابینا ہو جائے غیر حق کے لئے کوئی وجود زیان وسود وعطا ومنع کا نہ دیکھے خلق
و اسباب کو وقت پہنچنے آزار و بلا کے ایک تازیانہ طرف سے حق کے سمجھے کہ وہ
اس تازیانہ سے طریق طلب و تقرب مین اسکو مارتا ہے تاکہ یہ شخص چست و چالاک تر
ہو جائے لکن یہ اوسکے حق مین ہے جو کہ یقین قوی رکھتا ہے اور جانتا ہے
کہ مبتلا کرنے والا اوسکا اس بلا مین حق تعالی ہے نہ اوسکے حق مین جو کہ اس
صفت قوت یقین پر نہین ہے کہ وہ وجہ واذیت و بلیت سے اور زیادہ سست
و دیر رو ہو جاتا ہے جسطرح قرآن مین فرمایا ہے وان اصابتہ فتنۃ انقلب
علی وجہہ اور جب نعمت وعطا حاصل ہو تو خلق و اسباب کو مثل ایک ہاتھہ
کے سمجھے کہ دہن مین لقمہ ڈالتا ہے تاکہ بلا وعطا دونون مین خدا ہی کو فاعل
حقیقی جانے اور وسائط و اسباب کے لئے کوئی ہستی نسمجھے وباللہ التوفیق

قول پنجاہ و یکم زاہد کو ثواب ملتا ہے ترک واخذ دونون پر کہ پہلے وہ دنیا
کی چیزون کو ترک کر دیتا ہے اور ہوائے نفس وموافقت نفس سے کوئی شئے

نہین لیتا بلکہ اوسکا لینا محض بامر خدا ہوتا ہے خواہ امر ارادی ہو یا تشریعی
جب اوسکی دشمنی ساتھہ اپنے نفس کے اور مخالفت ساتھہ ہواے نفس کے
ثابت ہوجاتی ہے اور وہ محققین اہل ولایت مین گن لیا جاتا ہے اور زمرۂ ابدا
و عارفین باللہ مین داخل ہوتا ہے تب اوسکو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ لے اور ساتھہ
اوسکے آمیزش و تعلق رکھے خواہ یہ امر ظاہر مین ہو یا باطن مین کیونکہ اوسکی قسمت
ہی ضرور ہے اوسکو ملیگی غیر کے لئے پیدا نہین کی گئی ہے اور قلم ساتھہ اوسکے
خشک ہوچکی اور علم ازلی سابق ہوچکا اب وہ واسطے سچا آورے حکم کے اوسکو لیتا ہے
یا علم الٰہی پر مطلع ہوتا ہے کہ اسکا لینا چاہیئے تب ساتھہ اوس شے کے متلبس ہوتا
ہے کیونکہ قدر و فعل خدا اوسکے بارہ مین جاری ہوچکا ہے نے اسکی دخل کے نہ
وہان اسکی ہواۓ نفس ہے اور نہ ارادہ اور نہ ہمت اب اسکو دوبارہ ثواب دیا
جاتا ہے کیونکہ اسنے حکم اوٹھایا یا موافق فعل حق کے اِس بارہ مین ہوا بالجملہ جب
ترک و اخذ مین کچہہ دخل ہوئی و ارادہ کا نہوا اور دونون کی بنیاد امر و فعل حق پر
ٹھیری تو اب اِس زاہد کو دونون حالت مین اجر و ثواب ملتا ہے یہی معنی ہین
اِس قول کے اگر ہست غم نیست و اگر نیست غم نیست جب ہواے نفس و ارادہ
کا دخل نہوا تو نہونے کا غم و اندوہ کیون ہوگا ساری محنت و اندوہ ہنگی تو مزاحمت
نفس سے ہوا کرتی ہے کریمہ ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون
کے معنی یہی ہین کوئی کہے کہ اسجگہہ اطلاق قول کا دربارۂ ثواب حق مین اوس

شخص کے جوکہ مقام اکبر مذکور مین ہے یعنی زمرۂ ابدال و عارفین مین داخل کیا
گیا ہے اور خلق و النفس و اہویہ ارادات و حظوظ و امانی و اعواض اعمال سے
فانی ہو چکا ہے اور اون لوگون مین ہے جو اپنی ساری طاعات و عبادات کو اللہ
کا فعل اور اوسکی نعمت و رحمت و توفیق و تیسیر سمجھتے ہین اور یہ اعتقاد کرتے ہین
کہ ہم اللہ کے بندے و غلام ہین اور بندہ کسی حق کا اپنے مولی پر استحقاق نہین
رکھتا ہے کیونکہ وہ اپنی ذات و حرکات و سکنات و اکساب سے ملک اپنے مولی کا ہے
اوسکے حق مین یہ بات کسطرح درست ہو سکتی ہے کہ وہ مثاب و ماجور ہوتا ہے
حالانکہ وہ نہ طالب ثواب ہے اور نہ خواہان عوض اپنے کام پر اور نہ اپنے لئے کوئی
عمل دیکھتا ہے بلکہ اپنے نفس کو بطالین اور افلس مفلسین اعمال مین سے
جانتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ حقیقت حال یہی ہے کہ سب کچھ طرف سے
خدا کے ہے اور بندہ استحقاق ثواب کا نہین رکھتا ہے اتنی بات ہے کہ اللہ
تعالے اپنا فضل بندے کو پہنچاتا ہے اور اوسکو اپنی نعمت سے ناز مین رکھتا ہے
اور اپنی لطف و مہربانی و رحمت و برّ و کرم سے اوسکی پرورش فرماتا ہے **ف**
اسجگہہ ایک مثال مطابق مقام کے ہے مثلاً ایک بزرگ نے ایک باغ بنایا
اور اوسمین درخت لگائے اور کنوان کھودا اور سارے اسباب و آلات طیار
کئے اور اوسپر ایک باغبان مقرر کیا اور اوسکی تنخواہ جاری کی اوسنے باغ کی خدمت
کی اور باغ مین میوہ لگا وہ اوس میوہ کو خدمت مین اوس بزرگ کے لایا بزرگ نے اوسکو انعام

دیا باغبان نے کیا کام کیا تھا کہ انعام پایا باغ بزرگ کا تھا اور چاہ بھی اوسکا
اور سارے آلات و اسباب بھی اوسکے اور باغبان وظیفہ خوار اوسکا پس یہ انعام
نہین ہے مگر محض فضل و کرم اوس بزرگ کا بالجملہ یہ فضل و کرم و لطف و رافت
حق مین بندۂ خالق کی اسلیئے ہے کہ اس بندہ نے اپنا ہاتھہ اپنے مصالح نفس
و طلب حظوظ باقیہ مدخرہ اور جلب نفع و دفع ضر نفس سے کہینچ لیا ہے اور وہ
مثل ایک بچۂ شیر خوار کے ہے کہ اپنے مصالح نفس مین کچھہ حرکت و جنبش نہین کرسکتا
ہے اور اللہ کے فضل و رزق کی ناز و نعمت مین رکہا گیا ہے جو ہاتھہ پر اوسکے
مان باپ کے گرتا ہے اور یہ دونون اوسکے کفیل و کفین ہین یعنی جسطرح طفل رضیع
کچھہ تدبیر و اختیار نہین رکھتا ہے اور اللہ مان باپ کو اوسپر مہربان کردیتا ہے
اور متکفل اوسکے رزق کا ٹہرا دیتا ہے اسیطرح مرد فانی جب اپنے مصالح نفس
و طلب حظوظ سے باہر آجاتا ہے تو اللہ کا لطف و کرم اوسکی تربیت فرماتا ہے
اور اپنی رافت و رحمت کا مشمول کرتا ہے الغرض جب اوس سے مصالح اوسکی
نفس کے برطرف کردی گئی تو اللہ خلق کے دلون کو اوسپر مہربان کردیتا ہے اور
اپنی رحمت و شفقت اوسکے دلون مین پیدا کرتا ہے یہانتک کہ ہر کوئی اس شخص
فانی پر رحمت و عطوفت و بر کرتا ہے اسیطرح ہر فانی جسکو سوائے امر و فعل خدا
کے کوئی چیز حرکت نہین دیتی ہے دنیا و آخرت مین مواصل بفضل خدا ہوتا ہے
اور دارین مین با ناز و نعمت رہتا ہے اذیت اوس سے دور کردیجاتی ہے اللہ

اوسکا متولی ہوتا ہے قال تعالی ان ولیی اللہ الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصالحین **قول پنجاہ و دوم** سوا اسکے نہین ہے کہ اللہ تعالی ایک گروہ کو مومنین مین سے جو اوسکے دوستدار اور صاحب ولایت و معرفت ہین مبتلائے بلا کرتا ہے تاکہ وہ بسبب اوس بلا و ابتلاء کی طرف سوال کرنے کے آئین اور اونکے مانگنے کو دوست رکہتا ہے کیونکہ دوست یہ چاہتا ہے کہ ہمارا دوست ہمسے ہمسخن ہوا اور اپنے دل کا راز و نیاز ظاہر کرے نیز اللہ رحیم و کریم ہے اور کریم کو یہ بات خوش آتی ہے کہ محتاج اوس سے مانگین اور وہ اونکو دے اور اونکا کام کاج کردے ولہذا یہ بات کہی ہے کہ رحمن وہ شخص ہے کہ اگر اوس سے مانگو تو دے اور رحیم وہ شخص ہے کہ اگر اوس سے نمانگو تو خفا ہو حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی اللہ سے سوال نہین کرتا ہے اللہ کو اوسپر غصہ آتا ہے پہر جب یہ لوگ اللہ سے سوال کرتے ہین تو اللہ قبول کرتا ہے تاکہ صفت کرم وجود کو جو کہ مخصوص بذات کامل الصفات حق تعالی ہے حق اونکا عطا کرے اسلئے کہ یہ دونون اللہ عزوجل سے وقت سوال مومن کے طالب اجابت ہوتے ہین اور بازجہت قبول دعا و عطا کی کرتے ہین یعنی مقتضا جود و کرم کا یہ ہے کہ گدا سوال کرے تا کہ اثر اوسکا ظاہر ہو **ف** مفتاح مین کہا ہے کہ صفات خدا و کلام اور ادر حضرت

وے مجال سخن و میدان شفاعت فراخ ست و در حقیقت خود بخود در سخن ست

و خود از خود شفاعت مے نماید تعالی شانہ در حدیث آمدہ کہ سورہ تبارک الذی

بیدہ الملک مطالبہ میکند حضرت صمدیت را بہ بخشیدن گناہان خوانندۂ خود را
ومیگوید کہ اگر او را نمی بخشی مرا از کتاب خود بیرون کن الحدیث انتہی دوست
رکہنا حضرت حق کا سوال کو اپنے بندۂ خاص سے اس حد تک ہے کہ کبہی جابت
مین توقف کرتا ہے اور جلد نہین دیتا تاکہ اوسکے سوال ودعا کو خوب سا سننے اور
حقیقت مین کوئی توقف اجابت مین بہی نہین ہوتا ہے اجابت تو حاصل ہے
کیونکہ فرمادیا کہ تہنی دعا قبول کی رہی یہ بات کہ مقصود کو طالب کی گرہ مین باندہ دی
سو یہ موقوف دوسرے وقت پر ہوتی ہے کہ اوسکی صلاح ویدا اسی مین ہے اسی
جگہہ سے یہ فرمایا ہے کہ کبہی اجابت حاصل ہوجاتی ہے لکن نقد ونفاذ
یعنی مقصود بالفعل وفی الحال حاصل نہین ہوتا بسبب تعویق قدر کے کہ
حصول اوسکا تقدیر الٰہی مین ایک وقت معین پر رکہا گیا ہے نہ اسلیے کہ وہ دعا
نامقبول ہے اور وہ سوال حرمان نصیب ہے شاید صلاح وقت اسی تاخیر مین
ہو اور ذوق تضرع وتذلل ونیاز ومناجات ولذت گفت وشنید کی بارگاہ کارساز
بے نیاز مین حصول مقصود سے بڑہ کر ہو یا واسطے آخرت کے ذخیرہ کر رکہی ہو
کہ وہان افتقار واحتیاج بیشتر ہوگا نیز وعدہ اجابت کا ادعونی استجب لکم
مین مطلقا ہے کچہہ مقید ساتہہ وقت دعا وخواہش بندی کے نہین ہے اللہ تعالیٰ
ضامن ہے اجابت کا جسوقت کہ چاہے اور جسطرح پر کہ چاہے نہ اوسوقت کہ بندہ
چاہے اور جسطرح پر کہ چاہے اور رکہنا اللہ تعالیٰ کا اجابت کو اپنے اختیار مین

بندہ ہو کے اختیار پر عین مصلحت و صلاح بندہ ہے بندہ نادان ہوتا ہے نہین جانتا کہ اوسکی صلاح کیا ہے اور کس کام مین ہے اور کبھی اجابت و عطا مثل مسئول کے ہوتی ہے کبھی حق مین سائل کے اصلح ہوتا ہے مثلاً کوئی دہقان کسی بادشاہ سے اسپ تازی مانگے اور وہ اوسکو ایک گاؤ زراعت کی دے تو یہ نہین کہین گے کہ سلطان نے اوسکی اجابت نہین کی بلکہ قبول کی اور اوسکو سوال سے بہتر چیز دی اور کبھی اجابت یون ہوتی ہے کہ کوئی بلا اوس سے دور کردی جاتی ہے عوض اس طلب کے یہ سارے معانی احادیث مین آئے ہین اور اگر فرضاً اجابت نکرے تو بھی اوسکو پہنچتا ہے بندہ کو بہر حال ساتھہ اوسکے راضی رہنا چاہیئے **ف** تحقیق یہ ہے کہ دعا ایک عبودیت ہے جسکے ساتھہ بندہ وقت نزول بلا یا خوف نزول بلا کے مامور ہے جسطرح کہ ساتھہ نماز و روزہ کے وقت دخول اوقات صلوۃ و صیام کے بے ایجاب الزام و قبول کے مامور ہے اور اجابت اختیار حق مین ہے کریم نے وعدہ اوسکا کیا ہے اور وہ اپنے وعدہ مین سچا ہے لیکن اوسطرح پر جو اوسنے پسند کیا ہے اور صلاح بندہ کی اسمین ہے کہ دعا کرے اور اجابت و قبول کو حقتعالی پر چھوڑ دے اور اگر اللہ کے علم و تقدیر پر ساکت ہو بیٹھے اور اکتفا کرے اور ادب رکھے تو یہ بھی ایک مقام ہے

اے دل صبور باش کہ در بارگاہ دوست	خاموشی تو عرض تمنائے دیگر ست

اور اگر ذکر حق مین مشغول رہے اور دعا نکرے تو یہ سب سے اعلی تر ہے مقربین

درگاہ کہ مزاج شناس وقت ہین احوال مختلف رکھتے ہین ہر حال و وقت مین
جو لایق و مناسب ہوتا ہے ویسا ہی کرتے ہین بعض نے کہا ہی کہ علم وقت کا
بہی اوسی وقت پر حاصل ہوجاتا ہے واللہ اعلم بالجملہ بندہ کو چاہیئے کہ وقت
نزول بلا کے مودّب و مہذب رہے اور اپنے گناہون کی جستجو و کاوش و تفتیش
کرے کہ یہ بلا کس گناہ کے سبب سے آئی ہے کوئی امر ترک ہوگیا ہے یا کسی نہی
کا ارتکاب کیا ہے خواہ وہ گناہ ظاہری ہو یا باطنی یا کسی تقدیر مین کوئی جھگڑا
کیا ہے کہ این چنین چرا شد و چون شد کہ یہ کہنا بہی ایک گناہ عظیم ہے اور اگر
بطور ردّ و اعتراض کے ہے تو کفر ہے اور اگر بطریق عادت و مساہلہ و عدم احتیاط
کے ہے تو بہی نزدیک اِس قوم کے گناہ ہے بلکہ شرک و دعوی ہستی ہی ۹

مزن بچون و چرا دل کہ بندۂ مقبل		قبول کرد بجان ہر سخن کہ جانان گفت

غالب یہ ہے کہ ابتلاء بندہ کی مقابلہ مین گناہ کے ہوتی ہے بندہ کو چاہیئے کہ توبہ
کرے اور طرف جناب حق کے رجوع و انابت لاوے تاکہ وہ بلا اوس سے دور ہو
پہر اگر وہ بلا برطرف ہوگئی تو مقصود حاصل ہوا اور اگر دور نہوئی تو چاہیئے کہ دعا
و تضرع و اعتذار کرے اور ہمیشہ سائل و داعی رہے بوجہ عبودیت و امتثال امر
کے کیونکہ جائز ہے کہ یہ ابتلا اسیلئے ہو کہ وہ سوال کرے اور اللہ کو تاخیر اجابت مین
متہم نکرے اور جہل و نسیان و سفہ و بخل جو لایق اوسکی درگاہ صمدیت کے نہین ہے
اوسکی طرف اسناد اِن کی نکرے الحاصل تاخیر دعا کی بجہت عدم اجابت و حرمان

کے نہین ہوتی ہے بلکہ کسی اور حکمت اور سبب کی وجہ سے ہوتی ہے ۔

قول پنجاہ و سوم بندگان خدا کو چاہیئے کہ اللہ سے خواستگار رضا بالقضا یا طالب فنا فی فعل المولی ہون اور سخط و اعتراض و نزع سے دور رہین اسلیئے کہ یہ رضا یا فنا راحت کبری ہے اسکے خلاف مین قطعاً کوئی آسایش نہین ہے ۔

عمرے پئے کام دل شتابان بودم	؎	اندر رہ جستجوے پا فرسودم
دیدیم کہ دران بجز پریشانی نیست		دست از ہمہ بازداشتم آسودم
غالب بریدم از ہمہ خواہم کز ین سپس	؎	گنجی گزینم و بپرستم خدائے را

یہ رضا و فنا ایک بہشت بلند و ممتاز ہے دنیا مین اور ایک پھاٹک اور باب اکبر ہے درگاہ قرب مین داخل ہونے کا اور ایک سبب ہے اللہ کے دوست رکھنے کا اپنے بندہ مومن کو کیونکہ راضی رہنا بندہ کا مولی تعالی سے اور فانی ہونا اوسکے فعل مین غایت محبت کی وجہ سے ہوتا ہے کہ بندہ اپنے رب کو دوست رکھتا ہے اس محبت کی جزا یہی ہے کہ اللہ اوس بندہ کو دوست رکھنے لگتا ہے کیونکہ ہر شخص اپنے دوست کو دوست رکھتا ہے هل جزاء الاحسان الا الاحسان اسی طرف اشیر ہے کہا ہے کہ صفات بندہ مین کوئی ایسی صفت نہین ہے جسکے مقابلہ مین کوئی صفت حق کی ہو مگر ذکر و محبت کہ جب بندہ خدا کو یاد کرتا ہے تو خدا بھی اوسکو یاد کرتا ہے اور جب بندہ حق کو دوست رکھتا ہے تو حق بھی اوسکو دوست رکھتا ہے فاذکرونی اذکرکم و یحبہم و یحبونہ اسپر دلیل ہے اور

محبت سابق ہے ذکر پر کیونکہ محبت سبب جذب ہے جب منجذب ہوا محب ٹھیرا جب محب ہوا ذاکر ہوگا جب ذاکر ہوا مذکور ہوگا پس جس کسی کو اللہ دوست رکھتا ہے اوسکو دنیا و آخرت مین عذاب نہین کرتا ف دلیل اسکی یہ ہے کہ یہود و نصاری نی دعوی محبت کا کیا اور کہا تہا نحن ابناء اللہ واحباءہ اللہ نے اُنکے ردّ دعوی و ابطال قول مین یہ فرمایا قل فلم یعذبکم اللہ بذنوبکم اِس سے معلوم ہوا کہ دوستی ساتہہ عذاب کے جمع نہین ہوتی ہے اور بندہ راضی بقضا محبوب حق ہوتا ہی اب حق اوسکو کیون عذاب کرنے لگا عذاب خود ایک الم و آزار ہے جب یہ بالکل تسلیم ہو گیا تو اب الم و آزار کہان ہوگا بالجملہ رضا و فنا مین ملنا اور پیوستہ ہونا ہی ساتہہ جناب قدس حق عز و جل کے اور پہنچنا ہے اوسکی درگاہ تک اور انس پکڑنا ہے ساتہہ ذکر حق کے کیونکہ رضا و فنا ناظر ہین اتفاق و اتحاد مین دو چیز کے اور انس و آرام انکو لازم ہے جدائی و دوری و وحشت مخالفت و دوئی سے اوٹہتی نہے پس بہرحال مشغول بخدا رہنا چاہیئے اور طلب مین حظوظ اور ایسی قسمت کے جو نصیب مین نہین ہے یا نصیب مین ہے مشغول نہوا اسلیئے کہ اگر قسمت مین نہین ہے تو مشغول ہونا اوسکی طلب مین حمق و رعونت و جہالت و بیخبری و گولی و سیکی و نادانی ہے اوس تک پہنچنا ممکن نہین ہے اور طلب کرنا اوسکا قبیل طلب محال سے ہے اور یہ مشقت طلب کی اشد عقوبات او سخت ترین عذاب ہے جسطرح کہ کہا ہے من اشد العقوبات طلب ما لم یقسم اور اگر مقسوم مین ہے

توپھر اشتغال کرنا ساتھہ اوسکے شرہ وحرص اور آزمناک و آزمند ہوتا ہے اور ایک
طرح کا شرک ہے باب عبودیت ومحبت وحقیقت مین اسلئے کہ اشتغال ساتھہ غیر
اللہ کے شرک ہوتا ہے اور طالب حظ ونصیب نفس دعوی محبت وولایت مین
راستگو وراست باز نہین ہوتا ہے جسنے ساتھہ اللہ کے غیر کو اختیار وپسند کیا
وہ بڑا جھوٹا ہے دعوی دوستی مین اور طالب عوض اپنے عمل پر مخلص نہین ہوتا
مخلص تو وہ شخص ہے جو اللہ کی عبادت اسلئے کرتا ہے کہ حق ربوبیت اوا کرے
کیونکہ مقتضا ربوبیت کا یہ ہے کہ مربوب رب کی عبادت کرے اور یہ عبادت اس
راہ سے ہو کہ اوسکو اپنا مالک اور سزاوار عبادت جانے کیونکہ حق عزوجل بندہ کا مالک
ہے اور بندہ پر حق ہے کہ اوسکی طاعت بجالاوے اور ذل کرے اسلئے کہ بندہ کے
ہر چیز خدا کی چیز ہے کیا حرکات وسکنات اور کیا اکتساب اور بندہ مع اپنے ہر ملک
کے مولی کا ہے ہمنے بہت جگہہ یہ بات بیان کی ہے کہ ساری عبادتین اللہ کی
نعمت ہین اور اوسکا فضل ہے بندہ پر کہ اوسکو اس عبادت کی توفیق دی ہے
اور پرستش حق پر قدرت بخشی ہے وجب سار عبادات نعم وکرم ٹھیری توپھر عوض
طلب کرنا معقول نہوا اس طلب وعوض وجزا سے تو یہہ بہتر واولی تر ہے کہ
بندہ مشتغل بشکر رب ہو اور ہنوز وظیفہ شکر کا ناتمام اور سلسلہ اوسکا غیر منتہی ہے
اسلئے کہ نعمت عبادت پر شکر کرنا یہ خود ایک نعمت دیگر ہے اسپر بھی شکر کرنا واجب ہوتا
ہے اور اگرچہ حقیقت اخلاص اور رعایت صدق مین ترک کرنا اعراض و

واعواض دنیا وآخرت کا معتبر ہے لکن اصل اخلاص اور تحسین پایہ خلوص یہی ہے کہ اغراض وحظوظ دنیا کو ترک کردے اور سمعہ وریا سے بچے ہم نہین جانتے کہ طالب حق کسطرح طلب حظوظ مین مشغول ہوگا حالانکہ ہم ایک خلق کثیر کو دیکھتے ہین کہ جب پاس اونکے کثرت حظوظ دنیا کی ہوتی ہے اور لذات نعم واقسام لگاتار ویاپے طرف اونکے آتے ہین تو اونکی خفگی اور غصہ اور بے رضامندی اپنے رب سے اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے اور وہ تفتہ وبے آرام ہوجاتے ہین اندوہ ومحنت سے اور نعمت الٰہی کا کفران کرنے لگتے ہین اور اونکے ہموم وغموم بڑھجاتے ہین ہمّ کا تعلق مستقبل سے ہوتا ہے جسکی طلب وقصد مین کوئی تردد واندوہ عارض ہو اور غم کا تعلق ماضی سے ہے کہ دل پر ایک پردہ سا پڑجاتا ہے اور یہ لوگ طرف ایسے اقسام کے محتاج ہوتے ہین جو اونکی قسمت مین نہین ہے اور جو کچھہ انکے پاس انکی قسمت کا ہوتا ہے اوسکو خوار وخُرد وزشت سمجھتے ہین اور جو چیز دوسرون کی قسمت مین ہے وہ اِنکے دلون اور آنکھون مین بزرگ وکلان ونیک نظر آتی ہے یہ اوسکی طلب مین لگتے ہین اور وہ انکی قسمت مین نہین ہوتی ہے ناچار انکی ساری عمر اِسی کام مین بسر ہوتی ہے اور سارے قویٰ گسستہ ہوجاتے ہین اور عمر پیرانہ سالی کی آجاتی ہے اور مال فنا ہوجاتا ہے اور بدن تھک کر رہجاتا ہے اور ماتھے مین پسینا آنے لگتا ہے اور نامہ اعمال کثرت کتابت اعمال ظلمانی سے سیاہ ہوجاتے ہین کیونکہ یہہ لوگ اوسکی طلب مین کثرت سے

گناہ کرتے اور عظائم ذنوب کے مرتکب ہوتے ہین اور اپنے رب کے احکام و اوامر
کو چھوڑ بیٹھتے ہین اور وہ اقسام غیر مقسومہ بھی اِنکے ہاتھ نہین آتے اور یہ
دنیا سے مفلس بینوا و تہیدست ہو کر جاتے ہین لاالی ھٰؤلاء ولاالی ھٰؤلاء
یعنی نہ تو اون اغنیا رمین ہوتے ہین جنھون نے دنیا مین نعمت و فراغت و آسایش
پائی اور آخرت کے لیے توشۂ کافی ہمراہ لیا اور نہ اون فقرا رمین ہوتی ہین جنھون
نے صبر و سکون اختیار کیا اور عبادت و طاعت و رضا بالقضا مین رہے بلکہ
خسر الدنیا والآخرہ ہوتے ہین نہ اپنے رب کے شکرگزار ہوئے کہ اپنی قسمت
پر جو اونکو دی ہے اوس سے طاعت حق پر مدد لیتے اور نہ غیر کی قسمت جسکے طالب
تھے اُنکو حاصل ہوئی بلکہ اپنی دنیا و آخرت دونون کو برباد و ضائع و خراب کیا
پس ایسے لوگ بدترین خلق اور جاہل ترین و احمق ترین مردم ہین اور عقول و
بصیرت مین خسیس و کمینہ تر اگر یہ لوگ راضی بقضا اور قانع بعطا رہتے اور اچھی
طرح طاعت مولی بجالاتی تو اونکی قسمت و نصیب و طالع و بخت کا حصہ و بہرہ بے رنج
و مشقت و ماندگی کے دنیا سے پاس اونکے آتا پھر دنیا سے طرف ہمسایگی و جوار
علی اعلی کے لیجائے جاتے اور منتقل ہوتے اور وہان پاس حق تعالے کے ہر مراد
و آرزو پاتے اللہ تعالے ہمکو اور تمکو اون لوگون مین کرے جو کہ راضی بقضا ہین
اور اسی رضا و فنا و حفظ حال و توفیق ما یحبہ و یرضاہ کے سائل ہین اللھم آمین

قول پنجاہ و چہارم جو کوئی خواہان لذات و درجات آخرت ہو اسکو

واجب ہے کہ دنیا مین زہد و بے رغبتی کرے اور اوسکے امتعہ و اقمشہ و شہوات سے متنفر رہے اور جو کوئی خواستار ذات خدا ہو اوسپر یہ واجب ہے کہ وہ آخرت مین زہد کرے یعنی بطریق شہوت نفس و میل لذات و تعلق ہمت کے ساتھہ اوسکی اور اپنی دنیا کو اپنی آخرت کے لیے چھوڑ دے اور اپنی آخرت کو اپنے رب کے لئے ترک کر دے یعنی بسبب محبت حق و قرب مولی کے یعنی اوسکا دل متعلق یاد پروردگار و مستغرق محبت حق تعالے رہے میل دل کا کسی اور جانب نہو اسی جگہہ سے کہا ہے کہ عابد دنیا مین غریب ہے اور عارف آخرت مین غریب ہے کیونکہ موطن روحانیت مرد کا اوسی جگہہ ہوتا ہے جہان کہ اوسکا دل ہے ع هُوَی کل نفس حیث کان حبیبہا ✤ مثلاً کوئی شخص ہمراہ جماعت کے بیٹھا ہے مگر دل اوسکا اور طرف ہے پس عابد جسکا دل متعلق آخرت ہے ہے اگرچہ ظاہر مین وہ اندر دنیا کے اور اہل دنیا کی ہے لکن حقیقت مین درمیان انکے نہین ہے اور اگر ہے تو صفت غربا پر ہے اسیطرح دل عارف کا جب متعلق ذات حق اور مستغرق ذکر رب مطلق ہوتا ہے تو ہرچند وہ آخرت و اہل آخرت مین ہو لکن غریب و بیگانہ ہے ۵

ہرگز وجود حاضر و غائب شنیدۂ		من درمیان جمع و دلم جائی دیگرست

الغرض جب تک دل مین طالب کے کوئی شہوت شہوات دنیا سے یا کوئی لذت لذات سے اِس سپنجی سرا کی یا طلب کسی راحت کی راحات دنیا سے براہ حظ نفس و تمتع بمتاع دنیا و سائر اشیاء موجود ہوگی جیسے خواہش ماکول و مشروب

وملبوس ومنکوح ومسکون ومرکوب وولایت وریاست یا درجۂ علم منجملہ فنون علم
کے فقہ سے زیادہ عبادت پنجگانہ وروایت حدیث وقراءت قرآن پر مع روایات
کے اور نحو ولغت وفصاحت وبلاغت پر اور زوال فقر کا اور وجود غنا کا اور دوری
بلیات سے اور آمد عافیت کی اور انکشاف ضر کا ومجئ نفع کا دل مین باقی ہوگا تب
تک وہ سچا پکا زاہد نہین ہے اسلئے کہ ہر ایک چیز مین ان اشیاء مین سے لذت نفس
کی وموافقت ہوی کی اور راحت طبع کی اور حسب اوس چیز کا ہوتا ہے اور یہہ
سب دنیا ومتاع دنیا ہے آدمی اپنا جینا اور زندگانی کرنا دنیا مین انہین چیزون
کے اندر چاہتا ہے اور انہین سے اوسکے دلکو سکون آرام واطمینان وقرار حاصل
ہوتا ہے اسلیئے لائق یہ ہے کہ اس سبکو دل سے باہر نکالدے اور اپنے نفس
کا اسکے ازالہ وقطع پر مواخذہ کرے اور عدم وافلاس وفقر دائم پر راضی ہو اسکے
دل مین انہین سے کوئی شے برابر جو سنے ایک دانہ کہجور کے بہی باقی نرہے تاکہ
زہد اسکا دنیا مین خالص وصاف وستہرا وپاک ہو ۵

دعوی زہد تو آنروز مسلم دارند	کہ روی بر سر آن کوچہ وہشیار آئی

کوچۂ دنیا سے ہشیار آنا یہی ہے کہ اوسکے دام محبت مین گرفتار نہو اور نشۂ
دولت سے مست نہوجائے اور آلودۂ عصیان نہو جب یہہ حالت تمام ہوجاتی ہے
تو سارے غم واندوہ ورنج دل سے دور ہوجاتے ہین اور کرب وبیقراری اندر
سے تن کے جاتی رہتی ہے اور راحت وطیب آسایش وخوشی وآرام ساتہہ

ذکر خدا و قرب حق عزوجل کے آتا ہے حدیث مین آیا ہے کہ زہد و بے رغبتی کرنا دنیا
مین آسایش دیتا ہے دل اور بدن کو یعنی ظاہر و باطن کو مسرور و محظوظ و آسودہ
و خوش رکھتا ہے سو جب تک دل مین طالب کے کوئی چیز لذت نفس و موافقت
ہوئی و راحت طبع سے ہوگی تب تک ہموم و غموم و خوف و ترس دل مین قائم رہیگا اور
خذلان اوسکو لازم ہوگا یعنی اللہ دل کی کچھہ مدد نکریگا اور اللہ تعالی اور اوسکے قرب
سے بسبب اس تعلق کے ایک بہاری موٹا پردہ پڑا رہیگا اور یہ پردے دور نہونگے
مگر جب ہی کہ محبت دنیا کی بالکل زائل ہوجاوے اور سارے علائق اس دار فانی کے
منقطع ہو جائین اور ہنوز یہ زہد کرنا دنیا مین کافی نہین ہے بلکہ بعد اس زہد کے
آخرت مین بہی زہد کرے اور درجات و منازل عالیات و حور و ولدان و غلمان و دُور
و قصور و بساتین و مراکب و حلل و حلی و ماکل و مشارب و غیر ذلک کا طالب نہو
جو کہ اللہ نے اپنے مومن بندون کے لئے بہشت مین مہیا کر رکہا ہے اور
اپنے کام پر خواستگار جزا و اجر کا اللہ عزوجل سے نہو نہ دنیا مین نہ آخرت مین

که خواجه خود روش بنده پروری داند	۵	تو بندگی چو گدایان بشرط مزد مکن

جب ایسا کریگا تو اللہ کو پورا دینے والا جزاے عمل کا براہ تفضل و رحمت پائیگا
اور اللہ اوسکو قریب و نزدیک اپنا کریگا اور اوسکے حال پر مہربان ہوگا اور انواع
الطاف و احسان سے اوسکی دلجوئی فرمائیگا جسطرح کہ اللہ تعالے کی عادت ہے
ساتہہ اپنے انبیا و رسل و اولیا و خواص و احباب اہل علم و معرفت کے اور

بندہ ہر دن اپنی فزونی و ترقی کا رہین تا مدت حیات رہیگا یہ ساری نعمتین اور فضیلتین اوسکو
دنیا مین ملین گی پہر اللہ اوسکو طرف دار آخرت کے لیجائیگا اور جو آنکہہ نے نہین
دیکہا اور کان نے نہین سنا اور دل پر اوسکا خطرہ نہین گذرا اور فہم اوس سے
تنگی کرتا ہے اور عبارت اوسکے وصف و بیان سے قاصر ہے وہ سب اوسکو
لطف و مرحمت سے عنایت فرمائیگا یہ کنایہ ہے لذات نعیم بہشت و دیدار حق جل و علا سے
کہ اجل نعم و اعظم مطالب ہے **ف** یہ جو علوم سے منع کیا ہے اور طرف ترک
اشتغال کے ارشاد فرمایا ہے یہ جب ہے کہ تشغل بطریق ہوائے نفس و آمیزش
محبت دنیا و تعلق ماسوا کے ہو اور اشتغال ساتہہ ان امور و علوم کے جبکہ ابتغاءً
لوجہ اللہ ہو تو موجب سعادت و خیر و برکت و سبب ترویج دین و شریعت ہے بلکہ
افضل خیرات و مبرات و قربات سے ہے اور علوم عربیت مبادی و آلات علوم دین
ہین اونمین مشتغل رہنا اور اونکا استعمال کرنا داخل نصیحت للہ و لرسولہ ہے
کہ سبب ہے تقویت و تکمیل دین کا بلکہ سارے حرف و صناعات جو کہ سبب نظام
عالم و صلاح بنی آدم ہین اونکا حکم یہی ہے اور حقیقت مین منع کرنا اون سے
بطور حمایت و محو نقوش ماسوا کے ہے لوح دل سے اور بعد حاصل ہونے صحت
قلب و سلامتی دل کے اس محبت دنیا و نفس و ہوا و ثبوت نقش توحید اور اوسکی
تمکن و استقرار کے مقام تمکین مین کوئی مانع اوس سے نہین ہے اور نہ اوسمین
کوئی ضرر ہے کمل مشائخ و اولیاء ساتہہ ان علوم کے مشغولی رکہتے تہے تا آنکہ خود

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے بہی مدت تک درس دیا اور مدرس مدرسۂ بغداد رہے اور علوم الٰیہ سکہائے پڑہائے اور منع کرنا طلب بہشت ونعیم جنت ودرجات عالیات سے بہی بطریق طلب لذات وشہوات نفس کے ہے ورنہ جبکہ امر شریعت اسکی طلب مین آیا ہے اور اسکی درخواست مین ترغیب واقع ہوئی ہے تو اس حیثیت سے مطلوب ومستحسن ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جوچیز باتباع ہواے نفس ومحبت دنیا ہوتی ہے وہ مذموم ہے اور جوکچہہ بقصد امتثال امر وطلب رضائے حق ہے وہ محمود ہے اور فوق اسکے مرتبہ فنا کا ہے کہ ارادہ وفعل حق مین اپنے ارادے وفعل کو گم کردے اور ساری اشیاء کو قوالب ومظاہر افعال حق دیکہے اور بجز اوسکے فعل کے نظر شہود مین کچہہ دکہائی نہ دے اور چشم دل سے اوسکو پالے اور اپنے قصد وارادت کی رویت سے معرا وبرا ہوجائے اور کوئی تدبیر واختیار اپنے لئے اپنے اندر نپائے اور ساتہ قدر وقضائے حق کے قائم ہو جیسے مردہ ہاتہہ مین مردہ شوکے اور گیند سامنے چوگان کے ہوتی ہے واللہ اعلم **قول پنجاہ وپنجم** ترک حظ نفس کے تین درجے ہین پہلا درجہ یہ ہے کہ بندہ اپنی تاریکی جہل وطبیعت مین گذر کرنی والا اور راہ چلنے والا ہوتا ہے ہاتہہ پاؤن مارتا ہے اور بموافق طبع کے تصرف کرتا ہے تمام حالات فعل وترک واخذ ورد ومنع وعطا وغیرہ مین بغیر بندگی رب اور زمام شرع کے جو اوسکو تصرف طبعی سے روکے اور باز رکہے اور بدون کسی حد کے حدود شرعیہ سے جسکی طرف منتہی ہو پس اس اثنا مین

کہ وہ بندہ اسحال پر ہوتا ہے اللہ اوسکی طرف چشم رحمت وعنایت سے نظر کرتا ہے
اور اپنے خلق مین سے کوئی واعظ طرف اوسکے بھیجتا ہے منجملہ عباد صالحین
کے اور دوسرا واعظ خود اوسکے نفس وذات سے برانگیختہ کرتا ہے یہ دونون واعظ
اوسکی نفس وطبیعت پر کامیاب وفیروزمند ہوتے ہین اور موعظت اپنا اثر دکھاتی
ہے اوسدم اوسکو زشتی اپنے کام کی ظاہر ہوتی ہے اور معلوم کرلیتا ہے کہ مین
بارگی طبع پر سوار ہون اور خلاف شرع کام کرتا ہون تب سارے تصرفات
مین مائل بجانب شرع ہوتا ہے اور قائم مع الشرع ہوکر فانی عن الطبع ہوجاتا ہے
اور حرام وشبہہ ومنت کو ترک کرکے مباح حق وحلال شرع کو کھانے پینے پہننے
نکاح کرنے گھر بنانے اور حیلہ احوال مین اختیار کرتا ہے اور مالابد منہ کو لیتا ہے
تاکہ نہاد خانۂ تن کی نگاہبانی کرے اور طاعت رب پر توانا ہوے اسلئے کہ جب حرام
وشبہہ سے بچا اگر مباح وحلال بھی تناول نکرے تو عبادت کیونکر کرسکیگا اور انہی
قسمت کا لیتا ہے اور مقسوم سے تجاوز نہین کرتا اور قبل اسکے تناول وتلبس و
استیفا کرنے کی کوئی راہ دنیا سے باہر نکلنے کی نہین ہوتی اب یہ پشت مباح و
حلال شرعی پر سارے احوال مین سیر کرتا اور چلتا پھرتا ہے یہانتک کہ یہ بارگی
اوسکو آستانۂ ولایت تک پہنچا دیتا ہے اور زمرۂ محققین وخواص مین جو کہ اہل
عزیمت اور مرید حق ہین داخل کرتا ہے پھر وہ امر حق سے جو کہ باطن اہل ولایت
مین پیدا ہوتا ہے کھاتا پیتا پہنتا ہے یہ دوسرا مرتبہ ہوا اور اسدم طرف سے

حق کے اپنی باطن مین ایک ندا سنتا ہے کہ اترک نفسات وتعال یہ تیسرا مرتبہ ہے
اے شخص تو چھوڑدے سارے حظوظ اور خلق کو اگر تو ارادہ خالق کا رکھتا
ہے اور اوتاردے پاپوش اپنی دنیا و آخرت مین اور مجرد ہوجا اکوان موجودات سے
اور اوس چیزسی جو آیندہ موجود ہو بلکہ ساری آرزوون سے اور برہنہ و بے تعلق
ہو تمام کائنات سے اور نیست و سیری ہو ہر چیز سے بجز خدا کے اور پاک و خوشحال
ہو ساتھہ توحید و ترک شرک و صدق ارادت کے پہر داخل ہو حاشیہ بساط پر ساتھ
ادب کے خاموش و سرنگون ہوکر اور نہ دیکھہ بجانب راست آخرت کو اور بجانب چپ
دنیا کو اور نظر کر طرف خلق اور حظوظ کے سو جب بندہ اس مقام داخل ہوتا ہے
اور وصول اوسکا ثابت ہوجاتا ہے تو طرف سے حق کے اوسکے لیے خلعتین
آتی ہین اور انوار معارف و علوم و انواع فضائل وسکو چھپا لیتے ہین اور اوس
سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ تو ملابست و مخالطت کر ساتھہ ان نعمتون کے اور
رد و ترک تلبس سے بے ادب مت بن کیونکہ بادشاہ کی نعمتون کے پھیر دینے
اور واپس کرنے مین بادشاہ کا استخفاف ہوتا ہے اسدم وہ بندہ ساتھہ فضل
خدا و قسمت کے متلبس ہوتا ہے بے اسکے کہ کچھہ بھی دخل اوسکا اس کام مین ہو
ورنہ پہلے اسکے وہ متلبس تہا ساتھہ ہوا ے نفس اپنی کے اوس سے کہتے ہین
کہ تو متلبس ہو ساتھہ اس نعمت و فضل کے بالجملہ تناول حظوظ و اقسام کے چار
حال ہین ایک بالطبع یہ حرام ہے دوم بالشرع یہ مباح و حلال ہے سوم بامر یہ

حالت ولایت و ترک ہوی کی سہے چہارم تناول بحبن فضل آلہی یہ حالت زوال ارادہ و حصول ہدایت و مراد ہونے کی ہے اور یہ بندہ ساتھہ قدر و قضا کے کہ فعل حق ہی قائم ہوتا ہے یہ حالت علم کی ہے اِس حالت مین اتصاف ساتھہ صلاح کے ہوتا ہے اور حقیقت مین صالح اوسیکا نام ہے جو کہ اس مقام مین پہنچ جاوے وہو قولہ سبحانہ ان ولیی اللہ الذی نزل الکتاب وہو یتولی الصالحین۔ اِسی جگہہ سے قرآن مین انبیاء و رسل کو صالح کہا ہے اور شب معراج مین انبیاء نے سید انبیاء کو بلفظ صالح خطاب کیا تہا اِس سے معلوم ہوا کہ صلاح ایک مرتبہ عظیم ہے بالاتر مرتبہ ولایت سے غرضکہ یہ وہ بندہ ہے جسکا ہاتھہ جلب مصالح و منافع اور رد مضار و مفاسد اوسکی سے روکدیا گیا ہی اور وہ مثل ایک طفل رضیع کے سامنے دایہ کے اور مانند مردہ کے سامنے مردہ شو کے ہے دست قدرت اوسکی پرورش کا متولی ہوا ہے بغیر اِسکے کہ بندہ کے اختیار و تدبیر کو کچہہ بھی دخل ہو وہ تو ان سب امور سے فانی ہو چکا ہے نہ حال ہے نہ مقام نہ ارادہ جسکو اپنے لیئے ثابت کرے بلکہ وہ قائم ہے ساتھہ تقدیر الٰہی کے جسطرح حق اوسکو رکہتا ہے اوسیطرح پر رہتا ہے خدا کبھی اوسکو بسط و فراخ و خوشدل کرتا ہے اور کبھی قبض و تنگ و غمگین فرماتا ہے اور کبھی توانگر و بے نیاز کرتا ہے اور کبھی درویش و نیازمند اور خود وہ بندہ نکچہہ اختیار کرے اور نہ کسی چیز کے زوال و تغیر کا آرزو مند ہو بلکہ اوسکا حال یہ ہے کہ ہمیشہ ہر حال مین راضی اور ساتھہ فعل و ارادہ حق کے سازگار رہتا ہے

سو یہ رضا بقضا اور موافقت ساتھہ ارادہ حق کے اخیر چیز ہے جسکی طرف احوال
اولیا وابدال کا منتہی ہوتا ہے اور ابدال مین اتم واکمل ہوتی ہے **ف** فارس
قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ پہلے قبض ہے پہر بسط پہر نہ قبض ہے نہ بسط کیونکہ قبض
وبسط وجود مین ہوتا ہے نہ ساتھہ فنا وبقاء کے انتہی یہ دونون لفظ درمیان قوم
کے مشہور ہین قبض کے معنی لغت مین گرفتگی کے ہین اور بسط اسکی ضد ہے قوم
نے اسکو احوال قلب ٹہیرایا ہے کہ بواسطہ محبت یہ صفات عارض ہوتی ہین جب
محبوب ملگیا دل منبسط ہوگیا اگر نملا منقبض رہا قرآن مجید مین فرمایا ہے واللہ
یقبض ویبسط اور حقیقت مین قبض وبسط تصرفات خوف ورجا وانس وہیبت سے
ہین مفتاح مین اسجگہہ بیان قبض وبسط کا بسط سے کیا ہے فارجع الیہ

قول پنجاہ وششم ۔ بندہ جب خلق وہوا ونفس وارادہ وامانی وآمال سے
دنیا وآخرت مین فانی ہوجاتا ہے اور بجز خدائے عزّوجل کے کوئی ارادہ نہین
رکہتا اور یہ سب باتین اوسکے دل سے نکل جاتی ہین تو وہ حق تک پہنچ جاتا ہے
اور اللہ اُسکو مصطفےٰ ومجتبیٰ کرلیتا ہی اور دوست رکہتا ہے اور نزدیک خلق کے بہی اوسکو محبوب
کردیتا ہے اور اُسکو اس صفت پر کرتا ہی کہ اُسکو ہی چاہتا ہے اور اُسکے قرب کو بہی دوست
رکہتا ہے اور وہ بندہ اللہ تعالیٰ کی فضل ورحمت مین متنعم ومتقلب ہتا ہی اوسپر دروازے
رحمت کے کہلجاتی ہین اور اوس سے یہ وعدہ کرتا ہی کہ یہ دروازہ کبہی اوس سے بند نہین کیا جائیگا
اسلئے کہ نعمتین بہشت کی ہمیشہ باقی رہتی ہین یا مراد دوام اُس نعمت کا دنیا مین ہے اسدم وہ بندہ

اللہ عزوجل کو اختیار کرتا ہے اور اوسیکے ارادہ و تدبیر پر رہتا ہے اور اوسیکی مشیت
و رضا پر چلتا ہے اور اللہ ہی کے حکم کو بجا لاتا ہے نہ کسی اور کے حکم کو اور واسطے
غیر حق کے کوئی وجود و فعل نہین دیکھتا اسدم روا ہے کہ اللہ تعالیٰ اوس سے
کوئی وعدہ کرے اور بندہ سے وفا اوس وعدہ کا ظاہر نہو اور وہ چیز جس کا
توہم اِس بندہ نے کیا ہے اوسکو نہ پہنچے کیونکہ غیریت زایل ہو چکی اور بحجز ارادۂ
حق کے سبب حصول فنا کے کچھ باقی نہین ہے ہوٰا و ارادہ و طلب کرنا حظوظ
کا زائل ہوگیا ہے اب یہ بندہ اپنے نفس مین گویا عین فعل و ارادۂ حق ہوگیا
اور مراد حق عزوجل ٹہیرا اسکی طرف اضافت وعدہ و خلف کے نہین ہوتی کیونکہ
یہ اوسکی صفت سے ہے جو کہ ہوا و ارادہ رکھتا ہے اسوقت مین وہ وعدۂ حق مین
اوس بندہ کے ساتھ حق عزوجل ویسا ہوتا ہے جیسے کسی شخص نے اپنے جی
اور نیت مین ایک کام کرنے پر عزم کیا پھر اوس عزم کو کسی اور طرف سوا اس کام
کے پھیر دیا یا جیسے ناسخ منسوخ جسکی وحی حضرت کو کی اور فرمایا ما ننسخ من آیۃ
او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا الم تعلم ان اللہ علی کل شئ قدیر حضرت
صلعم سے ہواے نفس و خواست بشریت کی کھینچ لی گئی تہی سوا اون چند جگہہ کے
جسکا ذکر خدا نے قرآن مین کیا ہے قصۂ اسرای یوم بدر مین تریدون عرض الحیاۃ
الدنیا واللہ یرید الآخرۃ ولو لا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب
عظیم اور حضرت مراد حق تہی اللہ تعالیٰ نے اونکو ایک حالت اور ایک شئے اور ایک

وعدہ پر نچھوڑا بلکہ اونکو طرف اپنی تقدیر کے لیگیا اور باگ تقدیر کی اونپر رہا کردی اور اونکو قدر مین ایک حال سے دوسرے حال پر گردش دی اور لوٹا پہیرا اور اس قول سے تنبیہ کی الم تعلم ان اللہ علی کل شیٔ قدیر یعنی تم دریائے قدر و قضا مین پڑے ہو اس دریا کی موجین تمکو گردش دیتی ہین گاہے چنین گاہی چنان تسو منتہی امر ولی کا ابتداء امر نبی ہوتا ہے ولایت و ہدایت کے بعد کچہہ نہین ہے مگر یہی نبوت معلوم ہوا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کو جمیع مراتب و درجات کمالات مقام ولایت تک پہنچاتے ہین پہر مقام نبوت بخشتے ہین اور یہ محض موہبت و اصطفاء ہے اولیا کو اسطرف راہ نہین اور قوت و کمال نبوت کا اسی قوت و کمال ولایت سے ہوتا ہے پس حضرت صلعم کی ولایت اتم و اکمل ہے ولایات انبیاء دیگر سے جسطرح کہ آپ کی نبوت اکمل و افضل ہے اونکی نبوت سے ؎

کسے بحسن ملاحت بیار ما نرسد	ترا درین سخن انکار کار ما نرسد
ہزار نقد ببازار کائنات آرند	یکے بسکۂ صاحب عیار ما نرسد
ہزار نقش بر آید ز کلک صنع ولی	بدلپذیری نقش نگار ما نرسد

فسبحان اللہ ما احسنہ و اجملہ و اکملہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

غرضکہ نہایت اولیا بدایت انبیا ہے اس جگہہ بعض قوم سے ایک کلمہ موہم خلاف صادر ہوا ہے معلوم نہین کہ مصدر اوسکا کیا ہے وہ کلمہ یہ ہے کہ نہایت انبیاء بدایت اولیاء ہے اسکے توجیہ بہی کی ہے لکن مفتاح مین خوب کہا ہے کہ باوجود تاویل

وتوجیہ امثال این سخن ناگفتہ بہ کہ موہم باطل و دستاویز اہل بطلان گردد یک سخن دیگر مشہور ست کہ الولایۃ افضل من النبوۃ اگرچہ توجیہ آن روشن تر ست اما اگر نگویند بہتر باشد نخست مرتبہ ایمان ست پس ازان درجہ علم بعد ازان ولایت و بدلیت و صدیقیت و ہر چہ گویند درجات و مراتب ولایت ست پس ازان نبوت و رسالت و اولوا العزمیۃ و بعد از ہمہ ختمیت و محمدیت دلیس وراء عبادان قریۃ نہایت کمال بشری تا اینجاست بعد ازان الوہیت ست الہ یکی ست و محمد نیز یکی خداست و بندہ خدا خداست و بندہ محمد دیگران طفیلی اویند **قول پنجاہ و ہفتم** سارے احوال قبض ہوتے ہین **ف** احوال عبارت ہین معانی وحالات سے جو قلوب اہل صفوت و ولایت پر وارد ہوتے ہین جیسے محبت و شوق و انس و ہیبت و حیا و حشمت و نحوہا اور یہ سب مواہب ربانی و نفحات رحمانی ہین خواہ انکو بقا و دوام ہو یا نہو قوم کا اسمین اختلاف ہے اور مقامات عبارت ہین اوس محل سی جہان سالک اقامت کرتا ہے اور اوسمین باقی و دائم رہتا ہے جیسے توبہ و صبر و توکل و رضا و نحوہا اور ان مقامات کو دس چیزمین حصر کیا ہی اور بعض نے کہا کہ سو مقام ہین اور مقامات مکاسب ہین اور احوال مواہب بہر حال احوال مین قبض ہوتا ہے بندہ کو اوسمین گرفتاری ہے اور وہ باخود ہے اور ہنوز رق عبودیت مین ہے اور اوسمین ایک قید و حد ہوتی ہے کہ اگر اوس حد سے تجاوز کرے اور افراط بجالاوے شاید دائرۂ سلامتی سے باہر نکلجاوے جسطرح حدیث مین ایمان

واسئلك شوقا الی لقاءك فی غیر ضراء مضرۃ محبت اگر غلبہ کرے احتمال باہر ہونی کا ہے اور غلبہ محبت مین خوف گمراہی کا لگا ہوا ہی بالجملہ احوال مین قید وقبض ہے فنائے مطلق نہین ہے کیونکہ ولی کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ احوال کی نگہبانی رکھے اور احتیاط واحتراس کی خوب سی رعایت کرے اور جسکی نگاہداشت کا حکم کیا جاتا ہے وہ قبض ہوتی ہے اوسکو مطلق العنان نہین چہوڑتے اور قیام کرنا ساتھ قدر کے اور شہود اوسکا اور اوسمین فانی ہوجانا اور اپنے فعل وارادہ وحول وقوت سے باہر آنا یہ سب بسط ہے کیونکہ یہان کوئی ایسی شے نہین ہے جسکے حفظ کا حکم کیا جائے بجز موجود ہونے کے قدر مین بندہ پر واجب ہے کہ قدر مین کشاکش نکرے بلکہ موافق قدر کے ہے اور جو کچھہ شیرین وتلخ اسپر گزرتا ہے اور لطف وقہر اسپر جاری ہوتا ہے اوس سب مین کوئی نزاع برپا نکرے چنانچہ آیا ہے اٰمنت باللہ وقدرہ وخیرہ وشرہ وحلوہ ومرہ ٥

کہ ہر چہ بر سر ما میرود ارادت اوست		نشان ارادت ما آستان حضرت دوست

بالجملہ احوال محدود ہین کہ اگر اون سے تجاوز کریگا تو حد ادب وسلامت سے نکلجائیگا اور ان احوال کی نگاہداشت کا حکم دیا گیا ہے اور وہ فعل جو قدر ہے اوسکی کوئی حد ونہایت معین نہین ہے جسکی حفاظت کیجائے اور علامت اس بات کی کہ بندہ مقام قدر وفعل مین داخل ہوا اور اوسکو بسط حاصل ہوا یہ ہے کہ کبھی اوسکو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ وہ بعض حظوظ نفس کا حق سے سوال کرے بعد اسکے کہ وہ اوسکو

حکم اون حظوظ کی ترک کر دینے کا اور اونمین زہد و بے رغبت ہونے کا تہا یہ اسلئے ہی
کہ جب باطن بندہ کا حظوظ سے خالی ہوا اور اوسکے اندر سوائے رب کے کچہہ باقی نرہا
تو اوسکے ساتہہ بسط کیا جاتا ہے اور اوسکو حکم ہوتا ہے کہ سوال حظوظ کا کرے اور
خواہش مباح نفس کا طالب ہوا اور جو اشیا اوسکی قسمت مین ہین اور جنکا لینا ضروری
ہے وہ حق سے مانگے اور ساتہہ اس سوال کی طرف خدا کے متوسل ہوتا کہ بزرگی
اوسکے نزدیک خدا کی متحقق ہو جائے اور مرتبہ اوسکا ثابت ہو اور اللہ کا امتنان
اجابت سوال سے اوسپر قائم ہو کہولنا بندہ کی زبان کا ساتہہ سوال کے اعطاء
حظوظ مین ایک بڑی نشانی ہے بسط کے بعد قبض کی دوسری علامت بسط کی یہ ہے
کہ بندہ کو احوال و مقامات و تکلف حفظ حدود سے باہر لائین کوئی کہے کہ یہ کلام دلیل
ہے زوال تکلیف پر اور قائل ہونا ہے ساتہہ زندقت کے اور باہر نکلنا ہے دائرہ اسلام
سے اور رد ہے اللہ تعالے کے قول کا کہ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین
اسیطرح اور بہت سی آیات و احادیث دلیل ہین التزام طاعت و عبادت و اجتناب
پر معصیت و عطالت سے تا مدت عمر تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ کلام اسبات پر
دلیل نہین ہے اور نہ موؤے ہے طرف اسکے بلکہ اللہ تعالی اکرم ہے اور اوسکا
ولی اعز ہے اوسپر اس سے کہ وہ اپنے ولی کو مقام نقص مین جو شرع و دین مین
قبیح ہے داخل کرے بلکہ اللہ تعالی اوسکو ان سب قبائح سے محفوظ رکہتا ہے اور
پہیرتا ہے اور نگاہبانی کرتا ہے **ف** عصمت و حفظ مین یہ فرق ہے کہ عصمت

مین گناہ نہین ہوتا اور حفظ مین گناہ نہین رہتا اور ضرر گناہ سے محفوظ رہتا ہے
عصمت گناہ سے پہلے ہے اور حفظ بعد گناہ کے اور اگر عصمت کے معنی لغوی
لئے جاوین تو حفظ و عصمت ایک ہی چیز ہوتی ہے پھر اللہ اوس بندہ کو آگاہ کرتا
ہے اور ورطۂ غفلت و ضلالت مین باقی رہنے نہین دیتا بلکہ اوسکو راست گفتار
و درست کردار کر دیتا ہے واسطے نگاہداشت حدود شریعت و احکام دین کے
تب گناہون سے نگاہداشت حاصل ہوتی ہے اور حدود کا نگہبان ٹھیرتا ہے بغیر تکلف
و مشقت و سختی کے اور وہ ولی حاصل ہونے سے اس عصمت و حفظ و حدود کے
قرب رب مین غائب ہوتا ہے اوسکی ذات مین ایک ایسی حالت پیدا ہوجاتی ہے
کہ جو تکلف و مشقت و مجاہدت وہ پہلے اوٹھاتا تھا اب اوسکی طرف حاجت نہین رہتی
اب وہی کام بے تکلف کرتا ہے اذا حصلت المشاهدة ارتفعت المجاهدة
کے یہی معنی ہین نہ یہ کہ تکلیف شرعی اوس سے مرتفع ہوجاتی ہے اور مامور
یا باحت ہوتا ہے کہ جو چاہے سو کرے نعوذ باللہ منہ اللہ تعالےٰ نے شان
یوسف علیہ السلام مین دربارۂ اونکی حفظ و عصمت کے ارادۂ زلیخا سے فرمایا ہے
کذلک لنصرف عنه السوء والفحشاء انه من عبادنا المخلصين سوء سے
مراد مقدمات و دواعی زنا ہین اور فحشاء سے مراد خود زنا معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ
کے ایسے بندے بھی ہین جنکو وہ بے سعی و تکلف کے معاصی سے نگاہ رکھتا ہے انبیاء
کلہم اجمعین اسی قبیل کے ہین اور اولیاء بھی متابعت انبیاء سے اس صفت پر

ہوتی ہین غایت یہ ہے کہ وہان عصمت ہے اور یہان حفظ اور فرمایا ان عبادی
لیس لک علیہم سلطان اور فرمایا الا عباد اللہ المخلصین اے مسکین
وہ تو اللہ کا محمول ومراد ہے اللہ نے اوسکی پرورش اپنے کنار قرب ولطف مین
کی ہے شیطان اوس تک بہلا کیونکر پہنچ سکتا ہے اور قبائح ومکارہ شرع ونحوہ
کو کب وہان تک راہ ملتی ہے ابعدت النجعۃ واعظمت القریۃ یعنے تو نے
کہانے پینے کو دور جا کر کہا اور قرب ومرتبہ کو بزرگ ٹہیرایا یہ ایک مثال ہے
جو اوس جگہہ بولی جاتی ہے کہ کوئی کسی کی تعظیم وتکریم کرے لکن اوسکا حق ادا
نکرے اور مناسب اس تعظیم کے ساتھہ اوسکے پیش نہ آئے حاصل یہ ہے کہ جب اوسکو
ولی کہا تو اب اسناد معصیت وارتکاب نا مشروعات کی طرف اوسکی مناسب نہین
ہے بلکہ ایسی بات اوسکے حق مین کہنا ایک قول شنیع ہولناک ہے خرابی ہو ان
فرومایہ بہتون وناقص ودور از کار عقلون اور آرا فاسدہ مختلفہ کی کہ بات نہین
سمجہتے اور ایسا اعتقاد رکہتے ہین اللہ ہمکو اور ہمارے بہائیون کو اس گمراہی مختلف
سے پناہ دے اور اپنی قدرت شاملہ اور الطاف کاملہ ورحمت واسعہ سے محفوظ
رکہے اور اپنے پردۂ حفظ وعصمت تامہ مانعہ عاصیہ سے چہپائے اور اپنی نعمت
کاملہ وفضائل دائمہ سے ہماری پرورش فرمائے مفتاح مین کہا ہے این بشارت
ست مر اخوان را کہ اجتماع ایشان باذات شریف وے رضی اللہ عنہ ودعا طلب
خیر بود حسب اجابت وقبول بر سند چنانکہ مشہور ست کہ چون مہمان عزیز ست طفیلے

نیز عزیز خواہد بود ؏

تدعی الی محفل الرب الکریم غدا	والحق ان یدخل المولی مع الخدم

قول پنجاہ و ہشتم بندہ کو چاہیئے کہ آنکھ جملہ ماسوائے حق سے اندہا کر دے اور کسی شئے پر بہی اون جہات سے آنکہہ نہ کہولے کیونکہ جب تک وہ طرف کسی چیز کے نگاہ کرتا رہیگا تب تک واسطے اوسکے کوئی راہ طرف فضل و قرب خدا کے مفتوح نہوگی اسلیئے ساری جہات ماسوا کو توحید حق سے اور اپنے نفس کے محو کرنے سے بند کر دے پہر اپنی فنا و محو و علم کو بہی مٹا دے تاکہ فنا و فنا حاصل ہو جب ایسا کریگا تو اوسکے دل کی آنکہہ مین ایک جہت طرف فضل عظیم خدا کے کشادہ ہو جائیگی اور بندہ اوس جہت کو اسدم اپنی چشم سر سے دیکہے گا یعنی اوسکو ایسا یقین حاصل ہوگا کہ گویا چشم سر سے دیکہتا ہے یہ دیکہنا شعاع نور قلب و ایمان و یقین سے ہوگا اور اسوقت اوسکے باطن سے اوسکے ظاہر پر نور ظاہر ہوگا جیسے چراغ کی روشنی تاریک گہر مین اندہیری رات کے اندر ہوتی ہے اور گہر کے روزنون و سوراخون سے نمایان ہوتی ہے اور ظاہر خانہ اوسکے نور باطن سے چمک اوٹہتا ہے یعنی اسیطرح ظاہر وجود اس بندہ کا جیسے کہ حواس و جسد مین نور دل سے روشن ہو جاتا ہے اور اندر و باہر کو گہیر لیتا ہے ؏

از درون نمی روی بیرون	در گرفتی درون و بیرون را

اور جسطرح دل نور یقین سے تابان ہے اسیطرح نفس جوارح جنکو میل و تعلق

دنیا و سفلیات سے بے آرمیدہ و ساکن ہوجاتی ہین یہ سکون اللہ کے وعدہ وعطا
پر ہوتا ہے عوض ہین وعدہ وعطاء غیر حق کے بندہ کو چاہیے کہ اپنی جان پر رحم
و مہربانی کرے ستم و ظلم روا نرکہے اور اوسکو ظلمات جہل و رعونت یعنی تاریکی نادانی
و گولی و سستی رائے مین نہ ڈالے کہ طرف جہات متعدد و مختلف کے خلق و حول
و قوت و کسب و اسباب سے نظر کرکے اونپر اعتماد کر بیٹھے اور یہ جہات اوس سے مسدود
ہوجائین اور اوسکے لئے کوئی جہت فضل خدا کی مفتوح نہو اور یہ عدم فتح ایک
عقوبت ہو مقابلہ مین شرک کے کہ غیر کی طرف کیون نگاہ کی تہی جب بندہ اللہ
کو یگانہ جانتا ہے اور حق کا شناسا ہوجاتا ہے اور طرف اوسکے فضل و کرم کے
نظر کرتا ہے اور اوسیکی رحمت کا امیدوار ہوتا ہے نہ غیر کا اور ما سوا سے کور
و نابینا ہوجاتا ہے تو اللہ تعالی اوسکو اپنا مقرب و نزدیک بنا لیتا ہے اور اوسپر
رحم کرتا ہے اور اوسکی تربیت فرماتا ہے اور اوسکو کہلاتا پلاتا اور اوسکی دوا دارو
کرتا اور اوسکو تندرست رکہتا ہے اور دیتا اور آسودہ حال کرتا اور اوسکا مددگار
ہوتا اور اوسکو امیر و حاکم بناتا ہے پہر اوسکو خلق سے اور اوسکے نفس سے محو و فانی
کردیتا ہے تب وہ بعد اس حالت کے نہ درویشی دیکہتا ہے اور نہ تونگری بلکہ خودی
و صفات خودی سے فانی ہوجاتا ہے **قول پنجاہ و نہم** بندہ کا حال دو حال
سے خالی نہین ہوتا ہے یا بلا ہے یا نعمت اگر بلا ہے تو اوسمین وہ مطالب
بتصبر ہے یعنی اوس سے یہ بات مطلوب ہے کہ خواہی نخواہی بتکلف شکیبائی کرے

اور اس وصف کے حاصل کرنے مین نفس سے لڑے اور یہ ادنی درجہ ہے اور
اعلی درجہ یہ ہے کہ صبر کرے اور بے تکلف و بے تصنع صابر و شکیبا ہو صبر کہتے ہین ترجیح
داعیۂ حق کو داعیۂ ہوا پر بے جزع و فزع کے سہل تستری کہتے ہین صبر انتظار ہے
کشاد کار کا طرف سے حق کے اور بعض نے کہا ہے کہ ہنا ہے نفس کا تا کہ نرم پڑکر
رام ہو جاوے انتہی پہر بعد صبر کے مطالبہ رضا و موافقت کا کیا جاتا ہے اور حقیقت
رضا کی سکون ہے قلب کا نیچے جریان حکم کے ذوالنون نے فرمایا ہے رضا سرور
ہے دل کا ساتھ تلخی قضا کے انتہی پہر بعد رضا و سازواری کے بازجست فنا کی
کیجاتی ہے اور یہ فنا واسطے ابدال کے ثابت ہے کہ وہ اپنے افعال و ارادات سے
مطلقاً منسلخ ہو کر فانی ہو گئے ہین اور اولیاء کے لئے رضا و مومنین کے لئے صبر
ہوتا ہے اسیطرح جو عارف و عالم باللہ ہین اونکو یہ فنا حاصل ہوتی ہے پہر اگر
حالت بندہ کی نعمت ہے تو وہ اوس نعمت مین مطالب بشکر نعمت ہوتا ہے اور شکر زبان
و دل و جوارح سب سے ادا کیا جاتا ہے سو زبان سے اسطرح کہ اقرار کرے نعمت کا اور
کہے کہ یہ نعمت طرف سے خدا کے ہے اور اضافت اوسکی طرف خلق کے نکرے
یعنی بطریق حقیقت کے رہا تکلم و تفوہ ساتھ اوسکے باعتبار وساطت و مجاز کے
سو یہ کچھ حقیقت شکر مین قادح نہین ہے یہ اور بات ہے کہ کبھی بعض مقربین اس تفوہ
و تکلم پر بہی ماخوذ ہو جاتے ہین اور لفظ خلق اس جگہہ شامل نفس و اغیار ہے ولہذا
فرمایا ہے کہ اضافت اوسکی نہ طرف اپنے نفس و حول و قوت و حرکت و کسب کے

کرے اور نہ طرف اپنے غیر کے جسکے ہاتھہ پر وہ نعمت جاری ہوئی ہے اسلئے کہ یہ
شخص اور وہ لوگ اسباب آلات وادوات نعمت ہین اور قاسم اور مجری وموجد و
فاعل وسبب اوسکا فقط اللہ عزوجل ہے سوجب قاسم ومجری وموجد اللہ ٹھیرا تو
وہی احق بشکر ہے اپنے غیر سے مثلاً ایک غلام جو ہدیہ لاد کر لایا ہے اوسکی طرف
نظر نہین کی جاتی ہے بلکہ نظر طرف استاد منفذ منعم کے کرتے ہین جسنے وہ ہدیہ بھیجا
اور عنایت کیا ہے اللہ تعالے نے اوس شخص کے حق مین جو اس نظر کا عادم وگم
کنندہ ہے فرمایا ہے یعلمون ظاہرا من الحیاۃ الدنیا وہم عن الاخرۃ غافلون
پس جو شخص ظاہر وسبب کی طرف نظر کرتا ہے اور اوسکی دانش وشناخت حقیقت حال
وسلب اسباب کی طرف تجاوز نہین کرتی وہ جاہل نادان کم شناخت کوتاہ عقل ہے
ورنہ عقلمند کو عقلمند اسی لئے کہتے ہین کہ وہ عواقب امور وحقائق اشیاء مین نظر کرتا
ہے سو جب اس شخص سے حقیقت حال کا ادراک نکیا اور یہ نجانا کہ ساری نعمتین
طرف سے اللہ کے ہین اور وہی اونکا موجد وفاعل حقیقی ہے تو عقلمند نہوا بلکہ
عقلمند ٹھیرا اور شکر کرنا دل سے ساتھہ اس اعتقاد دائم وعقد استوار وعہد محکم وپیمان سخت
کے ہوتا ہے کہ جو کچھہ پاس اسکے ہے نعمت ومنفعت ولذت سے ظاہر وباطن مین
اندر جملہ حرکات وسکنات کے وہ سب طرف سے اللہ عزوجل کے ہے نہ طرف سے
اوسکے غیر کے اور یہ شکر کرنا زبان سے گویا تعبیر ہے ما فی القلب کی اللہ تعالے نے فرمایا
ہے وما بکم من نعمۃ فمن اللہ اور فرمایا واسبغ علیکم نعمہ ظاہرۃ وباطنۃ

اور فرمایا وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها پس ہمراہ اس مقصود کے مومن کے
لئے کوئی منعم سوا اللہ تعالی کے باقی نہین رہتا ہے تو اب جاننا اسکا دل سے
اور اقرار کرنا ساتھ اسکے زبان سے لازم ہے رہی جوارح کہ اون سے کسطرح شکر ادا
کیا جاوے سو اسکی صورت یہ ہے کہ اعضا کو اللہ کی طاعت مین حرکت دے اور استعمال
مین لائے نہ کسی اور مخلوق کی طاعت مین اور جس چیز مین کہ اللہ سے اعراض کرنا
پڑتا ہو اوسمین کسی خلق کے سوال کا جواب نہ دے اور یہ لفظ خلق کا شامل ہے
نفس و ہوا و ارادہ و امانی اور تمام مخلوقات کو اور اللہ کی طاعت کو اصل و متبوع
و امام ٹہیرائے اور ما سوائے اس طاعت کو فرع و تابع و ماموم بنائے اگر خلاف اسکے
کریگا تو جابر ظالم ستمگار حاکم بغیر حکم اللہ ٹہیریگا جو حکم کہ اوسنے واسطے اپنی عباد مومنین
کے وضع نہین کیا ہے اور سالک ہوگا اوس راہ کا جو صالحین کی راہ نہین ہے
قال تعالی ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون اور دوسری
جگہہ کہا ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الظالمون اور تیسری جگہہ
ارشاد کیا ہم الفاسقون مفتاح مین کہا ہے کہ اگر مراد ظلم و فسق سے کفر ہے
تو مدلول ہر آیت کا ایک ہے ورنہ کفر استحلال و استخفاف سے ہوگا اور ظلم و فسق
لیے اسکے انتہی اور انجام اس شخص کا طرف ایسی آگ کے ہوگا جسکا ایندھن
آدمی اور پتھر ہین حالانکہ اسکو دنیا مین ایک ساعت کی تپ پر اور ذرا پارۂ آتش پر جو
اوڑتا ہے صبر نہین ہے پہر خلود آتش دوزخ پر ہمراہ دوزخیون کے کسطرح صبر کریگا

النجا النجا الوحا الوحا اللہ اللہ معنی ان دونون کلمات کے یہ ہین کہ شتابی وجلدی کرو اور بہا گو کہ لشکر تمہارے سر پر لوٹنے مارنے و غارت وہلاک و تاراج کرنے کو آیا ہے اب بندی کو یہ چاہیے کہ ان دونون حالت بلیت وحالت نعمت کو اور ان دونون حالتون کی شرطون کو کہ صبر وشکر ہین بخوبی نگاہ رکھے اور پاسبانی کرے کیونکہ بندہ تمام عمر کسی ایک حالت سے منجملہ ان ہر دو حالت کے خالی نہین ہوتا ہے یا بلا ہے یا نعمت ہے ہر حالت کو اوسکا نصیب حق وے صبر کرنے سے بلیت پر اور شکر بجالانے سے نعمت پر ف نظر کرنے سے حقیقت پر وظیفہ بلا مین بہی شکر ہے کیونکہ بلا متضمن ہوتی ہے الطاف خفیہ ونعمت باطنہ پر لکن جو کہ طبیعت بشری اس سے عاجز ہے لہذا اسکو صبر کرنے پر اوتارا کہ اگر بلا پر شکر نہین ہوسکتا ہے تو یہی صبر کرے کہ یہ بہی غنیمت ہے اور حالت بلیت مین کسی شخص کے آگے شاکی ہو اور نہ اظہار اپنی تنگدلی کا کسی سے کرے اور نہ اپنے باطن مین اپنے رب کو متہم ٹہیرائے اور نہ نسبت جہل ونسیان وبخل وسفہ کے طرف اوسکے کرے اور اللہ کی حکمت مین شک نہ لاے کہ اوسنے جو اسکو گرفتار بلا کیا ہے تو یقیناً اسمین کچہ حکمت رکہی ہے اور جان لے کہ اللہ نے جو بات اسکے لئے اختیار کی ہے وہی اسکے دنیا و دین مین اسکے لئے اصلح تر و نیک تر و خوب تر و بہتر ہے ف کلام مشائخ مین یہ بات بہت آئی ہے کہ جو کچہ بندے پر گزرتا ہے قضا و قدر خدا سے بہتری وخوبی بندی کی اوسی مین ہے ع صلاح ما ہمہ آنست کان تراست صلاح * ایک حدیث مین جسکو حدیث الولی کہتے ہین

آیا ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے میرے بندون مین کوئی ایسا ہے کہ صالح
نہین کرتی اوسکو مگر تونگری اگر مین اوسکو فقیر کردون تو وہ فقر اوسکے ایمان کو
بگاڑ دے اور کوئی ایسا ہے کہ صالح نہین کرتی اوسکو مگر فقیری ودرویشی اگر
مین اوسکو تونگر کردون تو غنا اوسکے ایمان کو فاسد کردے اور کوئی ایسا ہے کہ
درست نہین رکھتی اوسکے ایمان کو مگر صحت وتندرستی اگر مین اوسکو بیمار کردون
تو وہ بیماری اوسکے ایمان کو بگاڑ دے اور کوئی ایسا ہے کہ درست نہین کرتی
اوسکے ایمان کو مگر بیماری اگر مین اوسکو تندرست رکھون تو یہ تندرستی اوسکے
ایمان کو فاسد کردے بیشک مین کام اپنے بندون کا موافق اپنے علم کے ساتھ
احوال قلوب عباد کے کرتا ہون کیونکہ مجھے اپنے بندون کے احوال کی دانست
وخبر ہے انتہی پس بندی کو چاہیئے کہ بلا کے دور کرنے مین اپنی ذات سے اپنی ہمت
وحالت کو سامنے کسی شخص کے خلق خدا سے نہ لیجائے کہ یہ شریک کرنا ہے اسکا غیر
کو ساتھ خدا کے اور خدا کے ملک مین کوئی شخص کسی چیز کا مالک نہین ہے نہ گزند
رسان ہے اور نہ نفع بخش اور نہ دافع بلا اور نہ جالب عطا اور نہ بیمار کرنے والا
اور نہ بلا مین ڈالنے والا اور نہ تندرستی دینے والا اور نہ بے نیاز کرنے والا اگر
کوئی ایسا ہے تو وہ خدا ہی ہے پس پس اب بندہ کس لئے مشغول بخلق ہو بلکہ ہرگز
اشتغال بخلق نکرے نہ ظاہر مین اور نہ باطن مین فانھم لن یغنوا عنک من اللہ
شیئا بلکہ جو بات بندی کو چاہیئے وہ یہ ہے کہ صبر ورضا وموافقت وغنا کو فعل الٰہی

مین لازم پکڑے پھر اگر ان سب اشیاء سے محروم رکھا جائے تو طرف اللہ کے فریاد وزاری
کرے اور اپنے گناہون کا معترف ومقر ہو اور شوم نفس کا دادخواہ ہو اور حق کو
منزہ جانے اور اقرار کرے کہ اللہ تعالی واحد بالتعیین ہے اور شرک سے بیزار ہو اور
اللہ سے خواستگاری صبر ورضا وموافقت کی کرے تا آنکہ کتاب تقدیر اپنی مدت
کو پہنچ جاوے یعنی یہ مقامات اوسکو میسر ہون اگر نصیب مین ہین اور وہ بلا دور
ہوکر سارا اندوہ کھل جاوے اور نعمت وکشادگی وفراخی وشادمانی وخوشحالی آئے
جسطرح کہ حق مین پیغمبر خدا ایوب علیہ السلام کے ہوا کہ جب اونہون نے بلا پر صبر
کیا وہ بلا بسبدل نعمت وشادی ہوگئی یا جسطرح رات کی سیاہی جاکر دن کی
روشنی آتی ہے اور سردی زمستان دور ہوکر باد نرم فصل تابستان چلتی ہے
اور خوشی لاتی ہے ہر چیز کے لیئے ایک ضد وخلاف اوسکا ہوتا ہے اور ایک نہایت
ومدت معین ہوتی ہے بلا واندوہ کیلیئے بھی ایک مدت معین ہے اور ایک نہایت ہے جسکو
نعمت وشادی کہتے ہین سو صبر کلید کشائش کار اور آغاز ونہایت خوبی وجمال کار ہے جسطرح
حدیث مین آیا ہے کہ الصبر من الایمان کالراس من الجسد دوسرا لفظ یہ ہے الصبر الایمان
کلہ اور کبھی شکر ہی ملتبس بنعمت ہوتا ہے اور یہ وہ نعمت ہے جو اسکی قسمت مین مقدر
ہو چکی ہے سو شکر کرنا اسکا یہی ہے کہ اوس نعمت کے ساتھہ مختلط وآلودہ
وقت فنا ہونے اور دور ہونے ہوائے نفس کے اور پرہیز کرنے اور نگاہ رکھنے
حدود واحکام شریعت کے اور یہ حالت ابدال کی ہے اور یہی منتہی ہی سلوک طریق

ولایت کا اعتبار ماذکرت لک تر شدا ان شاء اللہ تعالیٰ عبارت کتاب سے جا بجا معلوم ہوتا ہے کہ بدایت نہایت مرتبۂ ولایت ہے اور حضرت شیخ اس مقام اعلیٰ و اکمل مین متمکن تھے وللہ الحمد اللہم لاتحرمنا من برکاتہ آمین **قول شصتم** آغاز سلوک یہ ہے کہ معہود سے طرف شرع کے برآمد ہو پہر طرف مقدور کے نکلے یعنی قضا و قدر الٰہی کے پہر طرف معہود کے رجوع کرے بشرط نگاہ رکہنے حدود کے آب یہ چاہیے کہ بندہ اپنے معہود سے جیسے ماکول و مشروب ملبوس و منکوح و مسکون و مرکوب وطبع و عادت سے طرف امر و نہی شرع کے نکل کر آئے اور کتاب خدا و سنت رسول کی پیروی کرے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کما قال تعالیٰ وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا اور فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی بوجہ اتباع کے بندہ مرتبۂ محبت سے نکلکر مرتبۂ محبوبیت کو پہنچ جاتا ہے آب یہ اپنے ہوا و نفس و رعونت سے ظاہراً و باطناً فانی ہوجائے اسکے باطن مین بجز توحید خدا کچھہ نہو اور ظاہر مین سوا اطاعت و عبادت ماموربہ و منہی عنہ کے کچھہ نہو اور یہی اسکا داب شعار و دثار ہوجاسے ہر حرکت و سکون مین رات دن اور ہر سفر حضر و شدت و رخا و صحت و سقم اور جملہ احوال مین پہر اوسکو طرف وادی قدر و قضا کے لیجائین گے اور قدر اندر اوسکے اپنا تصرف کریگی اور یہ شخص اپنی کوشش و مشقت و طاقت و حول و قوت سے فانی ہوجائیگا پہر طرف اسکے وہ اقسام جنکے ساتھہ قلم خشک ہوچکی ہے اور علم سابق ہوچکا ہے بہیجے جاوینگے اور یہ ساتھہ اون اقسام

کے متلبس ہوگا اور اونکو تناول کریگا اور اوس تلبس و تناول مین اوسکو حفظ و سلامتی عطا ہوگی جسکے سبب سے نگاہداشت حدود و احکام شرع کی رہیگی اور ساتھہ فعل مولی کے موافقت حاصل آئیگی اور قاعدہ شرع شریف کا طرف زندقت و اباحت محرم و استہانت مامور کے پارہ نہوگا قال تعالی انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون یعنی ہم حافظ قرآن ہین کہ اوسکے حدود و احکام متغیر و مبدل نہونے پائین اور اوسکی عبارت تحریف و تصحیف سے محفوظ و مامون رہے اس جگہہ سے یہ بات بھی لازم آتی ہے کہ جو شخص قدم مین ساتھہ رعایت احکام شرع کے فانی ہوجاتا ہے تو اللہ تعالے اوسکا متولی بنجاتا ہے اہل علم نے کہا ہے کہ حق تعالے نے حفظ و صیانت توریت و انجیل کی علماء و احبار پر چھوڑی تھی کما قال تعالے بما استحفظوا من کتاب اللہ اسلیئے اون مین تبدیل و تحریف کو راہ ملگئی اور حفظ قرآن کا خود متکفل ہوا ہے اور یہ صیانت اپنے ذمہ پر لی ہے وانا له لحافظون لاجرم قرآن تغییر و تبدیل سے محفوظ و مامون ہے و قال تعالے کذلک لنصرف عنه السوء والفحشاء انه من عبادنا المخلصین پس ایسا شخص مصاحب ملازم ہوتا ہے حفظ و حمیت کا خرق قواعد شرع و زندقت و الحاد سے تا آنکہ رحمت خدا سے جاملے اور یہ معہودات مذکورہ اوسکے اقسام ہین جو کہ واسطے اوسکے آمادہ و طیار کیئے گئے ہین اور حال سیر طریق اور سلوک صحراے طبیعت و بیابان ہوا و معتاد و معہود طبع مین اوس سے روکے گئے ہین تا کہ منزل مقصود تک کہ قرب جناب حق ہی پہنچ جاے سبکبار مردم سبکتر روند

اس ردکنے مین وقت سیر وسلوک کے عین مصلحت ہے اوسکی کیونکہ یہ معہودات طبع اثقال واحمال ہین توجہ لیکر چلنا دشوار ہوا کرتا ہے ۵

تو رہ از کثرت اسباب برخود تنگ میداری		سبکروحان جو بوے گل فرو بستند محملها

لہذا یہ گرانباری دبار برداری اس سے جدا کرلیگئی تاکہ بوجہل ہوکر سست وناتوان نہو جائے اور مقصود ومطلوب تک پہنچنے سے اوسکو مشغول نکردے یہانتک کہ عقبۂ فنا تک واصل ہو اور یہ فنا پہنچنا ہے قرب جناب حق تک اور سبب معرفت حق ہے اور موجب تخصیص ہے ساتھ اسرار وعلوم دینیہ کے اور واسطے داخل ہونے کے سجار انوار مین کیونکہ تاریکی طبائع کی انوار کو کچھ ضرر نہین پہنچاتی ہے اور طبع باقی ہی یہانتک کہ جان تن کو چھوڑے یہ بقا واسطے پورا لینے اقسام کے ہے طبع کا تقاضا اکل وشرب دنخوہا کے لئے پایندہ ہے اور اگرچہ حق تعالی اسپر قادر ہے کہ بندۂ انسان کو بے طبع ومقتضیات طبع کے باقی رکھے لکن بمقتضا حکمت آلہی کا نہین ہے کیونکہ اگر آدمی سے طبع زائل ہو جائے تو وہ فرشتون مین جا ملے اور انتظام کارخانۂ عالم کا جو موقوف ہے وجود بنی آدم پر درہم وبرہم و دریدہ وبریدہ ہو جائے اور حکمت ومصلحت آلہی جو انسان کے پیدا کرنے مین ہے اور جسکی طرف اس آیت مین اشارہ کیا ہے انی اعلم ما لا تعلمون اور سارا مدار اوسکا وجود جبلت بشری وطبیعت انسانی پر ہی باطل ٹہیر جاسے لہذا طبع کو بندہ مین واسطے استیفا اقسام وحظوظ کے باقی رکہا ہے یہ طبع اوسکا وظیفہ مرود مرہ ہے کما قال صلعم حبب الی من

دنیا کم ثلث الطیب النساء وجعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ حضرت جب دنیا و
ما فیہا سے فانی ہو گئے تو آپکے وہ اقسام جو کہ حالت سیر الی اللہ مین رو کے گئے تھے
آپ کو واپس دئے گئے آپنے اونکا استیفا کیا واسطے موافقت رب اور رضا بفعل
رب اور امتثال امر رب کے تقدست اسمآؤہ وعمت رحمتہ وشمل فضلہ
لاولیا وانبیائہ یہی حال ولی کا اس بارہ مین ہے کہ بعد فنا وحفظ حدود کے
اوسکے اقسام وحظوظ اوسکو واپس دئے جاتے ہین اسیکا نام رجوع کرنا نہایت
سے طرف بدایت کے یعنی جسطرح بدایت احوال مین تناول ان اقسام وحظوظ کا
طبیعی تھا نہایت مین بھی اسیطرح ہو جاتا ہے غایت مافی الباب یہ ہے کہ بدایت مین
بحکم طبیعت وشہوت نفس کے ہوتا ہے اور نہایت مین بطریق عبودیت وموافقت فعل
حق کے **ف** شیخ عبد الحق دہلوی رضی اللہ عنہ نے اس جگہہ یہ کہکر کہ حضرت صلعم
کی نبوت ومقامات سب موہبت محض واصطفای مجرد تھی کسب ریاضت کو اوسمین کچھ
دخل نہ تھا عوارف سے ایک عبارت بابت حالات حضرت صلعم نقل کر کے کیا خوب بات
سفتاح مین لکھی ہے کہ مراد رتکلم در احوال وصفات ذات مبارک وی وتحقیق آن حرجی
تمام ست کہ آن متشابہ ترین متشابہات ست نزد من کہ تاویل آن ہیچکس نداند مگر
ہرچہ گوید بر قدر واندازۂ فہم ودانش خود گوید او صلعم از فہم ودانش تمام عالم برترست
اوراچنانکہ ہست بجز خدا کسے نشناسد چنانکہ خدا را چنانکہ باید جز وے کسے نشناخت

تراچنین کہ توئی ہر نظر کجا بیند	۵	بقدر دانش خود ہر کسے کند ادراک

بعض عارفین سے پوچھا تھا کہ حدیث انہ لیغان علی قلبی کے کیا معنی ہین کہا
و سألت عن قلب غیر رسول اللہ وغینہ لقلہ ما عرفت یعنی اگر تو کسی ور شخص
کے دل کا حال اور اوسکے غین کا حال پوچھتا تو مین جوجانتا بچانتا بیان کرتا
رہا غین قلب آنحضرت کا سو اسمین کچھ جگہہ دم مارنے کی نہین ہے شیخ نے اس
حدیث پر کچھہ شرح رسالہ مرج البحرین مین لکھی ہے اللہ تعالی شیخ کو جنت الفردوس
مین جگہہ دے مسائل سیر وسلوک مین کسی جگہہ ادب شریعت حقہ کو ہاتھہ سے نہین
دیا ہے اور اقوال کمل صوفیہ کی تاویل محل خلاف مین اور عامہ صوفیہ وجہلہ مشایخ
کا رد مقابلہ دین مبین مین جیسا چاہیئے ساتھہ رعایت حسن طرز وحفظ ادب حق کے
فرمایا ہے وھکذا یکون شان العلماء الراسخین العارفین باللہ تعالی لاما
اعتادہ المتسمون بالعلم والمعرفۃ فی ھذا الزمان من اساءۃ الادب فی حق الاکابر
و السلف وامطار السب لشتم علی رؤس اھل الحق والاتباع مع عدم حفظ الحدود
وترک خوف الجبار القہار مالک الیوم الموعود نسأل اللہ العافیۃ ❖

قول شصت ویکم ہر بندہ مومن مکلف ہے ساتھہ توقف وتفتیش کے وقت
حضور اقسام کے تناول واخذ مین یعنی اگر کوئی شے رزق مین سے اوسکے ہاتھہ
آئے تو جلدی وشتابی نکرے اوسکے کہانے اور لینے مین بلکہ تحقیق وجستجو
کاوش کرے کہ یہ کیا چیز ہے یہانتک کہ حکم شرع اوسکے مباح ہونے پر گواہی دے
اور علم شریعت شاہد ہوا وسکے جواز تناول پر کہہ قسم جو اوسکو پہونچی ہے اسکا لینا

درست ہے یا امر و علم سے کشف لدنی ہے جس سے معلوم ہو کہ یہ شئے اسکے تقدیر کی
سے ہے حدیث مین آیا ہے المومن فتاش والمنافق لقاف یعنی مومن سخت کاوندہ
و تحقیق نمایندہ ہے کار و بار رزق مین یا جملہ امور دین مین اور منافق زود گیرندہ ہے
بے تفتیش و تحقیق کے اور فرمایا ہے المومن وقاف مسلمان توقف کرنیوالا
ہے اور فرمایا دع ما یریبک الی ما لا یریبک یعنی یقین پر عمل کرے مشتبہ و
مشکوک کو چھوڑ دے تو مومن نزدیک ہر قسم کے ماکول مشروب ملبوس منکوح
و سائر اشیاء مفتوح لہ مین توقف کرتا ہے اور کسی چیز کو نہین لیتا یہانتک کہ اوسکو حکم
دیا جائے جواز اخذ و تناول کا شرعاً جبکہ وہ مومن حالت تقوی مین ہو یا اوسکو
اس امر کا حکم باطن مین ملے یعنی بطریق الہام یا منام یا ہاتف کے یا صریحاً بیداری
مین بحصول یقین جبکہ حالت ولایت مین ہو یا حکم دے اوسکو علم تقدیر آلہی کا جبکہ
حالت بدلیت و غوثیت مین ہو یا ایسا فعل ہو جو کہ قدر محض سے ہو اور یہ حالت فنا کی
ہے پھر اوسکو ایک دوسری حالت آتی ہے کہ جو کچھ اوسکے پاس آتا ہے یہ اوسکو
لے لیتا ہے اور واسطے اوسکے فتح باب ہو جاتا ہے یعنی علی الاطلاق بے اسکے
کہ مقید بامر و علم ہو لکن جبتک کہ حکم و امر و علم اوسپر اعتراض نکرے اگر کوئی شئے
انمین سے اوسپر معترض ہوگی تو پھر اوسکے تناول سے ترک جائیگا اور اوسکو ترک کردیگا
یہ حالت برخلاف حالت نخستین کے ہے کیونکہ حالت اولی مین اوسپر توقف و تثبت
غالب تہا یعنی بوجہ انتظار امر و علم کے اور اسحالت دیگر مین غالب اوسپر تناول

واخذ وتلبس بمفتوح ہے بدون توقف وانتظار امر وعلم کے پہر ایک تیسری حالت
آتی ہے اوسمین محض لینا اور نعم مفتوحہ کے ساتہہ متلبس ہونا ہوتا ہے بغیر اعتراض
کے کسی شے پر اشیاء سرگانہ مذکور سے اور یہ حقیقت فنا کی ہی اس حالت مین مومن
آفات سے محفوظ و مصان ہوتا ہے اور ساری برائیان اور بدیان اوس سے مصروف
ہوتی ہین کما قال تعالےٰ کذالک لنصرف عنه السوء والفحشاء انه من عبادنا المخلصین
اور یہ بندہ ہمراہ حفظ کے خرق حدود شرعیہ سے ایسا ہوجاتا ہے کہ جیسے سارے
کام اوسکو سپرد کردیئے ہین اور وہ ماذون اور مطلق ہے اباحات مین کہ جو کچہہ کرے
اور جو کچہہ چاہے وہ سب موافق رضائے حق کے ہے اور سراپا خیر و مصلحت ہے
اور جو قسمت و تقدیر پاس اوسکے آتی ہے وہ آفات و کدورات و تبعات سے دنیا و
آخرت مین پاک صاف اور موافق ارادہ و رضا و فعل حق کے ہوتی ہے بالاتر
اس سے کوئی حالت نہین ہے اور یہ نہایت کار ہے اور یہ حالت واسطے سادات اولیائے
کبار و خلص اصحاب اسرار کے ہوتی ہے یہ وہ لوگ ہین کہ عتبۂ احوال انبیاء علیہم
السلام پر مطلع ہین **قول شصت و دوم** بندہ اکثر یہ کہا کرتا ہے کہ فلان
شخص مقرب عزت و حرمت ہے اور مین دور و بعید ہون یعنے لوگ فلان شخص کی
عزت و حرمت کرتے ہین اور مجھکو حقیر و فقیر جانتے ہین اور فلان شخص کو ناز و نعمت
دی گئی ہے اور مین محروم رکہا گیا ہون اور فلان کس تونگر بنایا گیا ہے اور مین درویش
و محتاج ہون اور فلان شخص تندرست رہتا ہے اور مین بیمار رہا کرتا ہون اور

فلان کس معظم و بزرگ ہے اور مین خوار ہون اور فلان شخص کی تعریف کیجاتی ہے
اور مین مذموم ہون اور فلان کس راستگو ہے اور مین دروغ گو ٹھیرایا گیا ہون تیس
بندی نے یہ نجانا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور واحد وحدانیت محبت کو دوست رکھتا
ہے اور اوسیکو چاہا کرتا ہے جو محبت مین یگانہ ہوتا ہے اور کسیکو شریک نہین کرتا
جب وہ اسکو بطریق غیر قریب کریگا یعنی اپنی نعمت غیر کے ہاتھہ سے دیگا تو اسکی محبت
ساتھہ خدا کے ناقص ہوجائیگی اور پراگندہ و منقسم ہوگی درمیان حق اور غیر کے
اور اندر اسکے میل و دوستی اوس شخص کی داخل ہوگی جسکے ہاتھہ پر یہ سواصلت نعمت
ظاہر ہوئی ہے تب اللہ کی محبت اسکے دل مین گہٹ جائیگی اور اللہ پاک غیرتمند
ہے شریک کو دوست نہین رکھتا ہے اسلئے غیر کے ہاتھون کو اسکی سواصلت سے
باز رکھتا ہے اور اسکی زبان کو اسکی حمد و ثنا سے اور اوسکے پاؤن کو اسکی
طرف آسنے اور دوڑنے سے روکتا ہے تاکہ یہ بندہ خدا سے غافل ہوکر مشغول
بغیر نہو تو لے یہ قول حضرت صلعم کا نہین سنا جیلت القلوب علی حب من احسن
الیہا و بغض من اساء الیہا تو اللہ تعالیٰ خلق کو احسان کرنے سے طرف اس شخص کے
ہر وجہ سے روکتا ہے تاکہ یہ شخص اللہ کو محبت مین یگانہ و بے شرکت رکھے اور ہر
وجہ سے اوسیکا ہوجائے ظاہراً و باطناً اپنی ساری حرکات و سکنات مین اب یہ
نہین دیکھتا خیر مگر طرف سے اللہ کے اور نہ شر مگر اوسکی جانب سے اور خلق و
نفس ہوئی و ارادہ و منی سے فانی ہوجاتا ہے بلکہ تمام ماسوائے مولیٰ ہی سے یہ

کلام حق مین عامۂ مردم کے ہے جو نظر وسائط پر رکھتے ہین اور زیان وسود ومنع وعطا طرف سے خلق کے دیکھتے ہین اور جن لوگون کی بصیرت سے وسائط گر گئے ہین وہ سب چیزون کو اللہ ہی کی طرف سے جانتے ہین اونکو کچھ زیان اسکا نہین ہے اور نہ اونکی محبت مین کوئی نقصان آتا ہے بالجملہ بعد حصول استحالت فناکے پھر لوگون کے ہاتھ طرف اِس شخص کے ساتھ بسط وبذل وعطا کے کھلجاتے ہین اور زبانین اسکی حمد وثنا کرنی لگتی ہین اور اللہ اسکو دنیا مین پھر عقبی مین ناز ونعمت سے رکھتا ہے اب اسکو چاہیے کہ یہ بے ادبی نکرے اور حق تعالی کا شاکی نہو اور یہ نکہے کہ اورونکو دیا ہے اور مجھے نہین دیا کہ اسکی مصلحت اسی ندینے مین ہے اور اگر یہ ادب کریگا اور صابر رہیگا اور محبت حق مین متمکن ہوگا تو اللہ اسکو اتنا دیگا کہ حد حصر واحصار سے باہر ہوگا اب اسکو یہ چاہیے کہ اوسکی طرف دیکھے یعنی برعایت حق ونگاہداشت ادب جو اسکی طرف دیکھتا ہے اور اوسکے طرف متوجہ ہو جو اسکی طرف متوجہ ہے اور اوسکو دوست رکھے جو اسکو دوست رکھتا ہے اور اوسکو جواب دے جو اسکو بلاتا ہے اور اپنا ہاتھہ اوسکو دے جو اسکو گرنے سے روکتا ہے اور تاریکیہاے جہل ونادانی سے باہر نکالتا ہے اور ہلاک ہونے سے رہائی بخشتا ہے اور پلیدی سے بتوفیق ایمان وعمل صالح شست وشو کرتا ہے اور اسکے نفس کو مردار بدبودار سے خلاصی دیتا ہے اور قصد تباہ وفکر ردی سے چھڑاتا ہے اور نفس بدکردار اور اقران گمراہ کنندہ اور شیاطین

اور ہوائے نفس اور دوستان جاہل و راہزنان طریق حق سے جو درمیان
اسکے اور ہر شے گرانمایہ و گران بہائے ارجمند کے حائل ہوتے ہین رہائی بخشتا
ہے مراد اس شے نفیس ثمین عزیز سے سعادات و برکات دنیا و آخرت و حقائق ذات
و صفات الٰہی ہین کب تک یہ تقیید بقید رسم و عادت اور کب تک یہ گرفتاری ساتھ
خلق کے اور کب تک یہ پیروی ہوائے نفس کی اور کب تک یہ رعونت و گولی و سبکی
اور کب تک یہ خواہش دنیا کی اور کب تک یہ خواہش آخرت کی اور کب تک توجہ طرف
ماسوائے مولی کے ہیگی یہ بندہ خالق اشیاء و مکون ہر شے سے کہان دور جا پڑا
ہے هو الاول والآخر والظاهر والباطن اولیت باعتبار وجود کی ہے اور
آخریت باعتبار وصول کے یا اول باعتبار ازلیت کی ہے اور آخر باعتبار ابدیت
کی بحسب ذات ظاہر ہے بحیثیت آثار سے اور باطن ہے بجہت ذات سے یا پیدا ہے
عقل پر اور پوشیدہ ہے حواس پر سبکی بازگشت اوسکی طرف ہے والی ربک المنتہی
سارے دل اوسکی قدرت و تصرف مین ہین اور طمانینت ارواح کی اور آرام جانون
کے اوسیکے ساتھ ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اوسیکے لطف و کرم پر اوکبریا
بارکا ہے اور وہی معطی و منان ہے **قول شصت و سوم** مین نے خواب
مین دیکھا کہ گویا مین یہ کہتا ہون اے شرک کرنے والے ساتھ اپنے رب کے
اپنے باطن مین اپنے نفس سے یعنی معنی ہستی و انانیت اور اے نسبت کرنے والے
اپنے افعال کے بطریق استبداد و استقلال کے اور اے شرک کرنے والے ظاہر

مین ساتھہ خلق خدا کے یعنی ساتھہ اضافت ضرر و نفع و خیر و شر کی طرف خلق کے اور خوف
و رجا رکھنے کی اُنسے اور اے شرک کرنے والے اپنے عمل مین اپنے ارادے سے
کہ چنین کنم و چنان کنم و چنین شود و چنان شود ایک شخص نے جو میرے پہلو مین
تھا کہا کہ یہ کیا کلام ہے اور اِسکے کیا معنی ہین مینے کہا یہ ایک نوع ہے معرفت
کی یعنی مدار شناخت حق کا سلوک و تحصیل فنا اور موت ارادے پر ہے اور
حاصل ہونا اسکا فنائے نفس و خلق و ارادت پر ہے یا مراد یہ ہے کہ صادر ہونا
اِس بات کا اور دریافت کرنا اسکا اور تنبیہہ کرنا اسپر ایکقسم ہے معرفت حق و شناخت
حقیقت کار کی قطع نظر اوسکے حصول سے و اللہ اعلم **قول شصت و چہارم**
ایک دن مجہپر کام تنگ ہوا میرے نفس نے اوس حالت کے نیچے جنبش کی اور
طالب آسایش و مخرج و کشاد کار ہوا مجہسے یہ بات کہی گئی کہ تو کیا چاہتا ہے مینے
کہا ایسا مرنا چاہتا ہون جسکے بعد زندگانی نہو اور ایسا جینا چاہتا ہون جسمین
مرنا نہو مجہسے کہا کہ بہلا وہ کونسی موت ہے جسمین حیات نہو اور وہ کونسی حیات ہے
جسمین موت نہو مینے کہا کہ وہ مرگ جسمین زندگی نہو مرنا اور فانی ہونا میرا ہے میرے
جنس سے یعنی خلق سے مین انکو کسی زیان و سود مین نہ دیکھون بلکہ سب امور
تقدیر حق سے جانون اور مرنا و فانی ہونا میرا ہے میرے نفس و ہوی نفس و
خواست و آرزو سے دنیا و آخرت مین یعنی دونون جہان مین لذات و تمتعات کے
کوئی تمنا پہلو سے نفس مین باقی نرہے اور مین ان سب چیزون مین زندہ نہون

اور میری ہستی بشریت کی باقی نہ رہ جائے تبہی وہ حیات جسمین موت نہو سو زندہ
رہنا میرا ہے ساتھ فعل رب کے بغیر مزاحمت وجود و ہستی میری کے کیونکہ فنا ہونا
فعل رب میں موجب شہود رب کا ہے کہ کوئی حیات و راحت اسکو نہیں پہنچتی ہے
اور اسمین مرنا میرا یہی وجود میرا اور ہستی میری سے ساتھ وجود رب عز و جل کے
کیونکہ یہ وجود سبب ہے موت قلب کا وقت توجہ کرنے کے طرف غیر کے اور وقت مائل ہونے نفس
کے طرف ماسوا کے حاصل اس جواب کا فنا و بقا ہے کہ یہ حالت اعز و اعلی
مقامات سے ہے یہ خواہش میری گرانمایہ ترین خواہشات تہی جو مینے چاہی جب سے
کہ مینے حقیقت کار کو سمجھا بوجھا جانا پہچانا ف بعض عارفین نے کہا ہے اریدان
لا ارید مالا وجود معه یہ کنایہ ہے فنا سے اور چونکہ بقا لازم فنا ہے اسلئے ذکر
حیاة لاموت فیه کا کیا اور بایزید بسطامی رح نے فرمایا تہا اریدان لا ارید
اسکے بہی یہی معنی ہین قول شصت و پنجم یہ خفگی اور اظہار بے رضائی
و کراہت و ناپسندی کا رب پر کیا ہے بسبب تاخیر اجابت دعا کے بندہ کہتا ہے کہ
مجہپر سوال کرنا خلق سے حرام کیا ہے اور یہ بات واجب کی ہے کہ مین خدا سے
سوال کرون اور مین خدا کو پکارتا ہون لیکن وہ مجہکو جواب نہین دیتا یعنی مین سخت
مشکل مین گرفتار ہون کہ نہ پائے رفتن و نہ روئے ماندن ہے

ہمتو تابو مین بہی لا کرادہی نا چار ہوئے		نہ تو چہوڑے ہی بنے اور نہ ٹہیرے ہی بنے

اسکا جواب یہ ہے کہ اس بندے سے یہ کہنا چاہیے کہ تو آزاد ہے یا غلام یعنی ان

دو حال سے خالی نہین ہے اگر وہ یہہ کہے کہ مین آزاد ہون یعنی خود سر ہون اور
کسیکی قید و حکم مین نہین ہون تو وہ کافر ہے اور اگر کہے کہ مین بندہ و غلام اور حکم بردار
پرورد گار ہون تو اوس سے یہ کہنا چاہیئے کہ کیا تو اپنے مالک و مولی پر بابت تاخیر
اجابت دعا کی تہمت رکہتا ہے یعنی نسبت جہل کی کرتا ہے کہ اوسنے نجانا یا نہ سنا
یا نسبت نسیان کی کرتا ہے کہ سنا تو مگر بہول گیا یا یاد رکہا لکن بخل کیا یا جواد تو ہے
لکن بے حکمت و بے مہر ہے کیا وہ اللہ تعالی کی حکمت و رحمت کرنے مین ساتہہ
اپنے اوساری خلق کے شک کرتا ہے اور اللہ کے عالم ہونے مین ساتہہ احوال خلق
کے شاک ہے یا خدا پر تہمت نہین رکہتا ہے سو اگر تہمت رکہنے والا اللہ پر نہین ہے
بلکہ اللہ کی حکمت و ارادت و مصلحت کا اپنے حق مین بابت تاخیر اجابت دعا کی مقر
ہے تو پہر اوسکو یہ لازم ہے کہ وہ اللہ کا شکر بجا لاوے کہ اوسنے اسکے لئے وہ بات
اختیار کی جو اسکے حق مین اصلح و انفع تہی اور موجب نعمت و دفع فساد تہی اور اگر اللہ
پر تہمت لگاتا ہے بابت دیر ہونیکے قبول دعا مین اور اوسکی حکمت و رحمت مین شک
کرتا ہے تو وہ بسبب اس اتہام کے بنسبت خدا کے کافر ہے کیونکہ اس تہمت رکہنے
کی وجہ سے نسبت کرنے والا ظلم کا ہے طرف خدا کے حالانکہ اللہ تعالے اپنے بندونپر
ظلم نہین کرتا ہے اور نہ ظلم کو قبول کرتا ہے بلکہ ظلم کا ہونا اوسکے ہاتہہ سے محال و
غیر ممکن ہے کیونکہ وہ تو اس بندی کا اور ہر چیز کا مالک حقیقی ہے اور مالک کو پہنچتا ہے
کہ اپنے ملک مین جسطرح چاہے تصرف کرے پس اللہ پر نام ظلم کا نہین بولا جاتا

ظالم تو وہ شخص ہوتا ہے جو غیر کی ملک مین تصرف کرے بغیر اذن مالک کے اب اِسکو
چاہیئے کہ یہ اپنی جان پر ستہ خفگی و خشم و غصہ کرنے کا اللہ تعالی پر اوسکے فعل مین
جو اِسکے بارہ مین کیا ہے بند کرے اگرچہ وہ فعل مخالف اِسکی طبیعت و شہوت نفس
کے ہو اور ظاہر مین اسکے لئے مفسدت و خلاف مصلحت ہو بلکہ اپنی جان پر شکر و صبر
و موافقت و رضا و ترک سخط و تہمت و قیام کو ہمراہ رعونت نفس اور ہوائے نفس کے جو
راہ خدا سے گمراہ کرتی ہے لازم پکڑے اسمین تلمیح ہے طرف اِس آیت کے ولا تتبع
الھوی فیضلک عن سبیل اللہ اور ہمیشہ ملازم دوام دعا و صدق لجا و حسن ظن
بالرب و انتظار کشادکار اور تصدیق وعدہ کردگار اور ملازم حیا و شرم استعجال اجابت
مین اور موافق امر کے رہے اور توحید کا نگہبان و پاسبان ہو اور بجا آوری فرمان و
حکم مین شتابی و جلدی کرے اور ارتکاب نہی سے سست و قاعد ہو اور آپ کو وقت نزول
قدر و قضا اور فعل حق کے دربارہ خود مردہ جانے اور اگر کسیطرح بے تہمت رکھنے اوس
بدگمانی کرنے کی نہ بنے تو پھر نفس اِسکا حکم کرنے والا ہے ساتھ بدی کے اور نافرمان
ہے حق عز وجل کا اور اولی تر ہے ساتھ تہمت و سوء ظن کے اب نسبت ظلم کی اِسی
نفس کی طرف کرنا چاہیئے یہ بہتر ہے نسبت کرنے سے ظلم کی طرف مولی کے نفس کے
ساتھ موافقت و موالات کرنے سے اور اوسکے فعل و قول پر راضی رہنے سے جملہ
احوال مین حذر کرے اسلئے کہ نفس خدا کا دشمن ہے اور اِس شخص کا بھی دشمن ہے خدا کا
عدو اسلئے ہے کہ اوسکے حکم کی مخالفت کرتا ہے اور اسکا عدو اسلئے ہے کہ اِسکو

معاصی مین ڈالتا ہے جسکا انجام عذاب و بُعد و سخط رب الارباب ہے اور جو خدا کا دشمن
ہے اوسکا یہ نفس دوست ہے وہ دشمن خدا کا اور خود اسکا کون ہے شیطان رجیم ہے
یہ نفس اسی شیطان کا خلیفہ و جانشین ہے اور ابلیس کا جاسوس ہے او سنے اسکو
تفحص احوال مردم اور خبر رسانی خلق پر گماشتہ کر رکھا ہے اور دوست مخلص و صافی
شیطان کا ہے اللہ اللہ ثم اللہ الحذر الحذر النجا النجا بندہ کو چاہیئے کہ اپنے
نفس کو متہم کرے ساتھ عداوت کے اگرچہ نصیحت و دوستی سے کیون پیش نہ آئے

وخالف النفس والشیطان واعصہما	۵	وان ہما محضاک النصح فاتہم

اور نسبت ظلم کی طرف نفس ہی کے کرے اور اوسپر یہ آیت پڑہے ما یفعل اللہ بعذابکم
ان شکرتم وآمنتم اور یہ قول سنائے ذلک بما قدمت ایدیکم وان اللہ
لیس بظلام للعبید اور یہ کریمہ پڑہے ان اللہ لا یظلم الناس شیئا ولکن الناس
انفسہم یظلمون اسکے سوا اور بہت آیات و اخبار ہین جس سے تنزہ باریتعالی کا جمیع
انواع ظلم و ستم و جور سے ثابت ہے بلکہ لازم یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے نفس کا خصم
بنجاے اور ساتھ اوسکے مجادلہ کرے اور جنگ سے پیش آئے اور نفس و شیطان پر
تلوار کہینچے اور خدا کے لشکر کا سپہ سالار بنکر نفس کو شکست دے کہ یہ نفس سب دشمنون سے
زیادہ اور بڑہکر دشمن ہے اللہ کا اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک یہ نفس
ہرگز بیفرمانی کرنے اور سرکشی کرنے اور مخالفت اختیار کرنے سے باز نہین آتا ہی
مگر کمال قدرت حق سے بخلاف شیطان کے کہ ذرا سے ذکر کرنے اور ایک بار اللہ

کنے سے بھاگ جاتا ہے اور نفس اگرچہ ذکر سے اپنا بہرہ لیتا ہے لکن ریا اختیار کرتا ہے
اور خود نما ہوتا ہے اللہ نے کوئی مخلوق نفس سے اعظم تر پیدا نہین کی ہے یہانتک کہ
دعوی خدائی کا کرتا ہے بجز نفس کے کسی مخلوق نے کبھی یہ دعوی نہین کیا اللہ تعالی
نے فرمایا ہے اسے داؤد تو اپنے ہوائے نفس کو چھوڑ دے کیونکہ میرے ملک وسلطنت
مین کوئی کشاکش کرنے والا جو میرے ساتھہ کشاکشی کرے بجز ہوائے نفس کے نہین ہے
قرآن مجید مین بھی اسیکے موافق آیا ہے کہ داؤد علیہ السلام سے فرمایا تھا ولاتتبع الھوی
فیضلک عن سبیل اللہ اگرچہ انبیاء ورسل تابعت ہوا کی نہین کرتے ہین لکن مقصود
زجر ومنع کرنا ہے لوگون کا اور تعریض ہے ساتھہ انکے کہ حسنات الابرار سیئات
المقربین اور یہہ گروہ پیغمبرون کا ترک اولی وافضل پر بلکہ خطرات پر بھی ماخوذ ومعاتب
ہوتا ہے معہذا ادب یہ ہے کہ اگر سوال تعالی شانہ انکو عتاب کرے یا اوسکی درگاہ عزت
مین تواضع وخاکساری بجالائین ہمکو نچاہیے کہ ہم اس امر مین دخل دین اور شرکت جایئن
مفتاح مین کہا ہے بعضے مردم کہ در بعضے محال آیۂ انک لاتھدی من احببت خوانند
برین مستمند ضعیف چنان گران آید کہ گویا گستاخی در حضرت رسول بر روئے مبارک اوکردہ
باشند چرا انک تھدی الی صراط مستقیم نخوانند نعوذ باللہ من سوء الادب
انتہی **قول شصت وششم** بندہ یہ بات نکہے کہ مین اللہ سے دعا نہین
کرتا اگر میرا سوال میری قسمت مین ہوگا اور میرے لیئے رکہا گیا ہی تو جلد مجھکو پہنچ جایگا
مین خواہ مانگون یا نہ مانگون اور اگر وہ سوال مقسوم مین نہین ہے تو میرے مانگنے

پھر بھی مجھکو نہ دیگا بلکہ یہ چاہیئے کہ جو کچھ بندہ چاہے اور جسکی طرف حاجتمند ہے خیر دنیا و آخرت
سے اوس سبکا سوال اللہ سے کرے جبتک کہ اوس سوال مین کوئی امر محرم و مفسدہ نہو اسلئے
کہ اللہ تعالیٰ نے سوال کرنے کا حکم دیا ہے اور مانگنے پر ترغیب لائی ہے اور کہا ہے
ادعونی استجب لکم اور فرمایا ہے واسألوا اللہ من فضلہ اور حضرتؐ نے فرمایا ہے
اسألوا اللہ وانتم موقنون بالاجابۃ اور فرمایا اسألوا اللہ ببطون اکفکم
اسکے سوا اور بہت اخبار آئے ہین اور ترک سوال پر غصہ فرمایا ہے کہ من لم یسأل
اللہ یغضب علیہ دعا مین ماثور و مسنون یہی ہے کہ ہاتھ اوٹھائے اور رو راز کرے
اور ہتیلیان مقابل مین سینہ کے رکھے ۵

من ہمیدانم کہ میخواہد دلش	تا بود غوغا بگرد منزلش
میکنم چندان فغان در حضرتش	تا فرود آید ز بالا رحمتش
چیست ادعونی کدام است اسالوا	گر نمیخواہد گدایان را غلو
آہ و گریہ بر درش چندان کنم	تا بخود آن غنچہ را خندان کنم

اور یہ نہ کہے کہ مین حق سے مانگتا ہون اور وہ مجھے نہین دیتا اب مین بار بار کہانتک
مانگون اور مانگ کر کیا کرونگا جبکہ کچھ ملتا ہی نہین ہے بلکہ ہمیشہ دعا مین لگا رہے کہ
کہ اگر وہ مسئول اسکے مقسوم مین ہوگا تو بعد اس سوال کے طرف اسکے بہیجا جائیگا
اور حقیقت مین یہ سوال اوسی نے مقدر کیا ہے اس سوق سوال سے ایمان و
یقین و توحید کو افزایش ہوگی اور خلق سے مانگنا اور جمیع احوال مین طرف لوگون کے

رجوع کرنا چھوٹ جائیگا اور ساری حاجتین اللہ ہی کی طرف لائیگا اور اوسی ذات
پاک سے مانگیگا اصل مقصود و مطلوب دعا مین توجہ و اقبال کرنا ہی بندہ کا طرف
جناب عزت و جلال حق کے اور مشغول ہونا ہے ذکر و مناجات و قرب درگاہ مین یہ
نہو کہ تمام ہمت مقصود حصول مدعا ہی پر رہے کہ اسطرح کی حالت مین محبت حق زیادہ
ہوتی ہے اور اگر وہ مسئلت اسکی قسمت مین نہین ہے تو اللہ تعالی اسکو اوس سوال
سے بے نیازی بخشیگا اور یہ فقر مین اللہ سے راضی رہیگا اور اللہ اسکو ساتھ فقر
و مرض کے خوشنود کردیگا کیونکہ اسکو مقام رضا حاصل ہوا جو کہ ارفع و اعلے مقامات ہے
اور اگر یہ دعا واسطے ادا سے قرض کے ہے اور قبول نہوئی تو سنت الہی و تجربہ
اہل معاملہ اسپر جاری ہے کہ اللہ تعالے قرضخواہ کے دلکو سو ء مطالبہ اور سختی و درشتی
تقاضا سے طرف رفق و تاخیر و تسہیل کرنے کے تا وقت میسر آنے قرض کے پہیر دیتا
ہے یا وہ اپنے قرض کو ساقط کر دیتا ہے یا کم کر دیتا ہے پہر اگر یہ اسقاط و ترک و
نقص بہی نہوا اور دنیا مین کوئی اثر دعا کا بابت ان ہر سہ امر کے ظاہر نہوا تو آخرت
مین تو ضرور ہی اللہ اس قرضدار کو ثواب جمیل و اجر جزیل عوض عدم عطاء سوال کے
دنیا مین بخشتا ہے اسلئے کہ اللہ کریم غنی رحیم ہے اپنے سائل کو دنیا و آخرت مین ہرگز
نا امید و نامراد نہین کرتا ہے غرضکہ کوئی نہ کوئی فائدہ دعا حاصل و عطا ضرور ملتا ہے خواہ
عاجلاً اس جہان مین یا آجلاً اوس جہان مین حدیث شریف مین آیا ہے ان المومن
یری فی صحیفتہ یوم القیامۃ حسنات لم یعلمہا ولعیدہ بہا فیقال لہ اتعرفہا

فیقول ما ام عرفها من این لی هذہ فیقال لہ انہا بدل مسئلتک التی سألتہا فی دار الدنیا یہ اسلیئے کہ بندہ بسبب سوال کرنے کے اللہ کا ذاکر و موحد ہوتا ہے اور شئے کو اوسکے موضع مین رکھتا ہے اور حق حقدار کو دیتا ہے اور اپنی قوت وحول سے بیزاری کرتا ہے اور تکبر و تعظیم و ننگ کو چھوڑ دیتا ہے اور یہ سب اعمال صالحہ ہین جنکا ثواب نزدیک اللہ کے ہے ولہذا حدیث مین دعا کو مخ عبادت فرمایا ہے اور قرآن مین کہا ہے ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین مفتاح مین کہا ہے مراد بعبادت درینجا دعاست چنانکہ سیاق آیہ دلالت دارد بران واین دلالت دارد برتاکید و مبالغہ در استجابت دعا ولحوق وعید بر ترک آن وشک نیست کہ اگر بطریق استنکاف و استکبار بود ہمین حال دارد اما اگر بجہت تادب مقام عزت وجلال تفویض وتسلیم بعلم وارادت حضرت ذوالافضال بود آن مقامے دیگرست واین قوم را احوال اند گاہے دعا کنند وگاہے سکوت ورزند وگاہے بتعریض وکنایت خواہند چنانکہ حق را بلطف وکرم وجود بستایند کہ این نیز نوعی از سوال ست بزبان رمز وکنایت وگاہے سکوت درین باب بالاتر از تکلم نشیند وہمہ آن از احوال و افعال انبیاء علیہم السلام منقول ست وہر کدام را وقتی ست وحالے کہ اقتضا سے آن کند انتہی **قول شصت وہفتم** بندہ جتنا اپنے نفس کو مشقت وکارزار و مجاہدت مین ڈالے گا اور اوسپر غالب وچیرہ دست ہوگا اور تیغ مخالفت سے اوسکو قتل کریگا اوتنا ہی اللہ تعالی اوسکو زندگی دیگا یعنے

حیات معنوی کہ عبارت ہے علم و معرفت ذات و صفات حق و دریافت حقیقت کار سے
اور کشا کشی کریگا ساتھہ اُسکے شہوات و لذات مین حرام ہون یا مباح یہ اسلئے تاکہ وہ
بندہ طرف مجاہدت و مسابقت کے عود کرے اور اللہ اوسکے لئے ثواب و اثم و اجر
قائم لکھے یہی معنی اس قول کے ہین رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر مراد
اس جہاد کلان سے مشقت مین ڈالنا نفس کا ہے بوجہ اوسکی دوام و استمرار کے
لذات و شہوات مین اور بسبب اوسکی انہماک کے معاصی مین یہی معنی ہین اس قول
کے واعبد ربک حتی یأتیک الیقین اللہ نے اپنے پیغمبر کو حکم عبادت کرنے کا
دیا وہ عبادت یہی مخالفت نفس ہے اسلئے کہ نفس سارے اقسام عبادت سے سرکشی
کرتا ہے اور ضد عبادت کا خواہان ہوتا ہے کیونکہ اوسکی سرشت یہی زمین سے ہے اور
جبلت اوسکی طلب شہوات و لذات مین جسی ہے اور عبادت اسکی ضد ہے یقین سے
مراد موت ہے یعنی عبادت و مخالفت نفس و مجاہدت تا زمان مرگ کرنا چاہئے کوئی کہے کہ حضرت
صلعم کا نفس کسطرح عبادت سے سرکشی کرسکتا ہے حالانکہ آپکو بالکل ہوائے نفس نہ تھی
قال تعالی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی تو جواب اسکا یہ ہے کہ
یہ خطاب اللہ پاک نے اپنے پیغمبر کو اسلئے کیا ہے تاکہ حکم شرع کو مقرر فرمائے اور
برقرار کرے اور یہ حکم درمیان آپ کی امت کے تا قیام ساعت عام رہے یعنی اگرچہ ظاہر
مین یہ خطاب حضرت کو ہے مگر حقیقت مین مخاطب امت ہے اسکے سوا اللہ نے اپنی
نبی کو نفس و ہوئی پر قوت و توانائی بخشی تھی تاکہ یہ دونون کچھہ نقصان اونکو نہ پہنچا سکین

اور طرف مجاہدہ کے محتاج نکریں برخلاف امت کہ انپر نفس وہوا غالب ہے کہ اگر یہ مجاہدہ نکریں اور درپے اوسکی قلع وقمع کے نہون تو انکو زیان ہو پس جب بندہ مومن مجاہدۂ نفس پر مداومت وہمیشگی کرتا ہے یہانتک کہ اوسکو موت آئے اور اپنے رب سے جا ملے ساتھہ شمشیر برہنہ آلودہ خون نفس وہوا کے تو اللہ تعالی اوسکو جنت جسکا واسطے اوسکے ضامن ہوا تھا عطا کرتا ہے لقولہ تعالی واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هي المأوى پہر جب اوسکو جنت مین داخل کریگا تو جنت اوسکا گہر اور جاے آرام وباز گشت ہوگا اور وہان سے جگہہ بدلنے سے امن مین رہیگا اور کسی دوسری جگہہ مین سواے بہشت کے نقل نکریگا اور دنیا مین پہر آنے کی آرزو نکریگا ہر دن ہر دم اوسکے لیئے انواع نعیم تازہ بتازہ نو بنو مہیا ہوا کرینگے اور ہر وقت وہ نئے نئے لباس وزیور سے آراستہ ہوا کریگا جسکی کچہہ نہایت وغایت وتمامی نہین ہے جسطرح کہ اوسنے دنیا مین ہر دن ہر دم ہر لحظہ مجاہدۂ نفس وہوی کو تازہ کیا تہا رہے کافر ومنافق وعاصی سو انہون نے دنیا مین مجاہدہ نفس وہوا کا ترک کردیا تہا اور نفس وہوا کے پیرو ہوکر شیطان کے موافق ہوگئے تہے اور انواع معاصی وذنوب وآثام وجرائم کے ساتھہ بلکہ کفر وشرک کے ساتھہ اور اعمال قبیحہ اور اخلاق ذمیمہ کے ساتھہ مختلط وممزوج تہے یہانتک کہ انکو موت آگئی نہ اسلام ملا اور نہ اونہون نے توبہ کی سو انکو اللہ تعالی اوس آگ مین داخل کریگا جو واسطے کفار کے طیار کر رکھی ہے اور

فرمایا ہے واتقوا النار التی اعدت للکافرین اور اس آگ مین گنہگارون کو بھی ڈالینگے
لکن ہمیشہ اوسمین نرہینگے پس جب اللہ انکو داخل دوزخ کریگا تو یہ دوزخ انکا ٹھکانا
اور جاے بازگشت اور انکے مان ٹہیریگی یعنی جسطرح بازگشت طفل کی طرف مان کے
ہوتی ہے اسیطرح کفار و عاصیون کی بازگشت طرف آتش جہنم کے ہوگی اللھم
اجرنا من النار وہ آگ انکے گوشت و پوست کو جلا دیگی اور دوسرا گوشت و پوست
انکو سواے اگلی جلد و لحم کے دیا جاویگا کما قال تعالی کلما نضجت جلودھم
بدلناھم جلودا غیرھا یہ اسلیے کہ عذاب تازہ والم جدید چکہین یہ کام اللہ تعالے
انکے ساتھہ کریگا جسطرح کہ انہون نے اپنے نفس وہوا کے ساتھہ سازواری و
موافقت کی تھی دنیا مین واسطے ارتکاب معاصی کے ہر دن ہر ساعت ایک دوسرے
رنگ اور لباس مین شہوت رانی کرتے تھے اور عہد عیش و کامرانی کو تازگی و جدت
بخشتے تھے غرضکہ اہل نار کو ہر وقت گوشت و پوست تازہ ملا کریگا تاکہ عذاب و بلاے
تازہ انکو پہنچتی رہے اور اہل جنت کے لیے ہر وقت نعیم جدید مہیا کی جائیگی تاکہ
انکی شہوات و لذات دوچند بلکہ چند در چند زیادہ ہوتی رہین سبب اس تازگی تازہ
نعمت و زحمت نقمت کا یہی مجاہدہ نفس و موافقت نفس ہے دنیا مین جزاء
وفاقا اور یہی معنی ہین اس قول کے الدنیا مزرعۃ الاخرۃ یعنی دنیا کشت زار
آخرت ہے جو کچھہ اس جگہ بوئینگے وہی اوس جگہہ درو کرینگے ٥

ازمکافات عمل غافل مشو		گندم از گندم بروید جو ز جو	

قول شصت و ہشتم اللہ تعالی جب کسی بندی کے سوال کو پورا کرتا ہے
اور اوسکا مطلوب اوسکو دیتا ہے تو اس سے کچھ ارادہ حق کا پارہ نہین ہوتا اور
نہ وہ چیز جسکے ساتھہ قلم تقدیر خشک ہو چکی ہے اور علم نے سبقت کی ہے اومین کچھہ
فتور و انخرام آتا ہے بلکہ اسکا سوال مراد رب کے ساتھہ موافق ہوتا ہے جو وقت
کہ حق نے واسطے اوس سوال کے مقرر کر دیا ہے اوسوقت اجابت حاصل ہوتی
ہے اور وقت مقدر مین وہ کام جو سابقۂ ازل مین ٹہیر چکا ہے ہو جاتا ہے بسبب
اسکے کہ وقت تقدیر کا برابر آگیا جسطرح کہ اہل علم نے اس آیت مین کہا ہے
کل یوم ہو فی شان کہ یسوق المقادیر الی المواقیت **ف** بندی کا سوال کرنا
اوسوقت مین بہی مقدر تہا اور تقدیر جاری ہو چکی تہی کہ فلان وقت بندہ فلان
درخواست کریگا اور اوسکی درخواست پر وہ چیز اوسوقت مین واقع ہوگی اور
اگر فرضاً بندہ وقوع اوسکا دوسرے وقت مین چاہے تو ہرگز اوسوقت دیگر مین واقع
نہوگی ولکن سوال بندی کا اوسوقت مین مقدر تہا اور اگر اجابت نہوئی تو سوال
مقدر تہا نہ مسئول مگر تقدیر مین یہ بات ٹہیر چکی تہی کہ کوئی چیز مثل مسئول کے
دنیا مین اوسکو دی جائیگی یا ثواب آخرت مین یا کوئی بلا مثل اوسکے دور کر دیجائیگی
غرضکہ سوال درگاہ حق مین ضائع و مردود نہین ہوتا ہے اور کوئی چیز دائرۂ تقدیر
و ارادت حق سے خارج نہین ہے یہی معنی ہین اس قول بعض اہل علم کے کہ ارادت
تابع مراد اور علم تابع معلوم ہوتا ہی اور کریمہ یمحو اللہ ما یشاء و یثبت بہی باعتبار

اوقات حدوث و وقوع کے ہے اور آیۂ ما یبدل القول لدی باعتبار علم و ارادت کے ہے سو اللہ کسی شخص کو کوئی چیز دینا مین مجبور اوسکی دعا پر نہین دیتا ہے اسی طرح کوئی شئے نری اوسکے مانگنے سے دور نہین کرتا ہے اور وہ جو حدیث مین لا یرد القضا الا الدعا آیا ہے سو مراد اوس سے یہ ہے کہ رد نہین کرتی قضا کو مگر وہی دعا جسکے بارہ مین یہ حکم ہو چکا ہے کہ وہ قضا اوس دعا سے رد کیجاویگی اور یہ قضا معلق ہے اس سے ثابت ہوا کہ قضا ورد قضا مین کچھ منافات نہین ہے اور اکثر امور عالم مین جو معلق و مربوط ہین ساتھ اسباب و شروط کے قضا اسی طرح پر ہوتی ہے بخلاف قضاے مبرم کہ وہ کسی چیز پر موقوف و معلق نہین ہے اور دعا کرنا وہان بیفائدہ ہوتا ہے ولہذا دعا کرنا امر مفروغ عنہ مین ممنوع ہے جیسے ضمان رزق وارسال رسل وقیام ساعت و دخول مومنین بہشت مین اور دخول کفار نار مین ونحوہا انتہی اور جسطرح کہ سب کام قضاے الٰہی سے ہوتے ہین اور دعا کہ فعل بندہ ہے اوسکو بھی اس کام مین دخل ہے اور یہ دخل بھی قضاے الٰہی سے ہے اسیطرح یہ حکم ہے کہ کوئی آخرت مین داخل جنت اپنے عمل سے نہوگا بلکہ اللہ کی رحمت سے لکن اللہ تعالی اپنے بندون کو جنت مین درجات دیگا بقدر اونکے اعمال کے حدیث عائشہ مین آیا ہے کہ عائشہ نے حضرت سے سوال کیا کہ کیا کوئی جنت مین اپنے عمل سے جائیگا فرمایا نہین بلکہ اللہ کی رحمت سے جائیگا عائشہ نے کہا تم بھی نہین کہا مین بھی نہین مگر یہ کہ ڈھانپ لے مجھکو اللہ اپنی رحمت مین اور اپنا

ہاتھہ سر پر رکھا یعنی واسطے تعظیم و قبول امر الٰہی کے جسطرح کہتے ہین بالراس والعین

منکہ باشم کہ بران خاطر عاطر گزرم		لطفہا میکنی اے خاک درت تاج سرم

داخل ہونا بہشت مین عمل سے اسلئے ہے کہ اللہ عز وجل پر کسیکا کوئی حق نہین ہے بسبب بے گنتی ہونے نعمتون کے اور بندون کے اعمال وافعال قدرت و توفیق حق سے ہوتے ہین اور اللہ کو لازم نہین ہے کہ عہد کو وفا کرے کیونکہ وہ بالذات غنی ہے اور اوسکی درگاہ لاابالی ہے اوسنے اپنی فضل و کرم سے واسطے بندون کے ضمان چند چیزون کا کرلیا ہے جیسے دنیا مین رزق دینا اور آخرت مین ثواب عطا کرنا لکن یہ کچھہ اوسپر واجب نہین ہے اگر ایسا نکرے تو کوئی اعتراض لازم نہین آتا ہے ﮦ

کردگار آن کند کہ خود خواہد		حکم بر کردگار نتوان کرد

اللہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے جسے چاہے عذاب کرے جسے چاہے بخشے جسے چاہے رحم کرے جسے چاہے نعمت دے فعال لما یرید لا یسأل عما یفعل وھم یسألون کسیکو نہین پہنچتا کہ یون کہے کہ چون کردی و چرا کردی کیونکہ حجت اوسکی ربوبیت کی نہایت استوار و قوی ہے جسکو چاہتا ہے اپنے فضل و رحمت و منت سے رزق بیحساب دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے اپنے عدل سے باز رکھتا ہے یعنی دونون جہان مین بندون کا ظلم و قصور اداے حق ربوبیت مین اسقدر ہے کہ اگر عدل وحساب پر آئے تو تمام عباد عذاب و نکال کے مستحق ہون اور حق عبودیت اسقدر نہ ہے

کہ ظاہر و باطن مین اگر تمام وجود موجود اپنے کو صرف شکرگزاری نعمتہاے باری تعالےٰ
کرین تو ایکدم اوسکی خدمت سے باز نہین اور ایک لمحہ اوسکی یاد سے غافل نہون
یہ اوسکا فضل و کرم ہے کہ وہ درگزر کرتا ہے اور پکڑتا نہین اور یہ بات کسطرح نہو
کہ ساری خلق فراز عرش سے تا خاک نمناک کہ زمین ہفتم ہے سب اوسکی ملک
و صنع ہے اوسیکی کاریگری و ساختہ و پرداختہ ہے بجز اوسکے کوئی مالک یندون کا
اور ساری کائنات کا نہین ہے اور نہ سوا اوسکے کوئی پیدا کرنے والا خلق کا ہے
قال اللہ تعالیٰ ہل من خالق غیر اللہ اور فرمایا أ اله مع اللہ اور فرمایا ھل
تعلم له سمیا مفتاح مین کہا ہے از غرائب قدرت الٰہی عز شانہ و عظم برہانہ ست
کہ ہیچیکی این نام نہادہ نشدہ تا آنکہ مشرکان بتان خودرا آلہہ میگفتند اما اللہ نگفتند
و فرعون انا ربکم گفت و انا اللہ نگفت و بعضی از اہل عرفان و توحید نیز ازین عالم
دم زدند اما ہیچ یکی انا اللہ نگفت از جہت ظہور سلطان احدیت و برہان الوہیت
کہ اصلا التباس و مکابرہ دران گنجایش ندارد اور فرمایا ہے قل اللھم مالک الملک
تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر
انک علی کل شیء قدیر الی قولہ و ترزق من تشاء بغیر حساب **قول شصت و نہم**
بندہ کو چاہیے کہ اللہ عز و جل سے کوئی چیز نہ مانگے سوے آمرزش گناہان گزشتہ
کے اور سوا نگاہداشت کے گناہون سے ایام آئندہ مین جو اوسکو لاحق ہوتے ہین
اور توفیق حسن طاعت اور بجا آوری حکم کی اور باز رہنے کے نہی سے اور راضی

رہنے کے ساتھ قضاے تلخ کے کہ مخالف نفس وطبیعت ہو اور صبر کرنے کی
بلا ہاے سخت پر اور شکر بجالانے کے جزیل نعماء وعطا پر پہر پہنچنا خاتمہ خیر کو کہ عبارت
ہے ایمان پر مرنے اور جاملنے سے ساتھ انبیاء وصدیقین وشہداء وصالحین کے اور یہ
بہت اچھی رفیق وہمراہ وہم سفر ہین اور سوال نکرے حصول دنیا اور کشف ضر وبلا
کا کہ یہ ابتلاء دور ہوکر غنا وعافیت وتونگری وتندرستی ہاتھ آئے بلکہ طالب رضا
کا ہو اوس چیز پر جو مقسوم ہے اور جسکی تدبیر کردی ہے اگرچہ فقر وبلا ہو اور یہ
سوال کرے کہ ہمیشہ اسکو اوس حالت ومقام پر نگاہ رکہے جہان کہ اسکو کہڑا کیا اور
اوتارا اور مبتلا کیا ہے یہانتک کہ حق اسکو اوس حالت سے طرف دوسری حالت
کے نقل کرلیجاے جو برخلاف حالت اولی کے ہے پس اپنے اختیار وتدبیر سے قصد
نکلنے کا حالت راہنہ موجودہ سے نکرے اور اپنے لئے کوئی بندوبست اپنی طرف سے
نسوچے کیونکہ اسے کیا معلوم ہے کہ اسکی بہتری وخیریت کس حالت مین ان
دو حالتون مین سے ہے محتاجی ودرویشی مین یا تونگری وآسودگی مین اور بلا
مین ہے یا عافیت مین اللہ نے اس سے علم اشیاء کا لپیٹ رکہا ہے یہ کسی
شے کی صلاح وفساد کو نہین جانتا اور وہ خود یگانہ ویکتا ہے ساتھ مصالح ومفاسد
اشیاء کے عمر بن خطاب کہتے تہے لا ابالی علی ای حال اصبح علی ما اکرہ او علی ما
احب لانی لا ادری الخیر لایہما یعنی مجہکو کچہہ اسبات کی پروا نہین ہے کہ مین
کس حال پر صبح کرونگا امر مکروہ یا محبوب پر کیونکہ مین نہین جانتا کہ خیر انہین سے

کس مین ہے یہ بات عمر نے بسبب حسن رضا کے ساتھہ تدبیر خدا کے اور طمانینت کے اختیار و قضائے الٰہی پر فرمائی ہے قال تعالیٰ کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم وعسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئا وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون شیخ ابو طالب نے اِس آیت کی تفسیر مین کہا ہے کہ بندہ فقر و گمنامی و مصیبت کو مکروہ و ناخوش رکھتا ہے حالانکہ یہ بہتر ہے واسطے اوسکے آخرت مین اور اسکی ضد یعنی غنا و شہرت و مال و عافیت کو دوست رکھتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ اوسکے لئے برا ہو بسبب انجام و مآل و عاقبت کار کے پس جو کچھ طرف سے حق کے بندے کو پہنچے وہ نعمت ہے ع ہر چہ از دوست میرسد نیکوست بندے کو چاہیے کہ اسی حال طاعت و عبادت و صبر و شکر و رضا و تسلیم و ترک تدبیر و اختیار پر رہے یہانتک کہ اوسکی خواہش دور ہو اور نفس شکستہ ہو کر ذلیل و خوار و نرم درام و زبون ہو جاوے اور اوامر و نواہی حق کی مخالفت نکرے پھر اپنے ارادہ و آرزو سے زائل ہو اور سارے تعلقات کائنات دل سے باہر نکلجائین اور دل مین سوا اللہ کے کوئی شے باقی نرہے اور دل اللہ کی محبت سے بھر جاوے اور ارادہ طلب حق کا درست و راست آوے ف صدق ارادت یہ ہے کہ کوئی چیز اعراض و عوارض دنیا و آخرت سے گرد سراپردۂ دل کے نہ پھرے اور اخلاص حقیقی ظاہر ہو بعض نے کہا ہے حقیقت طلب کی یہ ہے کہ اگر سارے عقلا متفق ہو کر یہ حکم کرین کہ یہ مطلوب محال ہے اور ہرگز میسر نہوگا اور اس مدعا تک پہنچنا

ممکن نہین ہے تب بہی اُنکی گفتگو پر راہ جستجو سے باز رہے پس اگر یہ حال ہی تو طلب ہے
ورنہ نری ہوس ہے غرضکہ جب بندہ کا حال اسطرح پر ہوتا ہے تو پہر اللہ کے امر و
حکم سے ارادہ کو طرف اوسکے طلب کرنے مین کسی حظ کے منجملہ حظوظ دنیاوی ہو یا
اخروی پہیر دیتے ہین اور وہ اسدم اللہ سے سائل و طالب اوس حظ کا ہوتا ہے
واسطے امتثال امر کے اور موافق حق کے ہوجاتا ہے اگر اللہ اوسکو وہ حظ عطا کرتا ہی
تو یہ بندہ اوسکا شکر بجا لاتا ہے اور ساتہہ اوس نصیب کے متلبس ہوتا ہے اور اگر
عطا نہین کرتا ہے تو اللہ تعالی پر خشمگین نہین ہوتا اور نہ دلمین اوسپر متغیر و خفا ہوتا ہے
اور نہ اوسپر تہمت بخل وغیرہ کی لگاتا ہے یہ اسلئے کہ یہ بندہ طالب اوس حظ کا براہ ہوائے
نفس و خواہش خود نہوا تہا بلکہ تہی دل تہا ارادہ سے اور خواہش اوس حظ کی
نرکہتا تہا یہ سوال اوسنے محض واسطے بجا آوری حکم کے کیا تہا والسلام یعنی سلامتی
ہو فرمابرداران حق پر اور اونپر جو کہ اپنی ہوا و ارادہ سے خارج ہین **ف** قیام فیما
اقام اللہ ایک مقام ہے کہ بندہ کو اوسمین کہڑا ہونا واجب ہے اور یہ شرط ہے کہ اپنی
ہوا و ارادہ سے اوس مقام سے نکلنا نہ چاہے بلکہ اتنا صبر کرے کہ خود حق تعالے
اوسکو اوس مقام سے باہر لائے اور نشان حق کے قایم کرنے کا بندہ کو کسی کام مین
یہ ہے کہ حقوق و آداب اوس کام کے جو شرع مین آئی ہین نچہوڑے بلکہ موافق
مرضی حق کے رہے جب حقوق شرع مین اخلال و اہمال ہو تو جان لے کہ قیام
اوس مقام مین مرضی حق نہین ہے اور اس صورت مین بامر حق ارادہ نکلنے کا اوس کام سے

کرے معہذا مضطرب تہوا ور دعوی اپنے حول وقوت کا اور استبداد و استناد طرف اپنی قدرت کے نکرے اور توکل وتفویض کو ہاتہہ سے ندے وباللہ العون

قول ہفتادم بندے سے اوسکے اعمال مین خودبینی وعجب کرنا ہبلا کبہا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے نفس کو دیکہے اور خویشتن بین ہوا اور اپنے عمل پر عوض چاہے حالانکہ سارے اعمال اوسکے اللہ کی توفیق وتیسیر وعون وقوت وارادت وفضل سے ہوتے ہین پہر اسکو اور اپنے عمل کو دیکہنا کیا ہ

مرا پیر دانا سے مرشد شہاب	دو اندرز فرمود بر روے آب
یکی آنکہ بر خویش خودبین مباش	دگر آنکہ بر غیر بدبین مباش

اور اگر عمل اسکا ترک معصیت ہے تو یہ اللہ تعالی کی نگاہداشت ونگہبانی اور حمیت ہے واسطے اس بندے کے آپ یہ بندہ اس عصمت وحفظ کے شکر سے کہان جاویگا اور اس نعمت کا جو اوسکو دی ہے اعتراف کیون نکریگا **ف** طریق ازالہ عجب کا یہی پہچاننا نعمت کا طرف سے حق کے اور رؤیت سنت کے اور شکر بجالانا نعمت پر ہے تاکہ نفس ورطہ خودبینی مین نگرے سو یہ کیا حماقت وسبکی ونادانی ہے جو اسکو معجب بناتی ہے کیا یہ غیر کی شجاعت وبہادری وسخاوت وبذل مال پر عجب کرتا ہے یعنی جب سارے عمل اللہ کی توفیق سے ٹہیرے تو پہر اوپر اترانا کیا جب کہ یہ بندہ کسی اپنے دشمن کو قتل نہین کرسکتا ہے مگر بمدد دہی کسی دوسرے شجاع کے جو اسکے دشمن کو زخمی کرے پہر یہ اوسکا کام تمام کرے اور اگر وہ شجاع اسکا معاون نہوتا

توخود یہ شخص بجائے اوس دشمن کے خاک پر پڑا ہوتا اور ہلاک ہوجاتا اسیطرح جبکہ
یہ اپنا بعض مال صرف وبذل نہین کرسکتا ہے مگر بعد ضامن ہونے کسی شخص جو مرد
امانت دار کے جو اسکے لیئے اوس مال کے عوض کا ضامن ہوا اور اگر وہ یہ بات نکہتا
کہ مین بدل اس مال کا دونگا اور اسکو بہی طمع اوسکے وعدہ مین نہوتی جسکا وہ ضامن
ہوا ہے تو یہ ایک کوڑی خرچ نکرتا تو اب کسطرح یہ شخص ایسی صورتون مین نرے
اپنے فعل پر عجب کرتا اور اتراتا ہے یعنی جو کام اس نا کام سے بنا اور وجود مین آیا
ہے اوسکے اسباب وآلات خدا نے بنائے ہین اور اوس کام کی توفیق وتیسیر اور
اوس عمل کا پیدا کرنا سب قدرت الٰہی سے ہوا ہے پہر یہ کس بات پر ناز کرتا ہے
یہ تو حقیقت مین مستقل ہے نہ عامل جو چیز طرف سے اس بندہ کے ہے وہ قصد و
حرکت ہے جسکو فعل وکسب کہتے ہین لکن مبادی اس فعل کے سب طرف سے حق
کے ہین جسمین کچہہ بہی اختیار بندہ کا نہین ہے بنا بر علی ہذا احسن حال بندہ کا یہ ہے
کہ معین کا شکر بجالائے اور ہمیشہ اوسکی حمد وثنا کرے اور اس فعل کو اوسی کی طرف
منسوب کرے اسلیئے کہ توفیق فعل مذکور کی اوسی نے دی ہے اور سب احوال
مین اسی حال پر رہے مگر بدی اور گناہ کرنے اور نکو ہش کرنے مین کسی کام کے
کہ اسکی اضافت بندہ اپنی طرف کرے اور اپنے نفس کو ظالم و بے ادب و متہم
ٹہیرائے کہ یہی لایق وسزاوار تر ہے کیونکہ نفس جائے باش ہر بدی ہے اور
ہر بدی وکار سخت ودشوار کا حکم کیا کرتا ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ خالق ہے اسکا اور

اسکے افعال وکسب کا پس یہ بندہ کا سبب ہا اور اللہ خالق ہے بندہ فاعل ہوا
اور خدا خالق بعض علماء باللہ نے کہا ہے کہ قدرت الٰی ہے اور بندہ کے فعل
کو پیدا کرتی ہے اور اس بغیر چارہ نہین ہے ف تحقیق اس کلام کی یہ ہے
کہ آدمی مین ایک صفت ہے جو ایک جانب کو دو جانب فعل و ترک سے ترجیح دیتی
ہے اگر وہ چیز موافق و ملائم شہوت و طبع آدمی کے ہے تو جانب فعل کو ترجیح دیتی
ہے اور اگر ملائم نہین ہے تو جانب ترک کو ترجیح دیتی ہے یہی معنی ہین اختیار کے
اور یہی مراد ہے کسب ہے اور پروردگار عالم نے ہر چیز کے لئے ایک سبب بنایا ہے
جیسے آگ کو واسطے جلانے کے اور پانی کو واسطے تر کرنے کے اور افعال کے
پیدا کرنے کا سبب آدمی کے قصد کو مقرر کیا ہے جب وہ قصد فعل یا ترک کا کرتا
ہے تو اللہ اوس فعل کو پیدا کر دیتا ہے غرضکہ سب کچھ طرف سے خدا کے ہے بجہت
خالقیت کے اور طرف سے بندہ کے ہے بجہت کاسبیت کے لیکن ادب یہ ہے کہ جانب
خیر مین جہت خالقیت کو ملحوظ و منظور رکھے اور شر مین حیثیت کاسبیت کا اعتبار
کرے اللہ نے اس ادب کی تعلیم اپنے بندون کو قرآن کریم مین فرمائی ہے ما اصابک
من حسنة فمن اللہ وما اصابک من سيئة فمن نفسك یعنی یون کہے کہ حسنہ
طرف سے اللہ کے ہے اور بدی طرف سے تیرے نفس کے الخیر کلہ بیدیک
والشر لیس الیک یعنی نیکی تیری جانب سے ہے اور بدی بھی اگرچہ تیری ہی پیدا
کی ہوئی ہے لیکن اوسکی نسبت طرف تیرے کرنا بے ادبی ہے نیز خلق شر شر نہین ہے

اسلئے کہ اوسکے پائے جانے مین حکمتین و مصلحتین ہین شر فعل شر ہے غرضکہ آدمی
کو اپنے افعال مین دخل ہے اگرچہ حقیقت اس دخل کی نہین کہلتی کہ کیفیت اوسکی
کیا ہے آزوسے نیست ابابی اوہم نیست قولہ تعالی واللہ خلقکم وما تعملون
مثبت ہر دو امر ہے یعنی اثبات خلق واسطے خالق کے کرتا ہے اور نیز نسبت
عمل کی طرف آدمیون کے اسلئے دونون کا اعتقاد کرے اور دریافت حقیقت کو
خدا پر چہوڑے اسیطرح حضرت کا قول مثبت ہر دو امر ہے یعنی خلق و کسب صحابہ
نے کہا تہا کہ جب حکم قضا و قدر در بارۂ دخول جنت و دوزخ ہو چکا ہے تو پہر عمل کرنا
کسلئے ہے اور یہ سارا کہن کیون ہے فرمایا اعملوا وقاربوا وسددوا یعنی تمتو
عمل کئے جاؤ اور راست و درست رہو اور سیدہی چال چلو کہ ہر کسیکو وہی بات
آسان کی ہے اور اوسے عمل کی توفیق دی ہے جسکے لئے وہ شخص پیدا کیا گیا ہے
فکل میسر لما خلق لہ اہل سعادت عمل سعادت کے لئے اور اہل شقاوت عمل شقاوت
کے لئے بنائے گئے ہین یعنی وقوع تقدیر الٰہی کا حق مین بندون کے بر وجہ تدبیر
و ربوبیت کے ہے یہ کچھہ ابطال تکلیف کا حق مین عبودیت کے نہین کرتا ہے
اور خود تکلیف حکم قضا و قدر سے ہے اور اللہ نے اوسمین حکمتین رکہی ہین ایک حکمت
یہی ہے کہ جو قضائے سعادت و شقاوت بطون غیب مین ہے اوسکو طاعت و
معصیت عباد سے ظاہر کرے بالجملہ قضا و قدر کو کچھہ منافات ساتھہ امر و نہی کے نہین
ہے ثواب و عقاب سب اللہ کی ملک ہے مالک اپنے ملک مین جسطرح تصرف کرے

وہ ظلم نہین ہوتا ہے **قول ہفتاد و یکم** بندہ دو حال سے خالی نہین یا مرید ہوگا
یا مراد ہوگا مرید کہتے ہین طالب قرب الٰہی کو اسیکا ایک نام مخلص بکسر لام ہے
کہ جدّ و اجتہاد و ریاضت سے درگاہ حق مین نزدیکی چاہتا ہے مراد کہتے ہین محبوب
و مطلوب حضرت حق کو اسیکو مخلص بفتح لام بولتے ہین کہ مخصوص ہے بعنایت
حق اور جذب و کشش سے اوس جانب کے اِس جانب کو پہنچتا ہے ع
گر بکشم زہے طرب ور بکشی زہے شرف ٭ پہر تقدیر بار شدت و محنت کا اوٹھانا اور
کہنیچنا چاہیئے اور سامنے سے بلا و آفت کے نہ بہاگے کیونکہ اگر یہ شخص مرید ہے تو
باردار کیا گیا ہے ہر بار گران و سخت کا تحمل ہی اسلیئے کہ طالب ہے اور طالب پر مشقت
ڈالی جاتی ہے ع ہر کس کہ طلبگار شد او دربدر افتاد ٭ اور رنج و ماندگی کہینچنے والا
ہوتا ہے یہانتک کہ اپنے مطلوب تک پہنچے اور کامیاب محبوب اور مدرک مرام
ہو مثل سائر مین آیا ہے بلوغ الآمال فی رکوب الاھوال یعنی مطلب کو وہی پہنچتا
ہے جو ہول و دہشت مین پڑتا ہے اب اسکو چاہیئے کہ جو بلا اسپر نازل ہو اوس سے نہ
گریز کرے خواہ وہ بلا ذات مین ہو یا مال مین یا اہل و ولد مین یہانتک کہ وہ
بوجہ اس سے گرا دیا جاوے اور وہ ثقل دور ہو اور سالم اوٹہا لیا جاوے اور رنج
و خواری زائل ہو اور پہر وہ سارے رذائل و ناکسی و فرومانگی و رنج و حرکت ظاہر
و باطن اور سستی و خواری اور بیماری و درد و رنج اور حاجتمندی سے طرف خلق
و بیسات کے محفوظ و مصون ہو اور زمرۂ محبوبین با ناز و نعمت و مرادین با عزت و

دولت مین داخل ہو اور اگر یہ شخص مراد ہی تو پہر حق پر تہمت نہ کہے انزال بلا و آفت
مین اور یہ گمان نکرے کہ مرادیت و محبوبیت منافی محنت و بلا ہے اور اپنی منزلت
و قدر مین نزدیک حق کے شک نہ لائے اسلئے کہ اللہ تعالی کبہی اوسکو اس لئے
مبتلا کرتا ہے کہ اوسکو مرتبۂ رجال تک پہنچا دے اور اوسکی منزلت کو منازل اولیا و
ابدال تک بلند کرے مراد ابدال سے وہ لوگ ہین جو اپنے ہوائے نفس و ہستی
سے فانی ہو گئے ہین اور خواہش اونکی خواہش حق کے ساتہہ بدل گئی ہے
کیا یہ مراد یہ چاہتا ہے کہ اسکا مرتبہ اولیا سے اور اسکا درجہ درجۂ ابدال سے
گہٹ جائے اور اسکے خلعت و انوار و نعیم اونکے لباس نوازش و روشنی ایمان
و معرفت و ناز و نعمت سے کم ہون سو اگر یہ اس کمی و پستی پایہ پر خورسند ہے یعنی بسبب
جہل و حکم نفس و طبیعت و نادانستگی انجام کار کی تو حق تعالی واسطے اوسکے اسحالت
پر راضی نہین ہے یعنی بسبب کمال رحمت و تمام عنایت و محبت کے جو ساتہہ اسکے
رکہتا ہے اور بسبب علم کے جو ساتہہ اسکے حال و مآل کے ہے قال تعالی واللہ
یعلم وانتم لا تعلمون یعنی اللہ پاک کو ہر خیر و شر کی خبر ہے بندہ کیا جانے
وہ تو کبہی خیر کو شر اور شر کو خیر اعتقاد کر لیتا ہے غرضکہ حق تعالے واسطے اس کے
وہ چیز اختیار کرتا ہے جو دنیا مین اعلی و اسنی و ارفع و اصلح ہوتی ہے اور آخرت
مین بہی اور یہ اوس سے انکار کرتا ہے **ف** یہ چارون لفظ ایک معنی کے ہین اور
الفاظ مترادف اس کتاب شریف مین بہت آئے ہین مقصود اس سے تاکید ہے

یا ہر ایک لفظ کا تعلق ایک چیز دیگر سے ہے اور محمول ہے کسی امر مغائر دیگر پر اور
ایسی جگہہ سے اس ترجمہ مین بھی الفاظ مترادفہ بہت لائے گیے ہین انتہی کوئی
کہے کہ ابتلا و مراد کی باوجود اس تقسیم و بیان کے کیونکر درست ہو سکتی ہے حالانکہ
ابتلا، واسطے محب کے ہوتی ہے کہ محنت و بلا و شدت و صعوبت لایق اوسکے
حال کے ہی تا کہ وہ مہذب و مؤدب و مرتب ہو جاسے اور ناز پرورده تو مدیوب ہے
تو اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ پہلے ہمنے ذکر امر اغلب و بیشتر کا کیا ہے جو کثیر الوقوع
ہے اور دوسری بار ہمنے حکایت امر نادر ممکن کی بیان کی ہے جو قلیل الوقوع
ہے اسمین کسی کا خلاف نہین ہے کہ حضرت سید المرسلین سید المحبوبین سے
سعہذا سب لوگون مین ازروسے بلا کے سخت تھے تا آنکہ فرمایا ہے لقد اخفت
فی اللہ ما لا یخاف احد ولقد اذیت فی اللہ ما لم یوذ احد یعنی مین راہ خدا مین
اتنا ڈرایا اور ستایا گیا کہ کوئی اوتنا نہ ڈرایا نہ ستایا گیا یہ بات معلوم ہے کہ مشرکین
و منافقین نے کوئی کسر آپ کی حبس و اخراج و قتل و اہلاک مین باقی نہین چھوڑی
تھی نیز وجود شریف لطیف و نازک تر تھا لاجرم ایذا و آزار کا اثر آپ پر زیادہ پڑتا تھا

نازک بدنی کش ز گل آزار شود	از باد سحر سینۂ اش افگار شود
بنگر چہ رسد بپاے نیکش کہ براہ	از دست ستمگران پر از خار شود

حضرت کو جسقدر حرص اظہار دین و ایمان و طلب توحید حسن پر تھی اوسیقدر کفر و شرک
کفار سے زیادہ ایذا پاتے تھے جب بعد فوت ابوطالب و خدیجہؓ کے اذیت رسانی

کفار کے حق مین حضرت کی مضاعف ہو گئی اور آپ مکہ سے طرف طائف کے تشریف فرما ہوئے تا کہ اشراف ثقیف کی دعوت کرین تو طرف سے اہل طائف کے کوئی مساعدت و موافقت ظاہر نہوئی بلکہ اونہون نے اپنی غلامون اور احمقون کو بھڑکا دیا اونہون نے حضرت کو گالیان دین اور پتھر مارے جس سے پای مبارک خون آلودہ ہو گئے ع

بلا سے دردمندان از در و دیوار مے آید ✤ زید بن حارثہ آپ کے ہمراہ تھے وقت سنگریزی کے سپر بنگئے تمام سر و پا اونکا مجروح ہو گیا اور جو کچھہ ذات شریف مین بلا و محنت فقر و فاقہ پہنچتی تھی وہ بیان سے زیادہ ہے چنانچہ فرمایا ہے ولقد اتی علی ثلثون من یوم و لیلۃ وما لنا طعام الاشی یواریہ ابط بلال اور فرمایا انا معاشر الانبیاء اشد الناس بلاء ثم الامثل فالامثل اور فرمایا انا اعرفکم باللہ واشدکم منہ خوفا حقیقت مین خوف وہیبت معرفت سے اوٹھتا ہے کیونکہ صفات حق لاابالی ولایسال ہین اور ہرگز یہ خوف باوجود مواعید صدق کے دل سے نہین نکلتا ہے

کرشمہ ہا ئے تو از بس کہ ہست رنگ آمیز	نہ آشتی تو داند کسے نہ جنگ ترا

اب معلوم ہو گیا کہ محبوب بارگاہ و مراد درگاہ کو کسطرح مبتلاے بلا یا کرتے ہین اور ناز پروردہ کو کیونکر ڈراتے ستاتے ہین یہ ابتلا و تخویف اسی لئے ہوتی ہے کہ جنت مین وہ منازل عالیہ کو پہنچ جاے کیونکہ منازل جنت کی بلندی نہین ہوتی ہے مگر انہین اعمال دنیا سے جسقدر دنیا مین عمل زیادہ ہوگا اوتنا ہی آخرت مین

درجہ بیشتر و بلند تر ہوگا اور جسقدر عمل صاف و پاک ہونگے اوتنے ہی مدارج بزرگ و پاکیزہ ہاتھہ آئینگے الدنیا مزرعۃ الآخرۃ اور اعمال انبیاء و اولیا کے بعد بجالانے ادامر اور باز رہنے کے نواہی سے یہی راضی رہنا اور صبر و موافقت کرنا ساتھہ حق کے حالت بلا و آزمائش مین سے ہے اور حقیقت مین یہ صفات بہی واجب ہین جیسے کہ نماز روزہ و دیگر واجبات فرض ہین کیونکہ ان سبکا امر کیا ہے اور انکے ترک پر وعید آئی ہے اور یہی معنی ہین وجوب و فرضیت کے لکن اس جگہہ مراد اوامر و نواہی سے اعمال جوارح کے ہین اور یہ افعال قلوب ہین پہر سنت الٰہی یون جاری ہے کہ وہ براہ فضل و کرم نامتناہی اوس بلا کو جو مراد پر پہنچی تہی دور کر دیتا ہے اور پہر لگاتار اونکو نعیم و فضل مین تا بقاء ابدا لآباد باقی رکہتا ہے ؎

دو چشم کرمش داد نویدی کہ معالی		غافل نیم از حال تو غمناک نباشی

قول ہفتاد و دوم جو لوگ منجملہ اہل دین و عبادت کے بازارون مین جاتے ہین اور نکلنا انکا واسطے ادائے اوامر خدا کے ہوتا ہے جیسے نماز جمعہ و جماعات اور قضاء حوائج جو انکو پیش آتے ہین یہ لوگ کئی قسم پر ہین ایک وہ لوگ ہین کہ جب بازار مین گہسے اور وہان انواع لذات و شہوات دیکہے تو اوسمین گرفتار ہوسے اور وہ شہوت و لذت اونکے دلمین آویختہ ہوگئی ؎

بدل اگر نخلد آنچہ در نظر گذرد		خوشا روانی عمرے کہ در سفر گذرد

وہ اوسکے فتنہ و آزمایش مین پہنس جاتے ہین اور اونکی عقل جاتی رہتی ہے

یہ سبب اونکے ہلاک کا ہوتا ہے دین وعبادت کو چھوڑ کر موافقت طبع واتباع ہوا
مین لگ جاتے ہین مگر یہ کہ اللہ تدارک اونکا اپنی رحمت ونگاہداشت سے کرے
اور اونکو اون شہوات ولذات سے صبر دے کہ وہ اس موافقت طبع واتباع
ہوا سے سلامت رہین دوسرے وہ لوگ ہین کہ جب ان شہوات ولذات کو دیکھتے
ہین اور قریب ہوتا ہے کہ ہلاک ہوجاوین تو اپنی عقل کی طرف رجوع کرکے بزور
صبر وتکلف کرتے ہین اور تلخی ترک شہوات ولذات کو پی جاتے ہین ایسا شخص
مجاہد ہوتا ہے اللہ اوسکی مدد اوسکے نفس وطبع وہوا وشہوت پر کرتا ہے اور اوسکی
لئے ثواب جزیل واجر جمیل آخرت مین لکھتا ہے جسطرح بعض احادیث مین آیا ہے
کہ یکتب للمومن بترک شہوۃ عند العجز عنہا وعند القدرۃ علیہا سبعون حسنۃ
اوسکا قال یہ لکھنا حسنہ کا وقت قدرت کے تو خود ظاہر ہے اور نزدیک عجز کے
کمال فضل ورحم اوسکا ہے نیز نفرت قلبی اور عدم تعلق ساتھہ اوس سیئہ کی باقی
ہوتا ہے اگرچہ اوسکو وجود مین نہین لاسکتا ظاہر یہ ہے کہ لفظ شہوت اس جگہہ
شامل مباحات سے ہے کہ اگر اوس مباح کو بہ نیت تقرب وزہد کے دنیا مین ترک
کریگا تو ثواب ودرجہ پائیگا آدر اصل مسئلہ کتاب مین مراد یہی شہوات مباحہ ہین
تیسرے وہ لوگ ہین جو متناول ومتلبس ہوتے ہین ساتھہ اون شہوات ولذات
کے اور جو اللہ کا فضل وانعام پاس اونکے ہے سعت دنیا ومال سے اوسکے
ذریعہ سے اونکو حاصل کرتے ہین اور اوس شہوت وسعت پر اللہ کے شاکر ہین

چوتھے وہ لوگ ہین کہ نہ وہ ان شہوات ولذات کو دیکھیین اور نہ اونکا شعور انکو ہو یہ وہ لوگ ہین کہ ماسوا اللہ سے اندہے ہین اور غیر حق کو نہین دیکھتے اور ماسوا سے بہرے ہین غیر کی کچھہ نہین سنتے وہ نظر کرنے سے طرف غیر محبوب کے مشغول ہین اور غیر کی خواہش نہین رکہتے سو ایسا شخص ہر چیز سے جسمین اہل عالم گرفتار ہین کنارہ کش ہوتا ہے وہ جب بازار مین جائے اور کوئی اوس سے پوچھے کہ تو نے بازار مین کیا دیکھا تو وہ کہتا ہے کہ مینے کچھہ نہین دیکھا حالانکہ اونے بہت چیزین دیکھین ہین لکن چشم سر سے نہ چشم دل سے اور اوسکی نگاہ اون اشیاء پر ناگہان یکایک پڑی ہے نہ شہوت سے یہ نظر صورۃً تھی نہ معنیً اور نظر ظاہر تھی نہ نظر باطن ظاہر مین تو اوسکو دیکھا جو بازار مین تھا اور دل سے وہ ناظر طرف اپنے رب کے تھا کبھی صفات جلالیہ قہریہ کو دیکھتا تھا اور کبھی صفات جمالیہ لطیفہ کو پانچوین وہ لوگ ہین کہ جب بازار مین داخل ہوتے ہین اونکا دل فعل حق سے بہر آتا ہے براہ رحمت ومہربانی وشفقت کے اہل سوق پر یہ رحمت اونکو دیکھنے سے اوس چیز کے جو پاس اہل بازار کے اور سامنے اونکے ہے مشغول کردیتی ہے ایسا شخص بازار مین جانے کے وقت سے تا باہر آنے کے بازار سے دعا واستغفار وشفاعت اہل سوق وشفقت ورحمت مین ہوتا ہے اوسکا دل انکی لئے اور انپر جلتا ہے کیونکہ انکو بیع وتجارت وحساب کتاب معاملۂ دنیا مین مشغول پاتا ہے اور ذکر حق وتضرع وتجرد سے واسطے حق کے باز رہنے والا دیکھتا ہے

غالب حال اہل سوق کا یہی ہے اور وجود ایسے لوگون کا جنکے حق مین یہ فرمایا ہے کہ
لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ نادر ہے اور وجہ اس ذکر کی بازار مین
کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو علی
کل شیء قدیر یہی بیان کی ہے کہ گویا خس وخاشاک تفرقہ وظلمت کو جاروب ذکر و
نور توحید سے دور کرتا ہے بہرحال ایسے شخص کی آنکھہ آنسو بہاتی ہے اور زبان
اوسکی ثنا وحمد خدا مین مشغول ہوتی ہے کہ اللہ نے اہل سوق کو کیا کچھہ اپنا فضل
والنعام عطا کیا ہے اس شخص کو شحنۂ بلاد وعباد کہتے ہین یعنی وہ حق کا گماشتہ ہے
بندون اور شہرون پر واسطے کفایت مہمات اور اصلاح حال مردم کے اور مرد
اول اگرچہ ساتھہ ذکر حق کے فریفتہ اور شہود حق مین مستغرق ہے اور مقام جمع مین
ساکن لکن تربیت وہدایت خلق سے غائب ہے اور یہ شخص متمکن اور صاحب فرق
بعد الجمع ہے بلکہ خلیفۂ حق اور نائب رسول ہے اور اگر کسی کا جی چاہے تو اس
شخص کا نام عارف وبدل وزاہد وعالم وعین ویدیا غیب وبدیا محبوب ومراد
یا نائب خدا زمین مین اوسکی عباد وبلاد پر اور سفیر وجہبذ وہادی وراہنما ومرشد رکھے
لکن ایسا آدمی کبریت احمر ہے یعنی حکم گوگرد سرخ کا رکھتا ہے کہ نہایت کمیاب و
عزیز الوجود ہے اگر ایک ذرہ اوسکا تانبے پر رکہدین تو وہ طلا ہوجائے اور بیضۂ
عقعق ہی یہ نام ہے ایک جانور کا جو ابلق ہوتا ہے سیاہ وسفید اور فارسی مین
اوسکو عکہ کہتے ہین اور اوسکا نام عقعق اسلیئے ہوا ہے کہ اوسکی آواز مشابہ عین وقاف

کے ہوتی ہے اور اوسکا انڈا کیا ب ہے رضوان اللہ وصلواتہ علیہ وعلی کل مومن مرید اللہ وصل الی انتہاء المقام **قول بنتا دوسوم** اللہ تعالی کبھی اپنے ولی کو کسی شخص کے عیوب وکذب ودعوی وشرک افعال واقوال پر مطلع کر دیتا ہے اور اوسکی ضمیر ونیت پر آگاہی بخشتا ہے وہ ولی اللہ بوجہ اپنے رب و رسول ودین کے اوس شخص پر غیرت کرتا ہے اور اوسکے باطن مین سخت خشم پیدا ہوتا ہے پھر اوسکا اثر ظاہر مین پڑتا ہے **حکایت** ایک شخص مع ایک طفل مرد کے پاس حضرت شیخ کے آیا تھا سیرت صلحا پر نہ تھا پوچھا تو کون ہے اور یہ لڑکا تیرا کون ہوتا ہے کہا مین باپ ہون اور یہ بیٹا ہے اور واقع مین ایسا نہ تھا حضرت شیخ کو غصہ آیا فرمایا تمہارا کام میرے ساتھ یہانتک پہنچا کہ میرے سامنے جھوٹ بولتے ہو اور خلاف واقع کہتے ہو جب غصہ زیادہ ہوا شہر مین آگ لگ گئی شہر جلنے لگا لوگ دوڑے اور عذر کیا تب غصہ تھما ؎

مساز چشم سیہ سرخ تر کہ من ز غضب	اگر آتشے زدہ در مردمان چہ قہر ست این

بالجملہ وہ مرد ولی اللہ اوس غصہ مین اوس شخص کذاب بطال سے حاضراً وغائباً یہ بات کہتا ہے کہ باوجود ان علتون اور دردہا سے باطن کے کسطرح دعوی سلامت کا ہوسکتا ہے اور ہمراہ شرک کے کیونکر دعوے توحید کا درست ہو سکتا ہے حالانکہ شرک ایک کفر ہے جو بندہ کو قرب خدا سے دور کرتا ہے اگرچہ خفی ہو اور یہ شرک صفت ہے دشمن خدا ابلیس لعین کی اور وصف ہے اہل نفاق کا جیسکے لیے حکم

درک اسفل نار کا قطعاً ہو چکا ہے اور وہ ہمیشہ دوزخ مین رہینگے اوسدم اوس
ولی کی زبان پر ذکر اوس شخص کے عیوب و افعال خبیثہ اور بے شرمی کا بابت
اون اپنے چوڑے دعوون اور احوال صدیقین اور مزاحمت کے ساتھ اون
لوگون کے جو قدر و فعل حق مین فانی ہو چکے ہین اور مراد حق ٹہیرے ہین جاری
ہوتا ہے اور یہ جاری ہونا کبھی تو بوجہ غیرت للہ عزوجل ہوتا ہے اور کبھی بوجہ
انکار اور کبھی بطریق موعظت کے اور کبھی بطریق غلبہ و سطوت و تمسک و اقتدا
کے ساتھ فعل خدا کے اور اس ولی کی طرف بسبب ذکر عیوب و وقاحت اوس
کذاب کے نسبت غیبت کے کیجاتی ہے کہتے ہین کیا ولی بہی غیبت کرتا ہے
حالانکہ وہ اورون کو غیبت کرنے سے مانع ہے یا ذکر کسی غائب حاضر کا ایسے
امر کی بابت کرتا ہے جو خواص و عوام پر ظاہر نہین ہوا ہے غرضکہ لوگ اوسپر
اعتراض و انکار کرتے ہین اور یہ انکار اونکے حق مین مصداق اس آیہ کریمہ کا
ہو جاتا ہے واثمہما اکبر من نفعہما سو ظاہر مین تو یہ انکار ہوا اور باطن مین
رب کو خفا کیا اور اوسپر معترض ہوا کیونکہ اس ولی نے انکار اوس مدعی پر واسطے
غیرت حق کے کیا تہا اور مقصود اوس سے نصیحت مسلمین اور تقویت ایمان تہی جسطرح کہ
اہل حدیث روات پر جرح کرتے ہین اور حقیقت حال پر مطلع ہین اس صورت مین
منکر ولی حیران رہجاتا ہے یعنی باعتبار تعارض باطن و ظاہر کے ۔ اوسکا فرض
یہ ہے کہ وہ سکوت و تسلیم اختیار کرے اور شرع مین واسطے ۔ اوسکے کوئی

جواز کی پیدا کرے نہ یہ کہ رب پر معترض ہو اور جب ولی نے اوس مدعی مفتری
کذاب پر طعن کی ہے اوسپر اعتراض کرے اور کبھی یہ ذکر کرنا ولی کا قبایح مدعی کو
بسبب باز رہنے اور توبہ کرنے اوس مدعی کا اور باعث اوسکے رجوع کرنے کا
ہمل و حیرت سے ہوتا ہے اور یہ اوس ولی کا ایک جہاد کرنا ہے دین خدا مین اور نفع
پہچانا ہے اوس مغرور کو جو اپنے غرور و رعونت مین ہلاک ہو رہا ہے واللہ یہدی
من یشاء الی صراط مستقیم **ف** اس کلام مین اشارہ ہے طرف غموض و خفائے
اس مسئلہ کے کہ یہ جگہہ لغزش اقدام و سراسیمگی افہام کی ہی اور تنبیہ ہے اسبات پر کہ اہل تحقیق
و ارباب احوال کی افعال و اقوال پر انکار کرنے مین جلدی نکرے بلکہ توقف و سکوت
و تسلیم اختیار کرے اور ظاہر شریعت سے اونکو مطابقت دے کیونکہ اونکی نیات و مقاصد
نظر عوام سے پنہان ہین اگرچہ اتباع اوسکا قبل ظہور شریعت و موافقت و مطابقت
دین کے جائز نہین ہے بالجملہ اس جگہہ طریق توسط بھی تسلیم ہی اسلیے تسلیم مفتاح ہین

کہا ہے این کلام را تحقیقے ست کہ در رسالہ مرج البحرین تفصیل گفتہ شدہ است
فلیطلب ثمہ **قول ہفتاد و چہارم** عقلمند کو چاہیئے کہ پہلے اپنی ذات کی
حال مین نظر کرے اور اپنی ترکیب وجود بدن مین متامل ہو کہ ہر عضو اپنی جگہہ مین
کسطرح بیٹھا ہے اور ایک کام کیلیے مقرر ہوا ہی اور متضمن حکمتہا سے غریب و مصلحتہا
عجیب ہے پہر ساری مخلوقات و مبدعات و کائنات مین نظر و تامل فرمائے اور اس نظر و
تامل ہر وجود خالق و مبدع و مکون پر دلیل پکڑے کیونکہ صنعت مین دلالت ہوتی ہے

صانع پر اور وجود مقدرات استوار ومتین مین نشانی ہے فاعل حکیم پر اور حکمت
مستلزم ہے جمیع صفات کو جیسے حیات وعلم وقدرت وارادت ونحوہا کیونکہ ساری
اشیاء صنع حکیم وقدرت قیومیت حی قیوم سے موجود ہین یہی بات ابن عباس
رضی اللہ عنہ نے تفسیر آیۂ وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا مین کہی ہے
کہ فی کل شئ اسم من اسمائہ واسم کل شئ من اسمہ یعنی ہر چیز مظہر ہے
ایک نام خدا کی اور ہر نام مبدء تعین ہے ہر چیز کا ع ہر چہ بینی بدان کہ مظہر اوست
اور نام ونشان ہر چیز کا ایک اثر ہے اللہ پاک کے نام کا پس بندہ درمیان
اسماء وصفات وافعال خدا کے ہے باطن وپنہان ہے قدرت حق مین جو کہ
مرتبۂ امکان وماہیت ہے اور ظاہر وآشکار ہے اوسکی حکمت مین جو کہ مرتبۂ فعل ووجود ہے
اور اللہ تعالی اپنی صفات سے ظاہر اور اپنی ذات سے باطن ہے اوسنے اپنی ذات
کو صفات مین پوشیدہ کیا ہے صفت پردہ ہے ذات کا اور ادراک ذات کا
بے صفت کے ممکن نہین ہے بلکہ مدرک یہی صفت ہے اور ذات کہ مبہم ہے
بطور ابہام کے ضمن صفت مین منظور ومشہود ہی مثلاً قادر وہ ہے کہ اوسکو قدرت
ہے اور عالم وہ ہی کہ اوسکو علم ہے وہکذا اور صفات کو افعال مین پنہان کیا ہے
یہ افعال پردہ ہین صفات کے اور صفات افعال سے مکشوف ہوتے ہین
جسطرح کہ ذات صفات سے مشہود ہوتی ہے اور علم کو ارادہ سے کھولا ہے
کیونکہ اوسکا علم مخفی ہے کسیکو اوسپر اطلاع نہین ہے جب اوسنے کسی چیز کا

ارادہ کیا اور وہ شئے وجود مین آئی تو اب منکشف ہو گئی اور ارادہ کو حرکات سے
ظاہر کیا ہے کہ عبارت ہے افعال عباد وجنبش مخلوقات سے کیونکہ ارادہ بھی معلوم
نہین ہوتا ہے مگر افعال سے کہ جب عباد کچھ کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ ارادہ حق
کا یہ تھا یا مراد حرکات سے ان سبکا وجود وحدوث ہو یعنے قوت سے فعل مین آنا اور یہ
معنی شامل تر ہین اور اپنی صنع یعنی کام کو اور صنعت یعنی کام کرنے کو چھپایا ہے
اور صنعت کو ارادہ سے ظاہر کیا ہے کیونکہ علت وجود افعال کی یہی ارادہ ہے
اور حق تعالے اپنی غیب ذات مین باطن ہے اور اپنی حکمت و قدرت مین ظاہر
ہے لیس کمثلہ شئ وھو السمیع البصیر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کلام
بلاغت نظام وفصاحت التیام مین اسرار معرفت کو ظاہر کیا ہے ایسی بات ظاہر
نہین ہوتی ہے مگر اوس فانوس سے جسمین چراغ روشن ہو اشارہ ہے طرف
اس آیت شریفہ کے اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح
یہ تمثیل ہے ظہور نور حق کی مومن کے دل مین شان ابن عباس کی یہ ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست عصمت کو اونکے واسطے اوٹھا کر دعا وزاری و
تضرع کیا اور یہ فرمایا کہ اللھم فقھہ فی الدین وعلمہ التاویل مراد تاویل
سے تفسیر ہے اللہ تعالے انکی برکات ہمکو بھی دے اور ہمارا حشر انہین صحابہ
کے زمرے مین کرے **حکایت** ایکدن ایک قاری نے مجلس حضرت شیخ مین
ایک آیت پڑھی اوسکی تفسیر بیان فرمانے لگے ایک وجہ کہی پھر دوسری یہانتک

کہ گیارہ وجوہ بیان کیئے یہانتک تو علم حاضرین مجلس کا ہمراہ تہا پہر اور وجوہ بیان
کرنا شروع کئے چالیس وجوہ تک افادہ کیا ہر وجہ کی ایک سند متصل بہم پہنچا ئی
اور ہر وجہ پر ایک دلیل قائم کی اور ہر دلیل کی ایک تفصیل ذکر کی جس سے حاضرین محفل
تعجب وحیرت مین ہو گئے پہر کہا مضی اتصال و رجعنا الی الحال لا اله الا الله
محمد رسول الله جسوقت یہ کلمۂ طیبہ زبان حق ترجمان حضرت شیخ سے نکلا حاضرین
کے دل مین ایک شورش و اضطراب پیدا ہوا کپڑے پہاڑ کر جنگل کو چلدیے ؎

سخن کز دل برون آید بدلہا در فرو گیرد	سخنہائے زبانی جملہ بر باد ہوا گردد

مین کہتا ہون شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے ایک سورۂ اقصر کا وعظ مثل سورۂ اخلاص
یا کوثر کے بلا تکریر لفظ و معنی کے چہہ ماہ تک کہا تہا اور تاثیر وعظ بعض علماء ومحدثین
دہلی معلوم ہے کہ ایکبار کی وعظ سننے مین جوق جوق مردم شرک و بدعت سے تائب
ہو جاتے تہے واللہ یختص برحمتہ من یشاء **قول ہفتاد و پنجم** اے شخص
مین تجھکو وصیت کرتا ہون اللہ سے ڈرنے اور اوسکی فرمانبرداری کرنے اور ظاہر
شرع کی لازم پکڑنے اور سلامت سینہ و سخاء نفس و بشاشت وجہ اور بذل عطا اور
کف اذی و تحمل آزار و درویشی و حفظ حرمات شرع و حسن آمیزش کے ساتھہ برادران
دینی کے اور نصیحت کرنے کی اصاغر کو اور ترک کرنے خصومت کے ساتھہ رفقا کے
اور لازم پکڑنے ایثار کے یعنی اپنے حق کو پیچہے ڈالنا اور برادر مسلمان کے حق کو مقدم
کرنا **ف** یہ ایثار حقوق دنیا مین ہوتا ہے نہ طاعت و قربات مین یہی راجح ہے

پھر وصیت کرتا ہون مین تجھکو دور رہنے کی ذخیرہ کرنے سے مال کے اور ترک
صحبت و دوستی کے اوس شخص سے جو طبقۂ سالکین اور گروہ طالبین حق مین
نہین ہے اور مدد کرنیکی امر دین و دنیا مین آور حقیقت درویشی کی یہ ہے کہ محتاج
نہو تو طرف اوس شخص کے جو مثل تیرے ہے یعنی کسی مخلوق کی طرف احتیاج
نہ لیجا کہ سب آدمی خدا کے محتاج ہین وہ فقر حقیقی جو لایق فخر کے ہے فقر
الی اللہ ہی آور حقیقت تونگری کی یہ ہے کہ بے نیاز ہو تو اوس سے جو مثل تیرے
ہے یعنی نیاز مند مخلوق مت بن کہ اصل غنا غنا باللہ ہے یعنی ماسوا اللہ سے
بے نیاز ہو یہانتک کہ اعمال وطاعات سے بھی یعنی انپر بھی اعتماد و بھروسا نرکھہ اور
تصوف کہ عبارت ہے تہذیب اخلاق و تزکیۂ نفس و ترک التفات بسوے ماسوا اللہ
ور تقرب و وصول الی حضرۃ اللہ سے کچھہ قیل و قال و گفتگوے علم سے اخذ نہین
لیا گیا ہے ولکن وہ ماخوذ ہی گرسنگی و قطع مالوفات و مستحسنات سے آور ابتدا
لمرفقیر کی جو طلب حق مین آیا ہے ساتھہ علم کے بلکہ ابتلا وسکی نرمی و مہربانی و
آسانی و مباسطت و اغماض و مسامحت سے کر کیونکہ ابتدا صحبت مین علم اوسکو
وحشی کردیگا اور نرمی و الفت اوسکو مانوس بنایگی وہ تو بعد صحبت کے بتدریج بی تکلف
خود ہی اسطرف آجاییگا اور تصوف کی بنیاد آٹھہ خصلت پر ہے سخا سے ابراہیم علیہ
سلام و رضا سے اسحق و صبر ایوب و اشارۂ زکریا یعنی مناجات و نداے خفی
عرض شکستہ حالی خود و غربت یحیی یعنی دوری و تنہائی از وطن و پشمینہ و صوف

پوشی موسی کہ خرقہ مرقع و درشت ہیئت فقرا ریر کہتے تھے و سیاحت عیسی کہ ہمیشہ زمین مین گشت کرتے رہتے تہے اور کوئی وطن خاص نہ رکہتے تھے اور فقر رسول خدا صلعم

قول ہفتاد و ششم مین تجہکو وصیت کرتا ہون کہ تو اگر اتفاقاً صحبت اغنیاء مین بیٹھے تو ساتہہ عزت و آبرو و علیہ و بزرگی کے بیٹہہ اور صحبت مین فقرا کے ساتہہ خواری و خاکساری کے نشست کر اور تجہپر تذلل و اخلاص کرنا بے آمیزش ریا و نفاق کی واسطے خدا کے واجب ہے اخلاص عبارت ہے دوام رویت حق و رضاے و محبت رب مطلق سے بلے اغراض و اعواض کے اور اللہ کو اسباب کے پیدا کرنے مین متہم نکر یعنی یہ وہم نکر کہ اللہ نے اسباب اسلئے پیدا کئے ہین کہ وہ اسباب کے قدرت نہین رکہتا ہے کہ یہ توہم خطا ہے کیونکہ جسنے اسباب بنائے ہین وہ مسببات بھی بنا سکتا ہے غرضکہ جب رزق بمباشرت اسباب سے حاصل ہو تو یہ گمان نکرے کہ یہہ اسباب علت حصول رزق ہین بلکہ یہ جانے کہ روزی رسان خدا ہے اور ہو سکتا ہی کہ یہ وصیت ہو ساتہہ ترک اسباب کے گویا اسباب کو پکڑنا تہمت رکہنا ہے خالق پر عجز کی و لہذا فرماتے ہین کہ اے شخص تو درویشی و ضعف و بیچارگی و مسکینی لا طرف خدا کے ہر حال مین خواہ درویشی ہو یا تونگری اسلئے کہ فقر و حاجت طرف خدا کے جملہ احوال مین ثابت ہے ع آنہا کہ غنی ترا ند محتاج ترا ند + اور اپنے بہائی کا حق ضائع نکر اس بہروسے پر کہ درمیان تیرے اور اوسکے دوستی ہے یعنی وہ بسبب دوستی کے برا نہ مانیگا اور رنجیدہ نہوگا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ تضییع حق سبب

فتور دوستی کا ہوجائے اور خود دوستی ایک سبب محافظت حقوق کا ہے نہ
موجب اضاعت کا سو ضائع کرنا حق کا اعتماد دوستی پر خلاف موضوع ہے اور لازم
ہے تجھپر ہمنشینی و صحبت فقرا کی ساتھہ تواضع و خاکساری و فروتنی و نرمی و حسن
ادب و سخا، کے اور مارا اپنے نفس کو بوقت اختیاری سے تاکہ تو زندہ ہوجائے بحیات
معنوی آور اللہ سے اوسکی خلق مین وہ شخص زیادہ قریب ہوتا ہے جو سب
لوگون مین اوسع الخلق ہے یعنی ادا حقوق خدا و بندگان خدا مین شرح صدر یہی
ایسی حالت سے عبارت ہے اور یہ مقام بوجہ کمال و تمام خاصہ جوہر شریف نبوی
صلعم تہا آور اورون کو اس مقام سے حصہ بقدر اونکے مراتب اتباع کے ہے اور نفس
اعمال یعنی حصول ثواب و قرب الٰہی مین نگاہ رکہنا باطن کا ہے دیکھنے میں طرف ماسوا اللہ
کے آور تجھپر لازم ہے کہ تو حق و صبر کی وصیت کرجائے اور کافی ہے تجھکو
صحبت کسی ایک فقیر کی اور خدمت کسی ایک ولی و دوستی اوکی اگرچہ تیرے لئے چندان عمل
و ریاضات و مجاہدات نہون یہی صحبت و خدمت کہ شرط رغبت و اخلاص پر ہو بس ہے
اس سے معلوم ہوا کہ در بدر مارے پہرنے سے کچھہ حاصل نہین ہے یکدر گیر و
محکم گیر ع یک آشنای بامزہ یک عالم آشناست ﴿ آور فقیر وہی ہوتا ہے کہ جو
سوا خدا کے ہر چیز سے مستغنی ہو اور صولت و حملہ کرنا اپنے سے زیر دست شخص
پر درجہ میں ضعف و ناتوانی ہے اگرچہ صورت مین قوی نظر آئے ولکن حقیقت مین
نامردی ہے اور اپنے سے زیر دست پر حملہ آور ہونا شوخی و بےشرمی ہے

اور اپنے برابر پر بدخلقی سے مراد صولت حسی ہے کہ کسی کی آزار دہی اور شکست کار کے لئے دبدبہ دکھاوے یا معنوی ہے جسطرح کہ بعض قوی امی اولیا د مقام طلب مین کسی شخص کے گرانے کے لئے مرتبہ و مقام ولی سے کرتے ہین کہ یہ کام کچھہ اچھا کام نہین ہے اور نہ لائق مقام شفقت و رحمت کے ہے جوکہ ولایت کو لازم ہی سارا فقر و تصوف جدّ ہے یعنی درشتی کرنا اور کوشش بجالانا اسکو کسی ہزل و بیہودگی سے قول و فعل و حال مین ملانا نچاہیئے وفقنا اللہ وایاکم اے میرے دوست تجھپر واجب ہے کہ تو ہر حال پر اللہ کا ذکر کیا کر کھڑے بیٹھے لیٹے سختی نرمی بیماری صحت و کار و بیکاری و غم و شادی و دوری و نزدیکی مین کہ یہ ذکر جامع خیر دارین ہے بلکہ جس کام مین مقصود وجہ اللہ ہوتا ہے وہ ذکر ہے خصوصاً امر و نہی شریعت مین اور متعارف زبان مشائخ مین لا الہ الا اللہ ہے یا اللہ اللہ پیدا طور پر کہے یا پنہان طریق پر لیکن مجرد ذکر اسم جلالہ مین نزدیک بعض راسخین فی العلم کی نظر ہے اسلئے کہ صراحۃ شریعت حقہ مطہرہ سے ثابت نہین ہوا ہے اور حدیث مین یون آیا ہے کہ افضل الذکر لا الہ الا اللہ اور میرے دوست تجھپر لازم ہے کہ تو اللہ کی رسّی کو پکڑ مراد اس رسّی سے قرآن ہے کہ یہ اعتصام و تمسک بحبل اللہ سارے نقصانات و مضار دنیا و آخرت کو کیا انفسی و آفاقی اور کیا روحی و جسمانی سبکو دور کرتا ہے اور لازم ہے تجھپر ساختگی کرنا واسطے سامنے آنے کے مواضع قضا و قدر مین کہ اگر کوئی قضا آوے تو

سمجھکو مستعد پائے ناگہان نہ آئے کہ قضاے ناگہانی زیادہ تر موجب الم و تشویش ہوتی ہے یہ اسلیئے کہ قضا و قدر کا واقع ہونا ضروری ہے اوس سے بہاگنا اور تغافل کرنا بے فائدہ ہے اور یہہ بات جان کہہ کہ تجہسے تیری ساری حرکات و سکنات کا سوال ہوگا تو اب تو اوس کام مین مشغول ہو جو وقت حاضر مین اولی ہے اور فضول تصرفات جوارح سے آپکو دور رکہہ اور طاعت خدا و رسول و ولی امر کو لازم پکڑ اور اوسکے حق کو ادا کر اور اوس سے مطالبہ اوس چیز کا نکر جو اوسکے ذمہ پر واجب ہے بلکہ اوسکے لیئے ہر حال مین دعا کر اور مسلمانون کے ساتہہ گمان نیک رکہہ اور اونکے حق مین اپنی نیت درست کر اور درمیان اونکے واسطے ہر خیر و بہتری کی دوڑ اور شب بسر نکر اسحال مین کہ تیرے دل مین اون مین سے کسیکی بدی و بدخواہی ہو یا کینہ و دشمنی بلکہ جو کوئی تجہپر ظلم و ستم کرے اوسکے لیئے دعا کر اور اللہ کا مراقبہ رکہہ تاکہ تو پاس اوسکی معصیت و نافرمانی کے نہ پہٹکے اور رزق حلال کہا کہ لقمہ تخم اعمال کا ہوتا ہے اور اہل علم باللہ سے اوس بات کو پوچہہ جسکو تو نہین جانتا ہے اور اللہ عزوجل سے شرما تارہ اور اپنی ہمنشینی ساتہہ خدا کے مقرر کر حدیث مین آیا ہے اللھم انت الصاحب فی السفر و ہنا صاحبنا اور ہمنشین ماسوا اللہ کا اسلیئے ہو کہ وہ ہمنشین ہے خدا کا تاکہ یہہ صحبت واسطے طلب دین و تعلم و تعلیم و مذاکرہ کے ہو اور ہر صبحکو اپنی آبرو صدقہ کر یعنی اوسکو مسلمانون کے کام مین صرف کر اور جب شام ہو تو جو مسلمان اوسدن

مراہو اوسپر نماز جنازہ کی پڑہ مفتاح مین کہاہے کہ بناے این بر صحت نماز جنازہ
بر غائب ست چنانکہ مذہب ائمہ ست انتہی اور جب تو نماز مغرب پڑہے تو نماز
استخارہ پڑہ اور ہر صبح وشام سات سات بار اللهم اجرنا من النار کہہ اور اس قول
پر محافظت رکہہ اعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم هو الله الذى
لا اله الا هو عالم الغيب والشهادة هو الرحمن الرحيم تا آخر سورت اور الله
توفیق دینے والا اور مدد کرنے والا ہے ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم

قول ہفتاد وہفتم بندہ کو چاہیئے کہ با خدا یگانہ وبا اخلاص حضور ہو گویا کہ
خلق موجود ہی نہین ہے اور ہمراہ خلق کے ساتھہ رعایت حق وحدود شرع کے
یون رہے کہ گویا بے نفس ہے سو جب وہ ہمراہ خدا کے بلا خلق ہوگا تو با بندہ
خدا اور سے فانی ہوگا اور جب ہمراہ خلق کے بلا نفس ہوگا تو عادل ومستقیم رہیگا
اور خلاف حق سے پرہیز کریگا اور تبعات یعنی انجام ہاے بد سے سلامت رہیگا
سب کو اپنی در خلوت پر چہوڑ دے کیا خلق اور کیا نفس اور تنہا خلوت مین آئے
اپنے مونس کو اپنی خلوت مین بچشم باطن دیکہے گا اور اوس چیز کو جو ورا اعیان
واشخاص موجودات ہے اور چشم سر سے نظر آتی ہے عین الیقین سے مشاہدہ کریگا
اور اسکا نفس زائل ہو جاویگا اور بجاے اوسکے الله کا امر وقرب آئیگا اسدم
جہل اس بندہ کا علم اور بعد اسکا قرب اور خاموشی اسکی ذکر اور وحشت اسکی
انس ہو جائیگی یعنی جب نفس کی ظلمت جاتی رہی تو نور معرفت وقرب کا آگیا

یہ صفات جو ظاہر مین موجب نقصان تھے حکم کمال کا پکڑتے ہین آے شخص مقام عبودیت و ربوبیت وامر و نہی مین کوئی نہین ہے مگر خلق و خالق کہ خالق نے پیدا کیا اور خلق سے حقوق عبودیت کے طلب فرمائیے سو اگر تو خالق کو اختیار کرے تو خلق سے یہ بات کہدے کہ انہم عدو لی الا رب العالمین جس طرح کہ یہ بات خلیل جلیل ابراہیم علیہ السلام نے حق مین بتون کے کہی تھی اسکا ذوق وہی جانے جو اسکو پہچانے ع ذوق این مے نشناسی بخدا تا نہ چشی چکسی نے کہا جسپر تلخی صفرا کی غالب ہے وہ بھلا کب شیرینی ذوق کی پائیگا کہا ازالہ شہوات مین اپنی طرف سے بتکلف کام کرے یعنی نفس سے ریاضت لے اور اوسکو مزکی بنائے مسلمان جب عمل صالح کرتا ہے تو اوسکا نفس حکم قلب مین ہوجاتا ہے اور مدرکات دل کا دریا بندہ بنجاتا ہے پھر دل اوسکا منقلب بسر ہوتا ہے پھر سر ایک حال سے دوسرے حال پر ہوتا رہتا ہے یہانتک کہ فنا ہوجاتا ہے پھر وہ فنا منقلب ہوتی ہے اور وجود بنجاتی ہے ولاحیاب یسعہم کل باب یعنی جسکو خدا دوست رکھتا ہے وہ جس دروازے سے چاہے اندر آئے اور جسکو وہ دوست نہین رکھتا ہے اوسپر سارے دروازے بند ہوتے ہین حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی بعد وضو کے شہادتین پڑھیگا اوسکو ہر ہشت دروازہ بہشت سے بلائینگے جس سے وہ چاہے اندر آئے ٥

تو از ہر در کہ باز آئی بدین خوبی و زیبائی	دری باشد کہ از رحمت بروے خلق بگشائی

اے شخص فنا عبارت ہے اعدام خلق اور انقلاب طبع بشری سے طرف طبع ملائکہ کی پہر فانی ہونا ہے طبع ملائکہ سے پہر لاحق ہونا ہے منہاج اوّل سے کہ لاہوت حق ہے اور اسدم تیرا رب تجھکو وہ پلائیگا یعنی تیری زمین استعداد کو سینچیگا جو چاہے گا اور تجہہ مین وہ اُگائے گا یعنی نتایج احوال وانوار اسرار سے جو چاہے گا جسکا بیان کرنا ممکن نہین ہے سو اگر تو یہ حال ومقام حاصل ہونا چاہتا ہے تو تو اسلام پہر استسلام پہر علم باللہ کو یعنی اوامر ونواہی شرع حق کو پہر معرفت ذات وصفات حق کو پہر اپنی ہستی کے فانی کرنے کو لازم پکڑ استسلام سے مراد تسلیم حکم قضا وقدر ہے اور جب تیرا وجود حق کے لئے ہوگا تو سب کا سب تو اوسیکا ہوگیا صفات واحوال ظاہر وباطن وافعال قلوب وجوارح مین کہ یہ سب فروع آثار وجود ہین زہد ایک ساعت کا کام ہے اور ورع دو ساعت کا کام ہے اور معرفت ابد آلآباد کا کام ہے کہ تنا سا ہونا اور پہچاننا ہے عالم لانہایت کو **قول ہفتاد وہشتم** واسطے اہل مجاہدہ ومحاسبہ اولوالعزم کے دس خصلتین ہین جنکو اونہون نے اپنا وظیفہ وحزب مقرر کیا ہے جب اون خصال کی اقامت ومضبوطی کر لیتے ہین تو منازل شریفہ کو پہنچ جاتے ہین خصلت اوّل یہہ ہے کہ بندہ اللہ کی قسم نہ کہائے خواہ سچا ہو یا جہوٹا یعنی اوسکی عزت وعظمت کا خیال کرکے نہ اسلئے کہ جہوٹی قسم کہانا حرام ہے اور یہ قسم نہ عمداً کہائے اور نہ سہواً یہ ایک ریاضیت ہے کہ طالب کو اسکا حکم کرتے ہین تاکہ عظمت وجلال حق اوسکے دل مین جگہہ پکڑے اور موروث

انوار و آثار مذکورہ ہو اور جنکا دل عظمت و کبریائی حق سے لبریز ہے اونکا قسم کہانا اور عالم سے ہے ولہذا حضرت نبوت سے و قوع قسم کا اکثر ہوا ہے جب بندہ عدم قسم کو اپنے نفس سے استوار کرلیگا اور اپنی زبان کو عادت ترک وگند کی سا ہیاً و عمداً ڈالیگا اور یہ اوسکی خو ہوجائیگی تو اللہ اوسکے لئے ایک دروازہ اپنے انوار کا کہولدیگا وہ منفعت اسکی اپنے دل مین پائیگا اور اپنے درجہ کی بلندی معلوم کریگا اور اپنے قصد و صبر مین قوت و توانائی پائیگا او نزدیک اخوان و اقران کے ستودہ ہوگا اور سامنے ہمسایون کے بزرگ ٹہیریگا یہانتک کہ اوسکے پہچاننے والے اوسکی اقتدا کرینگے اور جو کوئی اوسکو دیکہیگا وہ اس سے ڈریگا خصلت دوم یہ ہے کہ ہزل و جد مین جہوٹ بولنے سے مجتنب ہو کیونکہ جب وہ ایسا کریگا اور اپنے جی سے اس کام کو استوار کرلیگا اور اوسکی زبان اس ترک کذب کی خوگیر ہوجائیگی تو اللہ تعالے اوسکے سینہ کو کہولدیگا اور اوسکے علم کو روشنی دیگا گویا وہ جہوٹ کو پہچانتا ہی نہین ہی اور جب غیر سے جہوٹ سنیگا تو اوسپر عیب پکڑے گا اور اپنے دل مین اوس کاذب پر سرزنش کرے گا اور عار جانیگا اور اگر اوسکے لئے دعا کریگا کہ جہوٹ بولنا اوسکا دور ہوجاوے تو ثواب پائیگا خصلت سوم یہ ہے کہ کسی سے وعدہ کرکے خلاف نکرے اور خلف وعدہ سے پرہیز کرے یا سرے سے وعدہ کرنا ہی چہوڑ دے تاکہ ورطہ خلاف مین نہ پڑے یہ پرہیز کرنا خلف وعدہ سے قوی تر ہے اوسکے کام کے لئے اور میانہ روی ہے راہ سلوک مین کیونکہ

خلف ایک قسم ہے دروغ کی جب یہ ایسا کریگا تو اللہ اسکے لئے دروازہ سخا اور
درجہ حیا کا مفتوح کر دیگا اور صادقین اوسکو دوست رکھنے لگین گے اور نزدیک
اللہ کے بلند درجہ ہو جائیگا خصلت چہارم یہ ہے کہ لعنت کرنے سے کسی شئے
پر خلق مین سے پرہیز کرے آدمی ہو یا کوئی اور چیز اور کسی ایک ذرہ کو اور ذرہ سے
اوپر کی چیز کو ایذا اندے کہ یہ اجتناب اخلاق ابرار صدیقین سے ہے اور اسکا
انجام نیک ہوتا ہے اللہ کی نگہداشت کرنے مین اس شخص کو اندر دنیا کے اور
اوسکے لئے درجات آخرت ذخیرہ کئے جاتے ہین اور اللہ اوسکو مواضع ہلاک
سے چھڑا دیتا ہے اور ہاتھ سے خلق کے سلامت و بے گزند رکھتا ہے اور اوسکو
بندون پر مہربانی کرنا روزی کرتا ہے اور اپنا قریب ٹھیراتا ہے ف معنی لعنت
کے دور ہونا ہے رحمت حق سے اور حکم اس بعد کا بدون یقین موت کے
کفر پر نہین ہوسکتا اور اطلاق کرنا لعنت کا کسی پر بے اخبار مخبر صادق کی در طۂ
اشتباہ مین پڑنا ہے ایک قسم دوسری ہے لعنت کی بمعنی دور ہونے کے رحمت
خاص اور قرب مخصوص سے یہ قسم غیر کفار پر بھی راجع ہوتی ہے اور اس تحقیق
سے بہت سی مشکلات حل ہو جاتی ہین بالجملہ لعنت کرنا کام نیکون کا نہین ہے
حدیث مین آیا ہے لا ینبغی لصدیق ان یکون لعانا بعض لوگ آدمیون کا کیا
ذکر ہے کہ حیوانات و جمادات کو حرف و حکایت مین لعنت کرتے ہین یہ عادت
نہایت زشت ہے خصلت پنجم یہ ہے کہ بددعا کرنے سے کسی شخص پر خلق خدا

مین سے پرہیز کرے اگرچہ اوسنے اسپر ظلم کیا ہو سو اوسکو زبان سے قطع و برید نکرے اور بد دعا ندے کہ اسمین قطع صلۂ رحم و ترک حق مسلمانی ہے اور اوسکو بدلا اوسکی بدکرداری کا ندے بلکہ تحمل کرے واسطے اللہ کے یعنی اوسکی رضا و طلب ثواب کے لیئے اور عوض نکرے اوسکا نہ گفتار سے نہ کردار سے کہ یہ خصلت اپنے صاحب کو درجات علی تک بلند کرتی ہے قال تعالی ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم وما یلقاھا الا الذین صبروا وما یلقاھا الا ذو حظ عظیم جب بندہ ساتھ اس خصلت کے متادب ہو جاتا ہے تو دنیا و آخرت مین مرتبۂ بزرگ پاتا ہے اور محبت و مودت و قبول تمام خلق مین اوسکو حاصل ہوتی ہے قریب اور بعید سے اور وہ مستجاب الدعوۃ ہو جاتا ہے اب جو وہ دعا اپنے لیئے کرتا ہے بسبب صبر کرنے کے جور ظالم پر درجۂ اجابت کو پہنچتی ہے اور نیکی مین مرتبہ اسکا بلند ہو جاتا ہے اور اندر دنیا کے مومنین کے دلون مین معزز ہوتا ہے خصلت ششم یہ ہے کہ کسی شخص پر اہل قبلہ مین سے گواہی شرک و کفر و نفاق کی قطعاً و جزماً ندے کہ یہ عدم تکفیر اہل قبلہ نزدیکتر برحمت و شفقت علی الخلق ہے یہ شخص رحمت خدا سے نزدیک ہوتا ہے اور درجہ مین بلندتر رہتا ہے اور یہ خصلت پورا اتباع سنت ہے یعنی اگرچہ ذم و انکار و تشنیع و تقبیح اہل بدعت کے واسطے رعایت و ترویج سنت کے آئی ہے لیکن تکفیر انکی خلاف سنت ہے اور تمام و کمال سنت یہ ہے کہ زبان کو تکفیر سے روکے رہے

اور دورتر ہے داخل ہونے سے علم خدا مین اور دورتر ہے اللہ کے غصہ فرمانے
سے اور نزدیک تر ہے رضا و رحمت الٰہی سے اور یہ ایک باب شریف کریم علی اللہ ہے
اِس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بندہ ساری خلق پر مشفق مہربان رہتا ہے خصلت ہفتم
یہ ہے کہ کسی معصیت کی طرف نگاہ نکرے ظاہراً و باطناً اور اپنی جوارح وحواس
کو معاصی سے باز رکھے کہ یہ نظر نکرنا اشرع اعمال ہی ثواب مین اندر دل اور
جوارح کے اِس جہان مین اور آخرت مین اللہ اوسکے لئے خیر ذخیرہ کرتا ہے
ہم اللہ سے سوال کرتے ہین کہ ہم سب پر منت فرمائے عمل کرنیکی اِن خصال پر
اور ہماری شہوات کو ہمارے دلون سے باہر نکالدے خصلت ہشتم یہ ہے کہ پرہیز
کرے اسبات سے کہ کسی شخص پر خلق مین سے کوئی اپنا بار مؤنت رکھے تھوڑا یا
بہت بلکہ اپنی مؤنت ساری خلق سے اوٹھالے خواہ اوس مؤنت کا محتاج ہو
یا اوس سے بے نیاز کہ یہ تمام عزت عابدین و شرف متقین ہے اور ایسے ہی
کام کرنے سے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے پر توانا وقوی ہوتا ہے اور ساری
خلق نزدیک اسکے بمنزلہ ایک مرتبہ کے ہوتی ہے کیا غنی اور کیا فقیر جب بندہ
ایسا کرتا ہے تو اللہ اوسکو طرف بے نیازی ویقین و اعتماد کرنے پر ساتھہ خدا
کے نقل کرلیجاتا ہی اوسکو اوسکی ہوائی نفس کی وجہ سے بلند رتبہ نہین کرتا ہے اور
ساری خلق نزدیک اوسکے حق کہنے مین برابر ہوتی ہے اور یقین کرنا چاہیئے
کہ یہ دروازہ ہے عزت مومنین و شرف متقین کا اور یہ سب ابواب مین اخلاص

سے نزدیک تر ہے خصلت نہم ۹ یہ ہے کہ سالک اس راہ کا اپنی طمع کو آدمیون سے
قطع کرے اور جو کچھہ لوگون کے ہاتھہ مین ہے اوس مین نفس کو طمع نہ دے کہ یہ ایک بڑی
عزت کی چیز ہے اور ایک بے نیازی و تونگری ہے بے آمیزش فقر و احتیاج کی اور
ایک بادشاہی بزرگ اور ایک فخر جلیل اور ایک یقین صادق اور توکل شافی صریح
ہی اور یہ قطع طمع ایک باب ہے ابواب اعتماد علی اللہ سے اور ایک دروازہ ہے زہد
کا اور اسی سے پرہیزگاری ملتی ہے اور عبادت کامل ہوتی ہے اور یہ اون لوگون
کی علامات مین سے ہے جو طرف اللہ کے منقطع ہوگئے ہین اور تنہا طرف خدا کے
جانے والے ہین خصلت دہم ۱۰ یہ ہے کہ تواضع و خاکساری کرے کہ اس صفت سے
محل عابد کا استوار ہوتا ہے اور اوسکی منزلت بلند ہوتی ہے اور عزت و بلندی اوسکی
نزدیک خدا و خلق کے مستکمل ہوتی ہے اور اوس چیز پر جو دنیا و آخرت سے چاہتا ہے
قدرت پاتا ہے اور یہ خصلت خاکساری ساری طاعات کی اصل و فرع ہے یعنی
اس سے طاعات پیدا ہوتی ہین پھر یہ طاعات نتیجہ لاتی ہین ٥

دیکھا تو خاکساری ہی عالیمقام ہے	جون جون بلند ہم ہوئے پستی نظر پڑی

کمال طاعات کا اسی تواضع سے ہوتا ہے منازل السائرین مین کہا ہے حقیقت
تواضع کی یہ ہے کہ عقل کو معارض سمع نکرے اور جو کچھہ شارع نے کہا ہے اوسکو
قبول کرے اور دلیل عقل سے اوس خبر کا مزاحم نہو بلکہ امتثال امر شارع مین شتابی
و جلدی کرے انتہی بندہ اسی تواضع کی وجہ سے منازل صالحین کو پالیتا ہی

یہ وہ لوگ ہین جو حالت خوشی و ناخوشی مین اللہ سے راضی رہتے ہین یہ صفت
کمال ہے تقوی کا کیونکہ اگر متقی تکبر کرے اور امتثال امر خدا پر گردن نر کہے تو
سارا اوسکا روبار اوسکا برباد جائے تواضع لغت مین بمعنی نرمی و فروتنی کرنے کے ہے
اور یہ ایک مرتبہ متوسط ہے درمیان افراط و تفریط کے شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا
تواضع یہ ہے کہ بندہ کسی شخص سے نہ ملے مگر یہ دیکھے کہ وہ مجھسے فاضل تر ہے
اور کہے کہ قریب ہے کہ یہ شخص نزدیک اللہ کے مجھسے بہتر ہوا ور درجہ مین بلند تر اگر
صغیر ہے تو یہ کہے کہ اسنے ابھی اللہ کی نافرمانی نہین کی ہے اور مینے اوس کا
عصیان کیا ہے تو بیشک یہ مجھسے بہتر ہے اور اگر کبیر ہے تو یہ کہے کہ اسنے مجھ
پہلے اللہ کی عبادت کی ہے پہر اگر وہ عالم ہے تو یون کہے کہ اسکو وہ چیز عطا ہوئی
ہے جسکو مین نہین پہنچا اور اسنے وہ چیز پائی جو مینے نہین پائی اور اسنے وہ
بات جانی جو مینے نہین جانی اور وہ اپنے علم پر عمل کرتا ہے اور اگر جاہل ہو
تو یہہ کہے کہ اسنے عصیان اللہ کا جہل و نادانستگی سے کیا ہے اور مینے جان
بوجھ کر اور مین نہین جانتا کہ میرا خاتمہ کیسا ہوگا اور اسکا کیسا اور اگر کافر ہو تو
یہ کہے مین نہین جانتا کہ یہ مسلمان ہو جائے اور اسکا خاتمہ عمل خیر پر ہوا ور شاید
مین کفر کرون اور میرا خاتمہ برے عمل پر ہو سو یہ ایک دروازہ ہے شفقت و
خوف کا اپنے نفس پر اور لائق اسکے ہے کہ اس صفت کا ہمنشین ہو اور اسکا
اثر بندون پر باقی رہے پس جب بندہ ایسا کریگا تو اللہ اوسکو ساری آفات نفسانی

وسواس شیطانی سے سلامت رکھیگا اور بنازل نصیحت لله تک پہنچائیگا اور وہ منجملہ اصفیاء و احباء خدا کے ہوگا اور ابلیس کا دشمن ٹھیریگا کیونکہ ابلیس اللہ کا دشمن ہے اور یہ ایک دروازہ ہے رحمت کا اور اس سے دروازہ کبر کا قطع ہوتا ہے اور خود بینی کی رسیان کٹ جاتی ہین اور نفس جو علو درجہ اپنا دین و دنیا و آخرت مین خیال کرتا ہے وہ اس سے ترک ہوجاتا ہے اور یہ تواضع مغز عبادت ہے اور نہایت شرف زاہدین اور سیما ناسکین و عابدین ہے کوئی شے اس سے افضل تر نہین ہے اور سوا اسکے یہ چاہیئے کہ اپنی زبان ذکر اہل عالم اور بیفائدہ باتون سے قطع کرے اور کسیکو بدی و برائی سے یاد نکرے تو رانہین ہوتا ہے کوئی عمل مگر اسی تواضع سے اور یہ وہ خصلت ہے جو کینہ و دشمنی و کبر و ستم و بغی کو دل سے جملہ احوال مین باہر نکالدیتی ہے اور زبان اس شخص کی سر و علانیہ مین ایک ہوجاتی ہے اور خواہش اسکی نہان و آشکارا مین واحد ہوتی ہے اسیطرح بات اوسکی ایک طرح پر رہتی ہے اور ساری خلق نزدیک اوسکے نصیحت مین یکسان ہوتی ہے خویش ہو یا بیگانہ دور ہو یا نزدیک اور جب تک یہ شخص خلق اللہ سے کسیکو ساتھہ بدی و برائی کے یاد کریگا یا کسیکو کسی کام پر سرزنش کریگا اور عار لگاویگا تب تک ناصحین مین نہوگا اسیطرح جب کسی کا ذکر ساتھہ بدی کے سامنے اپنے دوست کے کریگا یا جب روبرو اوسکے کسی کا ذکر بدی سے ہوگا اور دل اسکا خوش ہوگا تو بھی یہ ناصح نہ ٹھیریگا اور یہ خصلت سبب آفت عابدین

وہلاک متعبدین اور بربادی زاہدین ہے مگر جسکی اللہ حفظ لسان پر اعانت کرے
اور اوسکے دل کو اپنی رحمت سے نگاہ رکھے بعض لوگ جو مرتبۂ استقامت کو نہین پہنچے
ہین اور گرفتاری نفس وہوی سے رہا نہین ہوئے ہین نوکر بیکارون اور کاہلون
دنیادارون کا کرکے اونکی غیبت سے خوشحال ہوتے ہین اور ورطہ ریا وعجب مین جاگرے
ہین **ف** مفتاح مین کہا ہے کہ یہ مقالہ اون دو نسخون مین جو نزدیک میرے موجود ہین
موجود نہین ہے لیکن شیخ اجل اکمل عبدالوہاب متقی قادری نے جو ارشادنامہ مجھکو عنایت
کیا ہے اور اوسمین نصائح حضرت جیلی رضی اللہ عنہ کے ہین اوسمین یہ مقالہ درج
ہے اور مین یہ جانتا ہون کہ جو نسخہ فتوح الغیب کا نزدیک اونکے ہے یا غُنیہ کہ
تصانیف مشہورہ حضرت سے ہے اوسمین یا کسی دوسری تصنیف مین لکھا ہے
لہذا تبرکاً اس مقالہ کا بھی ترجمہ کیا گیا اور کلام حضرت کا بہجۃ الاسرار وتکملہ وروض
الریاحین ودیگر مؤلفات مین جو احوال شریف ومناقب منیف مین لکھے گئے ہین
بہت کچھہ ہے شیخ مجدالدین شیرازی صاحب قاموس نے آپکے احوال برکت
اشتمال مین ایک کتاب لکھی ہے روضۃ الناظر فی ترجمۃ الشیخ عبدالقادر اوسمین یہ
ذکر کیا ہے کہ کبھی چارسو آدمی مجلس شریف مین بیٹھتے اور اپکا کلام سعادت التیام
لکھتے جب ہجوم حاضرین مجلس کا زیادہ ہوا اور میدان مسجد وخانقاہ نے تنگی کی تو
عیدگاہ مین کرسی رکھی جاتی اور خلائق حاضر ہوتی اور بات سنتی کبھی قریب ستر ہزار
نفر کے لوگ ہوتے نفعنا اللہ ببرکات علومہ فی الدنیا والدین وصلی اللہ علی

سید الخلق و امام الکل محمد و آلہ واصحابہ واتباعہ واحزابہ اجمعین

ف جب حضرت شیخ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے جسمین انتقال پائے فرمایا تو آپ کے بڑے صاحبزادے سیف الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالی نے عرض کیا کہ مجھے کچھہ وصیت فرمائیے کہ مین بعد آپکے اوسپر عمل کرون فرمایا تو اللہ سے ڈرتا رہ اور سوا اللہ کے کسی سے نہ ڈر اور نہ بجز خدا کے کسی سے امید رکھہ اور ساری حاجات اپنی اللہ کے حوالہ کر اور اوسیکے لطف پر بھروسا رکھہ اور ساری حاجتین اللہ ہی سے مانگ اور بجز خدا کے کسی پر اعتماد نکر التوحید التوحید اجماع الکل یعنی توحید کو پکڑے رہ کہ اسپر سبکا اتفاق ہے

هر چه اندیشه پذیرا سے فناست	آنچه در اندیشه نایدآن خداست

اور فرمایا جب دل ساتھہ خدا کے درست و راست ہو جاتا ہے تو کوئی چیز اوس دل سے تنہا اور باہر نہین ہوتی اور کہا مین مغز بلا پوست ہون اور اپنی اولاد سے فرمایا میرے آس پاس سے ہٹ جاؤ مین ظاہر مین تمہارے ساتھہ ہون اور باطن مین تمہارے غیر کے ساتھہ ہون میرے پاس ایک خلق حاضر ہے سو اتمہارے اونکے لئے جگہہ فراخ کرو اور حد ادب اونکا نگاہ رکھو اسجگہہ رحمت عظیم ہے اور ایک بڑی بخشش و مہربانی ہے اونپر جگہہ کو تنگ نکرو وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ غفر اللہ لی ولکم وتاب اللہ علی وعلیکم بسم اللہ غیر مودع مین یعنی داخل ہوا وس حال مین کہ تم رخصت و وداع کرنے والے نہین ہو جسطرح قرآن کریم مین فرمایا ہے

نحن اولیاؤکم فی الحیاۃ الدنیا وفی الآخرۃ ایک رات دن اسی طرح کہا کئے اور فرمایا
افسوس ہے تمہین کسی چیز کی پروا نہین رہ کہتا نہ فرشتہ کی نہ ملک الموت کی جو جان
نکالتا ہے آئے ملک الموت مجھکو اوسنے عطا کیا جو مجھے دوست رکھتا ہے اور سوا
تیرے میرے کام کا متولی ہے پھر ایک چیخ ماری اوسدن جبکے شام کو انتقال فرمایا
عبدالرزاق اور موسیٰ آپکے صاحبزادون نے خبر دی کہ آپ ہاتھہ اوٹھاکر اور پڑہا کرہ
کہتے تھے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ توبوا وادخلوا فی الصف
ھو ذا اجیٔ الیکم توبہ کرو اپنے باطن سے طرف خدا کے اور صف مین داخل
ہو مین اب پاس تمہارے آتا ہون اور فرماتے نرمی کرو پھر اونکو حق اور نشہ موت
کا آیا یہ اشارہ ہے طرف اس آیت کے وجاءت سکرۃ الموت بالحق اس کہنے
مین کہ نرمی کرو دلالت ہے ایک طرح کی سختیٔ موت پانے پر اور دلیل اسپر حالت تشریف
نبوی صلعم ہے شیخ اجل اکرم عبدالوہاب متقی فرماتے تھے کہ جب وقت رحلت شیخ
علی متقی کا آیا مجھسے کہا کہ اگر کوئی اثر شدت سکرات موت کا تم دیکھو دلگیر نہونا کہ
شدت سکرات لازمۂ قطبیت ہے انتہی **قول ہشتادم** فرماتے تھے درمیان
میرے اور تمہارے اور درمیان خلق کے دوری و تفاوت ہے جیسا بُعد درمیان
آسمان و زمین کے ہے تم مجھکو کسی شخص پر قیاس نکرو اور نہ کسی شخص کا قیاس
مجھپر کرو پھر آپ سے آپکے صاحبزادہ عبدالعزیز قدس سرہٗ نے حال درد و الم کا پوچھا
فرمایا مجھسے کچھہ نہ پوچھو مین علم خدا مین ایکحال سے دوسرے حال پر منقلب ہوتا ہون

پھر کہا آپ کا مرض کیا ہے فرمایا میرے مرض کو کوئی نہیں جانتا اور نہ کوئی سمجھ سکتا ہے نہ آدمی نہ پری نہ فرشتہ پھر بیان حقائق و معارف مین آئے اور کہا اللہ کا علم اللہ کے حکم سے نہیں ٹوٹتا یعنی اللہ کا علم ازلی ہے اوسکے حکم سے جو لایزال بندون پر کیا ہے شکستہ نہیں ہوتا اسلئے کہ حکم بدل جاتا ہے اور علم نہیں بدلتا اور حکم منسوخ ہوجاتا ہے اور علم منسوخ نہیں ہوتا یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب لا یسأل عما یفعل وھم یسئلون پھر فرمایا اخبار الصفات تمرکما جاءت احادیث صفات کی بسبب صدور افعال و آثار جسطرح پر آئے ہین اوسیطرح پر گزرجاتے ہین اور ذات مین کچھ تغیر نہین ہوتا ایک بزرگ نے کہا ہے مراد اس کلام سے یہ ہے کہ جو احادیث صفات متشابہ الٰہی مین وارد ہوئی ہین وہ اپنے ظاہر پر محمول ہین بے تاویل و تصریف کے ظاہر سے اعتقاد اور یہی حق و ثابت ہے مذہب متقدمین سلف صالحین کا بھی اس باب مین یہی ہے انتہی آپ کے صاحبزادہ عبدالجبار نے پوچھا کہ آپ کا بدن کہان دکھتا ہے فرمایا سارے اعضا میرے دکھتے اور درد کرتے ہین مگر میرا دل کہ اوسمین کچھ درد و بیماری نہین ہے وہ ساتھ اللہ عزوجل کے راست و درست ہے پھر اونکو موت آگئی فرمانے لگے استعنت بلا الہ الا اللہ سبحانہ وتعالی والحی الذی لایخشی الموت سبحان من تعزز بالقدرۃ وقہر العباد بالموت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آپ کے فرزند موسیٰ نے کہا کہ لفظ تعزز کہتے

زبان سے یہ لفظ صحت کے ساتھ نہ نکلتا تھا یعنی بسبب تکرار حرف زا کے
کے اس کلمہ کی تکرار یہانتک کی کہ عزز کہا اور آواز بلند و دراز سے کہا تاآنکہ
زبان شریف سے بصحت تمام نکلا پہر تین بار اللہ اللہ اللہ کہا پہر آواز پست
ہوگئی اور زبان سقف و بام حلق سے جا چپکی پہر روح کریمہ نکل گئی رضوان اللہ
علیہ واعاد علینا من برکاتہ وختم لنا بخیر ولجمیع المسلمین والحقنا
بالصالحین غیر خزایا ولا مفتونین آمین آمین آمین **خاتمہ** عادت مستمرہ
اہل تصنیف کی یہ ہو کہ آغاز کتب کا نام خداوند تبارک وتعالیٰ وصلوۃ وسلام
رسول خدا وآل واصحاب باصفا سے کرتے ہین لکن شارح فتوح الغیب نے حمد و
نعت اصل متن پر اکتفا کیا اور کمال ادب سے اپنا نام تک شرح مین نہین لکہا اور
یہ ذکر کیا ہے کہ جب مین مکہ معظمہ مین تہا مینے ایک نسخہ اس کتاب کا پاس
شیخ عبدالوہاب متقی قادری شاذلی رح کے دیکہا تہا اور اوس سے مشرف و مستفید
ہوا تہا شیخ نے فرمایا این کتاب شیخ عبدالقادر ست رضی اللہ عنہ این را حاصل کنید
وبخوانید و دست دران زنید و بران باشید و ہر قدر کہ توانید بران عمل کنید
و بدانید و آگاہ باشید کہ طریقہ حضرت قادریہ وراہ و روش این سلسلہ این ست
انتہی جب مین ہندوستان مین آیا بعض مشائخ سلسلۂ شریفۂ قادریہ نے ایک نسخہ
اس کتاب کا مجھے بہیجدیا مینے بحسب وصیت حضرت شیخ ذکرہ اللہ بالخیر اوسکو لیکر
پڑہا اور ورد کیا اور ایک مدت اوسکے ذکر الفاظ وفہم معانی تحت اللفظ سے خرسند

رہا اور سمجھنا اس کتاب کے مقاصد و مضامین و اشارات کا میری قوت وقت
و حوصلہ حال مین نہ تھا اور نہ ادب نہیبت انتساب اس کتاب کی طرف آنجناب
کے مجھکو چھوڑتے تھے کہ مین اوسمین خوض کرون جناب اسدالدین شاہ
ابوالمعالی لاہوری کی فرمایش مکرر سے یہ ترجمہ لکھا ابتدا مین یہ حکم تھا
کہ ترجمہ پر الفاظ و معنی تحت اللفظ کے قصر کیا جاسے اور بسط و تفصیل و نقل
مذاہب و اقاویل نہو پہر یہ فرمان آیا کہ اگر کسیقدر بسط ہو تو بہی کوئی مانع نہیں ہے
اور سخن سودمند کا لانا روا ہے اسوجہ سے اس شرح مین دو طرز رہے اول
اکثر مواضع مین ایجاز و اختصار ہوا اور آخر بعض محال مین کچھ بسط کیا گیا اور
باوجود بیسر مایگی و مفلسی کے رجوع طرف کتب و تصانیف مردم کے واقع
نہوا اور دوسرون کے در پر واسطے دریوزہ گری کے جانا نہ پڑا مگر دو ایک جگہہ
واسطے تحقیق مصطلحات قوم کے بحکم ضرورت رجوع واقع ہوا واللہ المستعان
انتہی یہ خلاصہ ہے بیان شیخ اجل عبدالحق دہلوی قدس سرہ شارح فتوح الغیب
کا اونہون نے اس شرح کا نام تاریخی مفتاح الفتوح رکہا ہے اس ترجمہ اردو
مین متن و شرح دونون سے واسطے تسہیل فہم الفاظ و معانی کے اخذ کیا ہے
اور اسوجہ سے کہ شرح مذکور حامل المتن ہو اور مکرر سنہ ۱۲۸۱ اور سنہ ۱۲۹۵ ہجری مین مطبوع
ہوکر شائع و مطبوع طبائع اہل اللہ ہو چکی ہے تفاوت متن کا شرح سے نہین
رکہا گویا اس باب مین یہ ترجمہ بجاے خود ایک کتاب مستقل ہے اردو زبان مین سمجھے

منجملہ کتب قدیم وجدید علم سلوک وتصوف کے یہ کتاب سب سے زیادہ عزیز خاطر ہے
اِس سبب سے کہ اس کتاب مین سالک کو طریقہ سلوک کا بدایت سے تا نہایت ارشاد
کیا ہے اور وہ مقاصد جنکا فہم بجز راسخین فی العلم کے ہر شخص پر مشکل ہے اون کو
ایسی تقریر سہل وصاف اور تحریر سادہ وپرکار مین ادا فرمایا ہے کہ ہر طالب صادق
بقدر استعداد باطنی کے خود سمجھ سکتا ہے بلکہ اوسپر عمل کر سکتا ہے مینے چاہا تھا کہ اس
خاتمۂ ترجمہ اُردو مین ترجمہ احوال شریف ماتن وشارح کا بھی لکھون پر یہ خیال آیا
کہ ترجمہ حضرت ماتن رضی اللہ عنہ کا کتب قوم ورسائل اہل علم مین بکرات ومرات تفصیلاً
واجمالاً مرقوم ہے کیا حاجت ذکر کی ہے بلکہ خود مینے ترجمہ جناب والا کا رسالہ تقصار
مین لکھا ہے اور شارح نے اخبار الاخیار مین ضبط کیا ہے اور طبقات ابن رجب
وفوات الوفیات اور مراۃ الجنان وغیرہ کتب جمع جم مین موجود ہے اور ترجمہ حضرت
شارح یعنی شیخ عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ تعالی کا کتاب مآثر الکرام واتحاف النبلا
مین لکھا گیا ہے اور کمال شہرت مغنی عن الذکر ہے اسواسطے انکا ترجمہ بھی نہین
لکھا اسجگہہ اطلاع دینا تاریخ ولادت ووفات ماتن وشارح رحمہما اللہ تعالی پر کفایت
کرتا ہے ولادت شریف حضرت ماتن رضی اللہ عنہ سنہ چار سو ستر یا اکتہر مین ہوئی تھی اور
ستی وسہ سال تک درس وافتا کا کام کیا اور چالیس سال تک مشغول ارشاد طالبین
وسالکین رہے بعمر نود سال سنہ پانسو اکیانوے ہجری قدسی مین بجوار رحمت الٰہی
رحلت فرما ہوئے بڑے مفسر ومحدث اور عالم مذاہب اصولاً وفروعاً وخلافاً تھے چنانچہ

کتاب غنیۃ الطالبین اسکی شاہد ہے حتی فاق الکل فی الکل وصار حجۃ الجمیع فی الجمیع حلیۂ شریف کے بیان مین لکھا ہے کہ لاغر بدن میانہ قامت عریض الصدر عریض اللحیہ طویل المحاسن گندم گون پیوستہ ابرو بلند آواز نیکو روش گرامیقدر تھے بات ذرا جلد کرتے اور چلاکر کرتے جس سے دل مین سامع کی رغبت ورہبت پیدا ہوتی عجب بات یہ تھی کہ آواز کے سننے مین مردم نزدیک و دور سب برابر تھے اور قریب و بعید سکان مجلس سے کوئی تفاوت ظاہر نہوتا تھا اور وقت تکلم کے بجز سکوت کے کسیکو گنجایش دم مارنیکی نہوتی اور جب کچھ حکم کرتے تو سواے بجاآوری کے کچھ نہ بنتا جسکے نظر جمال باکمال پر پڑتی وہ کیسا ہی سخت طبع سنگدل ہوتا خاشع وخاضع ہوجاتا الی غیر ذلک من الاحوال العالیۃ والمقامات الشریفۃ التی لاتکاد تصفہا العبائر وتبید بہا الضمائر یہ کچھ آپکا ترجمہ نہین ہوا کیونکہ واسطے تمام ترجمہ حالات آپکے دفتر گران وزن درکار ہے بلکہ یہ حرفی از کتاب وپرتوے از آفتاب ہے رہی شارح ذوالمجد والعلا جناب شیخ عبدالحق دہلوی قدس اللہ روحہ وافاض علینا فتوحہ سو انکی فضائل علمی وعملی بھی اتنے ہین کہ واصف اونکے وصف سے قاصر ہے انکی ساری تصانیف ایک سے ایک بہتر وسود مند ہے اللہ تعالی نے انکو ایسی زبان شیرین اور سخن نمکین عطا فرمایا جسکا لطف اصحاب دل جانتے ہین یہ اپنی طرز بیان وحسن تقریر مین جواب خود زمانہ تھے عالم باعمل حافظ کتاب اللہ عزوجل فقیہ متقی محدث متقن حاج بیت اللہ زائر رسول اللہ مدرس بینظیر مفتی خوش تقریر آمد اصلی روا عد العلما فخر ہندوستان

نازش اہل ایمان تھے انکا اسم شریف شیخ عبدالحق بن سیف الدین بن سعد اللہ الترک
الدہلوی البخاری ہے انہون نے اپنا ترجمہ خود اپنی کتاب اخبار الاخیار کے خاتمہ
مین زیب رقم فرمایا ہے یہ طریقہ مین مرید سید موسیٰ قدس سرہ کے تھے یہ سید موسیٰ
اولاد حضرت ماتن رضی اللہ عنہ مین تھے اُنکی کنیت ابو المجد تھے ۲۲ سال کی عمر مین
سارے علوم فضیلت سے فارغ ہوکر مسند افادہ پر بیٹھے تھے اور عنفوان جوانی مین حرمین
شریفین کا سفر کیا اور اولیا رکبار اور صلحا رنا مدار کے صحبت پائی اور تکمیل فن
حدیث فرمائی اور ۵۲ برس تک جمعیت ظاہر و باطن کے ساتھہ متمکن رہے اور
نشر علوم مین اوقات عزیز کو صرف کیا اُنکی جملہ تالیف صغیر و کبیر سو مجلد ہے اور
بحسب شمار ابیات پانصد ہزار تک پہنچتی ہے ۹۵۸ھ ماہ محرم مین پیدا ہوئے
اور سنہ ایکہزار و ۵۲ ہجری مین تمام آگہی و کشادہ پیشانی کے ساتھہ وفات پائی تاریخ
ولادت شیخ اولیا ہے اور تاریخ رحلت فخر العالم قبر شریف دہلی مین کنار حوض شمسی
پر واقع ہے حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی اِنکے معاصرین اون سے
کچھہ باہم نقار آگیا تھا لکن انجام مین صفائی قلب ہوگئی اور پردۂ بشریت و غشاوہ
جبلت درمیان سے اوٹھہ گیا وھکذا شان اھل اللہ تعالیٰ فی کل زمان و مکان
یہ بھی کچھہ ترجمہ جناب موصوف کا نہین ہے بلکہ ایک قطرہ ہے بحر محیط سے یا ایک ذرہ
ہے صحراے بسیط سے ہرچند یہ مقید مذہب حنفی تھے اور اپنی کتب فقہ
مین تائید حنفیہ بہت کی ہے لکن بنفس الامر مین بغایت درجہ منصف تھے

اِن کو ایک محبت خاص اور فریفتگی مخصوص تھی ساتھ حضرت ماتن رضی
اللہ عنہ کے جیسکے آثار انکی کتاب اخبار الاخیار وغیرہ تالیفات سے ظاہر
ہین اسی طرح ایک عجیب غلبہ الفت و شیفتگی کا ساتھ جناب سرور
انبیاء صلعم کے تھا جس طرح کتاب مدارج النبوۃ اور جذب القلوب سے ثابت ہوتا
ہے اور یہ بات تو متحقق ہے کہ سوا انبیاء علیہم السلام کے کوئی معصوم نہین ہے
اور سارے مشائخ طریقت کے بھی وصیت کابرا عن کابر و خلفاً عن سلف چلی آئی ہے
کہ اتباع کتاب و سنت فرض اور رد کرنا اِنکے خلاف کا واجب پس ہر جگہہ قاعدہ معمولہ
خذ ما صفا دع ما کدر کا نصب العین رکھنا دلیل ہی صدق نیت سالک طریق علم
و مسافر ملک ولایت پر اسجگہہ با قتدا ر جناب شارحؒ خاکسار بھی اپنا نام لکھنا اور
ظاہر کرنا اسارت ادب جانتا ہے کہ ذکر نام این حقیر خود چہ حد و مجال کہ درین مقام
توان برد ع باوجودت ز من آواز نیاید کہ منم ؛ ازانجا کہ بعون باریتعالی و حمد
حق سبحانہ یہ ترجمہ اِس کتاب مستطاب کا انجام کو پہنچا اور یہ کتاب بیان مین مراتب
سلوک و سیر الی اللہ کے ہے اسلئے اب یہ ظلوم جہول اِس ترجمہ کو اِس عبارت
شارحؒ پر ختم کرتا ہے اور حسن خاتمہ کا پروردگار عالم سے خواستگار ہی ماھیت
تصوف صدق توجہ الی اللہ ست بوجہ مرضی و اینقدر مراد ر بیان معنی تصوف و
اقوال او اشارات بسیار ست و ہر یکے موافق حال خود بدان خبر دادہ و اشارت
کردہ ست و خلاصہ جامع ہمہ اقوال معنی صدق توجہ الی اللہ ست اما بوجہ مرضی کہ

قدم از دائرۂ اسلام بدر نیفتد وفضل و شرف این علم که مبدء آن اتباع قدم نبوت
ومنتهای آن حصول قرب درگاه الوهیت ست ظاهر ست ومرتبۂ این علم از حیثیت
مقصود بر همه مقدم ست واز حیثیت طلب و شروع بعد از تحصیل علوم آلی ست که مقدما
علم عربیت اند واگرچه علم تفسیر وحدیث بالذات بر همه مقدم ست اما درحقیقت تصوف
تفسیر کتاب خدا وشرح سنت رسول ومدلول ونتیجۂ آنهاست وواصفان این
علم که مشائخ طریقت واساطین ملت ومقربان حضرت اند معروف ومشهور اند وخود
انچه درین کتاب فتوح الغیب ازان مودع ست همه بیان کتاب وسنت ست
واضح وبانی آن شارع ست و احتیاج باصطلاح جدید ندارد انتهی گویم شارع این علم
وعمل را درحدیث صحیح احسان نام کرده ست همین نام زیبا باین مقام ست چه ضرورت
ست که نام دیگر از طرف خود تراشند وازینجاست که این بندۂ شرمندۂ سرافگنده
نام این ترجمه بوجه مطابقت باسمی مقالات الاحسان فی مقامات العرفان
نهاده وبامید نفع خویش اوّلاً وهر کرا حقتعالی توفیق طلب لطف فرماید ثانیاً درعین تشتت
بال وتفرق حال نگاشته واز حقسبحانهٗ انصاف خود بجود ومنت وبانچه درین
کتاب برکت نصاب خواسته او تعالی این مسئلت را بحل اجابت رساند ومرا از گرفتاری
بندگان نفس وهوی وخلق وهر انچه مصائد شیطان ومکائد ابلیس لعین ست
ودرین گرامی نامه بضمن مقالات اشارت بدان رفته محض بفضل وکرم وعون ولطف
خود برهاند وماذلک علیه بعزیز چون سررشتۂ سخن باین غایت رسید ناگزیر ست

کہ بازاز سر نو در توبہ بکوبم و با ہزار ندامت و استغفار بگویم کہ در تالیفاتم ہرچہ از جنس
لغزش و سہو و خطا و نسیان براہ بشریت و جبلت انسان بر زبان خامہ و در دل
ناتوان گزشتہ باشد یا از قسم جرح و نکتہ چینی در حق احدی از اہل علم و صلاح
بہوائے نفس و اغوائے ابلیس رفتہ باشد خواہ در کتب عربی زبان و خواہ در نامہائے
فارسی و اردو لسان از ہمہ آن باعتراف قصور و خطائے خود تائب گشتم و مستغفر
ہستم و بعد ازین انشاء اللہ تعالیٰ چنانکہ غالباً خوئے و شیوہ من ست گرد این کار
و اسکار نگردم و باللہ التوفیق وھو المستعان وخیر رفیق اللھم اغفرلی ما قدمت
وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما اسرفت وما انت اعلم بہ منی انت
المقدم وانت المؤخر لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک واٰخر دعوانا ان
الحمد للہ اولاً و اٰخراً وظاہراً وباطناً من الازل الی الابد وصلوٰۃ وسلام علیٰ خیر
خلقہ سید الرسل وخاتم الانبیاء محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وحزبہ وکل من الیہ
استند وعلیہ اعتمد •

بالخیر تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابیات صفت جنت

ضمیمہ مقالات الاحسان

منتخب از کتاب حادی الارواح تالیف حافظ ابن قیمؒ

نظم دلپذیر افتخار الشعرا حافظ خان محمد خان المتخلص بہ شہیر سلمہ القدیر



اے تو خوب ہمہ و ما ہمہ زشت	خالق نار و خداوند بہشت
ایکہ از ہر طرفے ہر دہنے	بے تکلف بتو راہ سخنے
از من زار بہ تسبیح و درود	خوش تو باشے و محمدؐ خوشنود
کاسدم را ہمہ بازارش کن	پرگناہ آمدم آمرزش کن
ہست امروز زبانم ور کام	عندلیب چمن جنت نام
راندہ ام از وطن خویش سخن	من دیوانۂ فردوس وطن
منزلے از ہمہ نقصان بکنار	قدس معمورۂ و قدرت معما

عزت دیده وری شان نمود — نخل بندش چمن آرای وجود

گوهر حسن و لطافت در جیب — مجمع خیر بری از همه عیب

مهر احباب سقفست و مصیر — نه همین قصر و چمن ملک کبیر

از نعیمش سقفی فوز عظیم — همه تن رحمت و رضوان کریم

گلشنی جلوهٔ انوارش گل — بانگ تسبیح ملائک بلبل

از زر و سیم نهاد اساس — سنگریزش همه دُر و الماس

خشتش از سیم گرفتند و زر — در گلابش همه مشک اذفر

غرف عالیه بیرون ز شمار — هست مبنیّه فراز انهار

ارتفاعش بمثال اختر — که بلندیش نیاید بنظر

راه چل ساله بود وسعت در — وز حشم تنگ تر آید بنظر

کمترین عیش که دارد سردار — ره تواند رفت بسالی دو هزار

گر تو از خیمه بپرسی خبری — شصت میل ست درازا گهری

طول اوصاف زبان ساز خشک — زعفران ست زمین تربت مشک

سطح زیر شجری را بکمال — شهسواری نتواند صد سال

ساق دارد شجرش از زر و سیم — سقف هر خانه بود عرش عظیم

هر قماشش و فرشش نرم حلل — نهرش از ماء و لبن خمر و عسل

از شرابش همه تسنیم و طهور — زنجبیل ست مزاجش کافور

هر ثمر همچو سبوی بمثل — چون زبد الین و احلی چو عسل

زر و سیمش همه آورده انا — چون قواریر مصفا بصفا

آن ارائک که بود همچو جبال — نه فروج ست در انها نه خلال

وا بو صفش نتوان کرد بیان — همه زیبنده بازار ذهب

لبس اهلش ز حریر رونق — فرش را آستر استبرق

اهل جنت چو قمر گر بسی — صورت آدم و سالش سی و سی

هر قدر خواهش دل کوشش ست — میوه و طایر جنت خورشست

نغمه حور و ملک لذت گوش — حرفی از قدس که سازد مدهوش

ره نوردان خداوندی خواست — سیر هر یک متعلق برضاست

وصف حورش چه کنم هست زبان — در مکنون و مخلد غلمان

گوشی اے دلشدگان جنت — میکنم وصف زنان جنت

کار عشق ست بیاران خبری — حال حسن ست جوانان نظری

آن کواعب صفتان اتراب — جوش زن در رگ و پی آب شباب

کمرش موی و انارش پستان — سیب رخساره و گوهر دندان

آفتابا نه نماید شرقی — خرمن گل به تبسم برقی

عنبر گیسو و عطر افشانی — طرفی از حسن و جهان نورانی

حاصل دهر شود گر شه فتش — کس نه بیند طرفی جز طرفش

پرکند جابجا چو چرخ مهیل | بانگ تسبیح و صدای تهلیل

نور خورشید شد و پیشش گم | چون ز خورشید حبابهای انجم

بر زمین جمله کس آید بنظر | از یقین خلعت ایمان دربر

یک نصیبش همه خیر دنیا | وصلش از جمله امانی اشهی

عمر صد خضر و جمال تابان | سالها در گذر و عیشش همان

نه تبیض و نفاسش عرضی | نه ز حمل و ز ولادت مرضی

در لطافت همه تن پاک اساس | دور از زحمت چرکت او تا اس

ساق دریاب که چو پوشش بینی | استخوان مغز در و روشن بینی

روبرو بیچو دو مهر روشش | آه چون با تو در آید بسخن

وصل پیوند نهادی پنهان | رخ چو آئینه نماید تمثال

تاج یاری و محبت بر سر | یاره دو دست زر آمیز گهر

اعدل عمر شبابش همه سن | آدمی دست بر و یافت نه جن

جلوه فرمایش بعید تابانی | رنگ یاقوتی و هم مرجانی

با انارست نهودش مانا | قد بالاش نهال رعنا

دل کشد جانب چشم روشن | خوش بیاض سواد احسن

گاه خورشید برخ گاه قمر | نور معمور همه غیره و در

جاگیرش بدرون خاطر | حسن باطن بجمال ظاهر

هر یکی جامع حسن و احسان | منقبت مورد خیرات حسان
دل بنظاره مسرت خیزت | گوش از در سخن لبریزت
روبروی تو با حکام تو رام | در پس تو همه با حفظ مدام
لطف وصل من و تو لذت بوس | نور نظاره و افراح نفوس
بی ملالش همه ایام وصال | کهنگی راه نیابد بجمال
چشم بد چیست که گردد دورش | نظری بر تو بود مقصودش
کهنه گردد نه ثنایش نه شباب | لهای جان برادر دریاب
همه نور و نظر عید شنید | آرزویش لقب و نام امید
در هر غصه و غم بر بندد | چون بخندد همه جنت خندد
دوستانند محبت برهان | دوستداران دو قالب یکجان
لطف فزا باد اسی که سپرس | بوسه ده بوسه ربای که سپرس
دلبری زمزمه دلداری ساز | عاشقی نغمه محبت آواز
نغمه صد رنگ تکلف بر دوش | لذت دیدهٔ و هم زیور گوش
قصر در قصر نماید جاوید | برج در برج خرام خورشید
دیدنش هم مژه پیوندست | لطف پیوستن او تا چندست
قدر وقتی دل من میداند | که منادی بزیارت خواند
هر یکی فتنهٔ ذوق پیغام | یا ز ساخته آید بخدام

همه را با همه جوش هوسی — برسانند به پشت فرسی

همه کس را بهمه سندازکرم — تخت از نور و گهر و زر و سیم

از عطایا همه کس دل شادان — چه بکرسی چه نشستگین کشان

نه کسی از تو در اعلا نه تو پست — همه در رتبه بهم شکر پرستا

تازه تر وعده که سازد همه — عاشقان را دگر آواز دهند

همه کس لذت آواز بگوش — از زبان ادب آید بخروش

کالعجد اونه نعمت مارن توایم — سو بسو بندهٔ احسان توایم

رستگاران عذابیم و محن — روی بینید ان جنت مسکن

سایه راه تو جبین فرسودن — بیشش ان مرتبه چه خواهد بودن

تا که از عالم پنهانیها — برسد آید بدرخشانیها

لمعه از جلوهٔ او شعلهٔ طور — ساحت خلد کند عالم نور

یک طلوع و دو صد شش صبح امید — تاب هر ذره هزاران خورشید

چون بیالانگری سی نگری — جلوهٔ روی ز تشبیه بری

چون مه و مهر درخشان بنظر — بی سخن جلوهٔ رویش بنگر

عاشقان جلوه گهی در پیش ست — رفتن از خویش بسی جا خویش ست

لمعه مستی ما تا نه بهشت — جلوه جانانه برانداز بهشت

دار وسی زخم جراحت کیشان — مرهم خستگی و ریشان

منظرِ احمدِ مکی بیدل — خنجرِ موسیِ عمران بسمل

من و جز من همه قبلانی راز — عالمِ قدس فدای آواز

ملک العرش بگوید با ما — کاهل فردوس سلامی بشما

هر یکی چون بتماشاگهِ گل — عندلیبانه فتد در غلغل

ای سلامِ همه واز تو سلام — مالکِ عز و جلال و اکرام

با تجلیش که بی مانندست — لطف خاصی ست که نامش خندست

گوید از عالمِ دلدار بیا — ای به غیبم به پرستار بیا

ای بطاعت نشنی وقف امید — هست امروز شمار و ز فرید

همه گویند که خورسندانیم — آنچه خداوند رضامندانیم

هم ز ما جز برضای مگذر — ای تماشای تو امید نظر

نه درنگی نه تماشا بکنیم — پرده افگن که تماشا بکنیم

روی قدسی بکمالِ تف و تاب — پرده برداشته افگنده نقاب

برق هر خرمن جمعیت و هوش — بی حیابانه شود جلوه فروش

گر نمی بود که در نسر مانیم — یک بیک سوختگی سامانیم

اندران جمع رسد هر طرفی — هر کسی را ز خطابش شرفی

ای فلان ابن فلان را لیسر — هست از امروز نکارت خبری

گوید آن بندهٔ درماندهٔ بیم — معصیت رفت بیامرز کریم

بنده را دیده پریشان خاطر — گوید آن رب رحیم و قادر

همه در ذیل کرم جرم و خطاست — ورنه این عزت و جاه تو چه است

اے دلم محو رضامندی تو — شوے بقربان خداوندی تو

از تو هنگامهٔ آسایش من — اے ز تو بخشش و بخشایش من

کار افتادهٔ دیو هوسم — حیفتے خیمهٔ دنیا قفسم

چه توان من مسکین و چه من — مشکل افتاد رسیدن بوطن

اے تو انعام ترا بی سببے — رحم فرما برسول عربے

تمت



صحت نامہ مقالات الاحسان

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۲	۲	بایداع	بابداع	۸	۱۰	نہ بغض	وبغض	۱۵	۱۲	لدّنی	لدُنّی
〃	۴	حاجد	جاحد	۹	۹	یومئیذ	یومئذ	۱۶	۴	دَحُول	وَحُول
〃	〃	خوئونہ	خوئنہ	〃	۱۴	عوجاج	اعوجاج	۱۸	۱۲	یاتا	پایا
〃	۶	طبیات وافیہ	طیبات وافیہ	۱۰	۷	علیئین	علیین	〃	۱۵	زائیل	زائل
۴	۵	عنقا	عنقا	〃	۱۱	اوتیت	اوتیت	۱۹	۱۸	الذی	
〃	۶	فایدہ	فائدہ	۱۱	۷	سب	وہ سب	۲۰	۶	کیطرف	کی طرف
۵	۵	توحید	توحید	〃	۱۶	چوکان	چوگان	〃	۱۳	پہنچنے	پہنچتے
〃	۶	ولئی	ولی	〃	۱۷	تغیر	تغیر	〃	۱۴	اوس	اس
〃	۷	الحقنی	الحقنی	۱۲	۱۱	مطیئن	مطمئن	〃	۱۷	ناقصیین	ناقصین
〃	۱۱	لبشر	البشر	۱۳	۲	فذم	وذم	۲۱	۸	حسن	حِسّ
〃	۱۳	واگرلائے	اوراگرلائے	۱۴	۳	الشر	الشر	〃	۹	طائفۃ	طائف
〃	۱۶	متبعین	متبعین	〃	۱۴	دینا	دنیا	〃	۱۲	علبہ	غلبہ
۶	۵	مال	مآل	〃	۱۶	نقص	نقض	〃	۱۳	ابنیاء	انبیاء
۷	۱۵	باقسامہا	باقسامہ	۱۵	۱	اوسکے	اوراسکے	〃	۱۴	احبان	اخیان
۸	۳	راجح	راجع	〃	۶	عینلٰہ	عینیاہ	۲۳	۳	نفس	نفس ہے

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
٢٣	٧	تسلیم	تسلیم	٢٧	١٦	وارثت	وراثت	٣٧	١٧	خلق	خالق
״	٩	نکوئی	نہ کوئی	٢٨	٦	صفائی	صفای	٣٨	١٠	تدسا	قدسا
״	١٧	عبادۃ	×	״	١٣	تنبیمہ	تنبیہ	״	١٣	ھادت	عادت
٢٤	٥	مافیہا	مافیہا	٢٩	٩	ور	در	٤٠	٩	خلف	خلفاً
״	١٠	پپہنا	بیچنا	״	١٣	نیا یہ	تا یہ	״	״	ستاب	کتاب و
״	١٣	ورکار	درکار	״	١٧	کھیچیگا	کھینچیگا	״	١٣	دیندار	دنیادار
״	١٦	آمہ	آئمہ	٣٢	٨	اعلے	عالئے	٤١	١٢	یاالعد	یابعد
٢٥	٥	ایمن	ایمن	״	٩	تغیر	تغیر	٤٢	٤	شبہ	شبہہ
״	٩	تغیر	تغییر	٣٣	١٠	الطاف	والطاف	٤٣	١٣	مھنی	منہی
״	١٣	زیارت	زیادت	٣٤	٥	ترتیب	تربیت	٤٤	٥	اسکو	اوسکو
٢٦	١	بہ	تیہ	٣٥	١٣	تبجیم	تسبیحم	٤٥	٤	وجود	ودجود
״	٨	لیغمان	لیغان	״	١٤	ایتا	ائیتا	״	١٦	پہیاونگا	پہونچاونگا
״	٩	فاستغر	فاستغفر	٣٦	٤	بیناعنی	بینا عنی	٤٧	١	گریباین	گریبان
٢٧	٤	ترا	تحرا	״	٥	خدای	خدا کی	״	١٠	سولا	سولی
״	٥	سئیات	سیئات	״	٧	ہوتا ہے	ہے	٤٨	٣	العد	یقید
״	٩	وصفت	وصفت	٣٧	١١	یدایک	یداجب	٤٩	٧	اس	اوس

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۴۹	۱۳	اطفا	اطفاء								
۵۱	۱۴	جوئے	جوئی	۶۸	۱	کوی	کوئی	۸۵	۲	اجبب	اجیب
۵۲	۱۰	شروع	شرع	۷۰	۲	جہبہ	جبہ	〃	۳	المتیین	المتین
〃	۱۶	پچید	پیچید	〃	۱۰	متقین	متیقن	۸۶	۷	خورد	خُرد
۵۳	۱۷	گویا	×	۷۳	۳	چاہے	چاہیے	۸۷	۱۰	مبتلائی بلا	مبتلائے بلایا
۵۴	۵	تقاضہ	تقاصر	۷۵	۸	حنی	سنی	〃	۱۳	اراویہ	ارادیہ
〃	۶	تعاوم	تعادم	۷۸	۴	غلق	خلق	۸۸	۳	واسطہ	واسطے
۵۶	۱۱	حریت	خیریت	۷۹	〃	دارو	دارد	〃	۵	بشرت	بشریت
〃	〃	زمین	زمین پہ	〃	۱۱	بخشدند	بخشیدند	۸۹	۱۳	القلب	انقلب
۵۷	۱۴	ڈروی	ڈردے	۸۰	۳	جماعہ	جماعۂ	۹۰	۹	سازواری	سازواری
۵۹	۲	رفعہ	رقعہ	〃	۱۰	تحبہ	نحبہ	۹۲	۱۱	بحستجوی	بجستجوی
۶۰	۱	دینوالا	دینیوالا	۸۲	۶	صلاحید	صلاح دید	〃	〃	دلی	ولی
〃	۹	سے	وسے	۸۳	۴	قبیلک	قلیلک	۹۵	۹	قضارقدر	قضاوقدر
〃	۱۰	سارسے	سارے	〃	۵	قاضع	خاضع	۹۶	۳	زائع	زائغ
۶۲	۱۵	وہ ہے	وہی	۸۴	۸	وز	واز	۹۸	〃	چاہے	چاہیے
۶۴	۷	تنی	تمنی	〃	۱۶	اساتوا	اسأتوا	〃	۶	الا	الی
〃	۱۳	البصیر	البصیر.	۸۵	۲	وعوۃ	دعوۃ	۹۹	〃	ذکر کے	ذکر کیا

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۹۹	۱۷	تقدیر	تقریر	۱۰۹	۱ حاشیہ	بلبیس	تلبیس	۱۱۹	۱۴	ساخت	ساحت
۱۰۱	۴	اولہ	اُولٰۂ	؍؍	۱۷ حاشیہ	تیرسانند	ترسانند	۱۲۰	۴	لمعطات	لمعظات
۱۰۴	۱	کان	کسی کلات	؍؍	۲۰ حاشیہ	برسہ	سرپہ	؍؍	۹	بیبندہ	بینندہ
؍؍	۸	اڑتین	اوسپہ	۱۱۰	۶	پنہائین	پنہائیت	؍؍	۱۱	التفافات	التفات
؍؍	۱۳	سبیاطہ	نسباطہ	؍؍	؍؍	محدث	مُحدَّث	؍؍	۱۳	البنی	النبی
۱۰۵	۴	صنعت	ضعف	؍؍	۸	آمین	آمین	؍؍	۱۴	الضعیفان	ضعفین
؍؍	۱۳	نگہت	نکہت	؍؍	۱۲	سرفت	سرقت	۱۲۱	۱۷	زمہ	ذمہ پر
؍؍	؍؍	پیراہن	پیراہنی	۱۱۳	۳	ہوگا	ہوگی	۱۲۲	۱۴	آمین	آمین
۱۰۷	۱	اوس	اوسکے	؍؍	۱۲	غلق	حلق	۱۲۳	۱	متبدل	مبتذل
؍؍	۲	پرپہر	پہر	۱۱۵	۱۰	دوہم و	دوہم و	؍؍	۴	کرلے	کرسکے
؍؍	۴	جائیگے	جائینگے			تدبیرات	تبیرات	؍؍	۱۵	دوار	ددار
۱۰۸	۱۰	ذریاتنا	ذریتنا	۱۱۷	۸	یتنفذنی	یتنغذنی	۱۲۴	۱۶	تقدیر	تقریر
۱۰۹	۴	متمثل	ممثل	؍؍	۱۳	رکھنے	رکھنے	۱۲۵	۵	تقیر	تقر
؍؍	۹	دنیا	دنیامین	؍؍	۱۶	حدیث	آیت	۱۲۶	۱	تعنی	حیتی
؍؍	۱۵	کالمعاینۃ	کالمعاینہ	۱۱۸	۴	لان	لئن	؍؍	۳	اورعیاہ	اولادعیاہ
؍؍	؍؍	کشف	کشفہ	؍؍	۸	موسن	مومنین	؍؍	۸	عطف	لطف

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
١٢٦	١٢	صابرو	صابرداد	١٤١	١٦	دعا	×	١٥٩	١٤	وفائیین	دفائن
١٢٨	٩	ہوی	ہوائی	١٤٢	١٠	المصائب	المصاب	١٦٥	١٠	بندی	بندہ
١٣٠	"	نیسندو	نپسندو	١٤٦	"	سوم کا	سوم کے	١٦٧	٩	کہ	+
١٣١	٥	شقفت	شفقت	١٤٨	١٤	رائج	رابح	١٧٥	١١	بہتری ہے	بہتر ہے
١٣٤	٣	بھلات	بھلاك	١٤٩	١	رہتاہے	رہتا	١٧٧	"	اللہ	للہ
"	٩	ممبر	منبر	١٥٠	١٠	پہنچکر	مین پہنچکر	"	١٧	وز	واز
"	١٤	آوم	آدم	"	١٤	یقنا	یقینا	١٧٩	٤	نہ آئے	نہ لائے
١٣٥	٤	صبتان	صحبتان	١٥١	"	چاہیے	چاہے	"	١١	کہتے	کہتے تھے
١٣٦	١٣	زربان	زریان	١٥٣	٨	النزان	النیران	١٨٠	١٥	لسبب	لبسبب
١٣٧	٣	انشار	انشاءاللہ	١٥٤	٤	سیفرائی	سیفرای	١٨٢	١٠	ملال	ضلال
"	١٣	یحتاتہ	تحیاتہ	"	١٣	غزائمہ	عزائمہ	"	١٢	ازلی	ادنی
				"	١٦	تقصیر	قصیر				
"	١٦	منتی	منتہی	١٥٥	٢	قراط	قیراط	١٨٤	٧	رتب	رُتب
١٣٨	١١	دنیاً	دنیا	"	٨	فاتبعوی	فاتبعونی	"	٩	علیم	علیہم
١٣٩	١٧	چاہیئے ہیں	چاہیے	١٥٨	٦	آرزو	آرزوی	"	١٥	ستیئات	سیئات
١٤٠	٣	گزرچکے	کے گزرنے	"	٩	نصلہ	فضلہ	"	١٧	بامر	+
"	٤	گرمی	گرمی کا	"	١٧	کل	تا کل	١٨٥	٥	وغدہ	وعدہ

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
١٨٥	٤	کما	کیا	٢٣٠	١٠	ویسا	کے ویسا	٢٥٥	١٥	ہوئی نفس	ہوائی نفس
١٨٨	١٥	علنے	جانے	٢٣٧	٦	نفس کے	نفس کو	٢٥٩	٦	پیشش نہ	نہ پیش
١٩٢	٤	خفی	خفی و	٢٣٩	٧	بلنا	ملنا	٢٦١	١	بہر	پر
١٩٣	١١	ہے اگرچہ	ہیں اگرچہ	٢٤٢	٩	توبہی	توبھی	〃	١٦	سوال	سوال بہی
١٩٤	٤	تمجیض	تمحیص	٢٤٤	١٤	ملتبس	متلبس	٢٦٥	١	انبہر	انپر
١٩٦	١٦	بیٹہا ہی	بیٹہتا ہے	٢٤٥	١٠	بندے	بندہ	〃	٧	وہاں سے	وہان
٢٠٢	١٢	ترک کردے	کرے	〃	١٢	اطاعت	طاعت	٢٦٨	٩	سفروع	سفروغ
٢٠٣	٥	وارفع	وہ ارفع	〃	١٤	سعفر	سفر و	٢٧٠	٧	اله	االه
〃	١٥	کثر	کثیر	٢٤٦	٥	سیدل	متبدل	〃	١٥	سوی	سوائی
٢١٤	١	بیندی کے	نہ بندی کے	٢٤٨	٣	ردکہی	روکے	٢٧١	١٤	اوردہ	اوروہ
٢١٧	٥	یعذبکم	یعذبکم	〃	٤	رحمتہ	رحمتہ	٢٧٣	١١	فرما	فرمان
		الله		〃	٥	لالیا	لاولیائہ	٢٨١	٧	فاقہ	فاقہ کے
٢١٩	١٠	نہیں ہے	نہیں ہیں	٢٥٢	١٠	اسکی زبان	اوسکی زبان	٢٨٢	٩	اونکو	اوسکو
٢٢٢	٨	اقرار	قرار	〃	١٧	نفس	نفس و	٢٩١	١٤	آثارد	آثار و
٢٢٧	〃	مقام	مقام میں	٢٥٣	٣	کرگئے	گر گئے	٢٩٢	〃	بنائیگی	بنائے گی
٢٣٠	٦	سبسبہ	بسبب	〃	٣	وہ	اور	٢٩٣	〃	وہ سیاہ	وہی سیاہ

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۲۹۵	۵	درشتی	درستی	۳۰۳	۵	اشرع	اسرع	۳۱۶	۱	محبت	محبّت
۲۹۶	۹	دلعین	دل میں	۳۱۰	۱۷	اعزز	عزز	۳۱۸	۱۰	سلوم	سلامہ
"	۱۵	خدکا	خدا کا	۳۱۱	۵	لجمیع	لجمیع	تم بحمد اللہ سبحانہ وصلی			
۳۰۲	۷	متاوب	متأوب	۳۱۳	۹	الاحول	الاحوال	اللہ وسلم علی نبیہ والہ وصحبہ			



